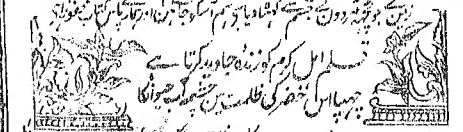


قد علمنا ما تنقص الارض من جسم وعننا كتاب خفي لا يدرى



بفضائل قابل واصحابه والامتنان بالخلق والاسماء والبركات

حالت بیدار

زندہ باد کار و دام

بیا بجناب شطاب علی القاب والارباب صاحب فیض عظیم عال آیت انک علی خلق

خان بہادر حضرت حاجی حافظ محمد عبدالکیم صاحب سی۔ آئی۔ اے۔

رئیس عظیم میرٹھ ہکنہ اللہ تعالیٰ فی علیہ علیین وغفر اللہ لہ

بانتہام کار و داران شوکت المصالح شخصہ شہدہ طوطی ہند میرٹھ

بانتہام کار و داران شوکت المصالح شخصہ شہدہ طوطی ہند میرٹھ

بانتہام کار و داران شوکت المصالح شخصہ شہدہ طوطی ہند میرٹھ

زندہ یادگار و ام و نذر تحفہ و مستہام

حضرت حاجی المصطفیٰ خان بہادر صاحب المذکر المصاحب سی۔ آئی۔ اے۔
 لیکن رگین و تھو و معین سلطنت ہلاکتا تھا جس اللہ عز کو تھو سے بڑا ذاتی تھا اور
 آپ صوفی مشرب تھے اہل اللہ کو دوست رکھتے تھے۔ اور مولانا محمد عبدالغفار صاحب
 بیدل رحمت اللہ علیہ بھی گزشتہ صوفیہ تصانیف کے کبرا میں سے تھے۔ آپ کا کلام خصوصاً نکات
 اور تصوف و وحدۃ الوجود کے جواہرات ہیں اب فن سخن نگار صاحب طرز جدید گزشتہ میں
 فارسی کے شوق مند ہیں و متاخرین میں سے کسی کی ناز گنجی کا۔ پایہ نصیب نہیں ہوا۔
 اور آج تک کینہ نکات بیدل کو حل نہیں کیا۔ طہران دار الخلافہ فارس کی پوزیشن
 کے اہم۔ اسے کو میں میں نکات بیدل واضح ہے شاید وہ ان اس کوئی شرح ہو مگر
 ہندوستان میں نہیں اور نہ میری نظر سے گزری چونکہ بڑے بڑے علماء و فطرا
 نکات بیدل کے دقائق سمجھنے میں حیران و سرگردان تھے لہذا اپنے مثل حکایت اردو
 حضرت غالب دہلوی و مثل تصانیف طہرانی خاقانی نکات بیدل کو ہی نام و
 کمال حل کر دیا چونکہ مولانا بیدل بھی اپنے کمال میں فرو تھے اور اپنے بھی بارتہ لونی
 اہی کے جادہ سے نکات کے حل کرنے میں لاشائی کام کیا ہے اور حضرت خان بہادر
 منظور میرورہی اپنی صفت جو دستاویز ہے بغیر شک لہذا اس حل کو زندہ دانی
 یادگار قرار دیکر آپ کے فوہلان میں اجمال یعنی صاحبزادگان بلکہ انہماک شیخ
 محمد وحید الدین و شیخ محمد بشیر الدین ایہما اللہ و ضاعف در جاتہا کے
 حضور حضور ہدیہ تحفہ پیش کرتا ہوں جب تک تصانیف دہر پر یہ حل قائم رہے گا خدایا
 منظور کا نام نامی بھی دائم و قائم رہے گا امید کہ قبولیت کے خلعت فاخرہ سے مشرف
 ممتاز ہو۔



حل نجاتِ بدل

M.A. LIBRARY, A.M.U.



PF3934

۳۹۳۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سیدنا محمد ﷺ

اگر توبہ نہ با خطراتِ جزئہ تعلیم پیش میا و اگر برنجلی ایمان آدمی پھر جانبِ بے ادب چشم کشا۔

انفسِ خطراتِ جمع غفلتِ عقیدین مرتبہ اور تازگی اور سبزی اور غفلتِ ادب بزرگی اور تہ اور شرمی اور اندیشہ ضرر۔ اور بالغی اور تازگی کی حالت میں بلبانا اور نیزہ کا پلٹنا اور کسی کا لہا مار کر پلٹنا۔ اور بالکسر ایک گمان جس کا خضاب بنائے ہیں اور پانی ملا ہوا درود اور بہت سے اونٹ۔

حاصل اگر توبہ کا سنگین تو خطرات کی ہی تعلیم کر کیونکہ خطرات ہی بالآخر الہام اور وحی ہو جاتے ہیں۔ خطرات کل دنیا کو پیش آتے ہیں بلکہ وسوسات ہی قرآن میں ہے فوسوس لہما الشیطان یعنی آدم و حوا علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے دل میں شیطان نے وسوسہ ڈالا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ابتلا میں بتادوں کی نسبت کو دیا ہذا ام ابی ادریہ ضرور نہیں کہ الہام اور وحی ایسے ہی خیالات اور افکار کا نام ہو بلکہ قرآن مجید میں ہے والہم ہا جنورا و تقوہا یعنی خدا سے بچنے کے نفس کو بیکاری اور پیرہن کاری کا الہام کیا اور فکر کیا ہے یہ عاشق کی جانب سے عاشق کو کمانی جس میں اندیشہ ضرر ہو تو یہ عاشق کی بہت بڑی صفت ہے کیونکہ یہ عشق است و ہزار ہر گمانی۔ پھر خطرات کے معنی میں خوف ہی آخر ہے اور ایمان بین ان خوف والہ جامع۔ موقوفہ کما بیان کی شان ہے پس خطرات کی تعلیم نہ کرنا گویا توبہ کا انکار کرنا ہے اگر توبہ نہ لی پر ایمان رکھنا ہے تو ہر طرف ادب سے فکر کر کیونکہ ہر گمان اور کسی

خطروں سے ہیں یعنی دوسرے گندم یا چارے پر جو کہ ہرگز نہ لے کر کسی دیا یا باجہ ہے۔
 حمل پر شے کے وجود کا ہرگز واجب العروج کا شائبہ نہ بنا یعنی یہ ہر جہاں کہ گزرتا ہو گا یا نہ گزرتا ہو گا
 وغیرہ سب مظاہر واجب العروج ہیں۔ مگر اگر کسی ایسے کو کہ کہ یہ سب ممانی ہیں اور نہ تو گزرتا
 شوقین کا ایک بارہ گوارہ ہو وہ سمجھا جائے گا۔ ورنہ العروج کی صورت سے ہر گز نہیں
 شخص نماہر کی غمی کی ہے نہ کہ شخص باطن کی جو وہ ہے اور اس کی اولی وابدی ہے۔
 قرآن میں ہے قل اللہ وحید امر باری۔ اور آسمان کو طرہ باری والا خیال نہ کریم تو
 اپنے کو بہت عظمت بنا لے کہ کوئی انسان کے مرتبہ سے زیادہ کسی کا مرتبہ بلند نہیں۔
 عالم صغیر یعنی نمونہ عالم کبیر ہے۔

گر یافتی اسرار قدم پیش ہو ورنہ بعدی زلفظ و معنی پیش ہو
 تا طبع تو تمت فصولی تختہ گنہاست ویریں پہاڑیں پہو

لغت۔ قدم بالکسر رفع والی کہ نہ ہوا اور نہ لگی اور نہ تختہ پا اور پیش پا اور اثر اور عمل
 سابقہ جو ہر شے کی قسم سے ہوا اور نیکیوں اور بدوں کا کردار و رزق و بقیت میں پہچاننا
 اور اپنا نشانہ اور بالفتح و کسر وال کسی کام کے لئے بہت اقدام و کوشش
 کرنے والا اور بضم و فتح والی میں ایک گروہ ہے اور ایک موضع کا نام اور بالضم کے آنا
 اور بفتین آگے جانا۔ تمت بالفتح گناں پر جانا۔

حمل۔ اگر تو نے قدم (خاستہ تعالیٰ) کے کچھ کو بیدار معلوم کر لے ہے تو زیادہ معلوم کر لے گی
 جسکو نہ کر اور اگر تو نے کچھ بیدار نہیں لے ہے تو ان کے اظہار و معنی بیان نہ کر کہو کہ ان سے
 عالم ظاہر میں فکرو اور نام و یاد ہو گا اور شاکر و مدعو دوسری کی تمت نہ لے جائے رت کے
 پرور کا اور سے اظہار کر کہ ان کی خوشبو نہ لگے یعنی ہر شے میں قدر شد و طاقت و قو
 ہر جہاں سے تو بہت و تحقیقت کے اور ان کی نمایاں نہ کر کہ ان کو جانا کہ جیسے علم
 طبیعت اور فلسفہ والے گمراہ ہو گئے۔

خیال چشم کہ ہر فرقہ جنوں آئینہ کہ نہ از سیکڑے دور ویر کا کپڑا پیش ہو
 حمل۔ کس چشم سے کس خیال میں جانا اول شگہ بنواں کپڑا الیٰی واجب کہ ہر فرقہ کے
 ہمارے جنوں کی کتاب میں درج ہے ہیں۔ جہاں تک کہ یہی شوقین کو شہد یعنی عالم

اور بیٹھیں ہیں یہ تو ساری دنیا کو جنوں بنا دیں گے۔

بکھڑو زراویہ عدم زدہ ایک گرفت کہ زمنت نفس کے گلزار و آتش رنگ

لغت۔ زراویہ گلزار گوشت اور ہرے کا گوشت۔ عدم یقین و یقینیں و بالضم نیت ہونا اور درویش ہونا اور کم کرنا اور منع کرنا۔

صلح ہم گوشت عدم کے حضور عافیت کے دروازے سے لگے ہوئے ہیں یعنی خفا ہو کر آدم سے ہیں ہماری آتش رنگ کسی کے احسان کی پورنگ سے نہیں لگتی اور کوئی ہزار وشت کرتے گرجے گوشت عدم کے باب عافیت سے کہنے والے نہیں کسی کی منت پر ہماری آتش رنگ ہم کو کئی ہزار وشت کا ہوا ہے جس کا سر نہا خصل ہے

بدل شکستہ ازین جن وادہ ایک بال کرشتنی کوشتاب اگر سہہ خوں شود سرمد بکر و گدا
صلح جن دینا سے ناراض ہو کر ہونے دل شکستہ پر گرنے کا بازو دکھایا اور ہم گرنے میں ایسے تیز ہیں کہ وہ کوشتاب اگر ہمارا تعاقب کرنے میں بہتیں خون ہر جاکے تو ہمارے دنگ کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتی چہ جاکے کہ ہماری تیز روی کا مقابلہ کر سکے یعنی ہم دنیا سے گرنے میں ایسے تیز رفتار ہیں۔

کے از طبیعت فعل کلام شکوہ طرف شود نفس آتش عرق مکن ز حدیث غیرت جنگ
لغت۔ طرف شدن و مقابل و حریف شدن آتش پانی ٹکنے کی راہ جس کے در بعد سے

انی اور سے بچے گرے۔

صلح کوئی شخص ہمارے شکوہ کا حریف نہیں بن سکتا یعنی شکوہ متکرر منفعیل ہو جائے
جواب نہیں دے سکتا پس اسے مخاطب تو ہماری بات (جو جنگ کو بھی قوت دلائے
والی ہے) کا جواب بن نہ پڑے سے عرق عرق مفت ہو کیونکہ اس جنگ میں کوئی مقابل
نہیں ہو سکتا مخاطب یہ ہے کہ عاشق کے شکوے معشوق کے سوا کوئی نہ نہیں کر سکتا۔
بعضوں نے تہی جزو شکست شیشہ دل جگر شب خون خواب پری ہر زلف و ہر زلف
لغت۔ جنگ یقین وہ آواز جزو شیشہ دل ہے وقت گمان سے نکلے مگر یہاں مراد شمشیر
اور نیزہ و آنہ کلمات ہیں۔

صلح۔ تو اپنے خون آہنی میں بے خبر ہے تجھے ہم حسوں کی باتوں سے کیا کام۔ پس

ترنگ بہرے نہاے ٹنگہ میرا زخوشتہ سو یعنی دل دکھانے سے خوف کھینک رہا ہے
 شیشہ دل میں پری سوئی ہے زخوب خوں مار کر پری کو مت بگاڑ نہ دیو
 ہو جائے گلابو کہ پری کو دھچکا کر انسان دیوانہ ہو جاتا ہے۔

گہر نہ ہو دیو ہاں گراں شدہ خاک نسبت جسم و جاں
 سب کچھ آں کہہ کہیں نہ جاں بتر از دوا شدہ شگلا
 حل ہمدی خاک جیکو جسم و جاں سے تلبت ہے ایسا قیمتی کوہ ہے جسکی نسبت
 درجہاں سے بھی گراں ہے پس ہم نہایت بہک ز شرمندہ ہیں کہ موزد نہ کر سنے کو

ہمارے گوہر کا پتھر ترازیں آیا
 ز دل فسر وہ چلائے نہ سبنا پائے تیر نفس بھرید باخون مٹرائے گہریشیم چنگلا
 حل دل فسر وہ سے نالائک سادس کی گرمی نہ پہنچ سکی ہمارے چنگ کے ابریشیم
 میں ایسی گوہری کو اس کے کوہ نے میں مٹ رہا کے ناخن کٹ سے نالائک مٹا دیو زلف فخر
 چنگ کے ابریشیم نکلا ہے اور نائیس گہر لگ جائے گی تو چنگ بچ نہ سکیگا۔

سخن غور و جوں اثر زبان جوت متاثر فرہا بشکستی برہ نظیر اگر گرمی بچ نہ سکیگا
 حل ہمارے غور کی باتیں جو جوتوں کے اثر سے سرد رہتی ہیں زبان بڑا شہر برتر
 یعنی رواں ہیں اگر تو ہمارے اس تیر کے لیے پرویگا یعنی سننا چاہیگا تو ہم یقین
 کر سکتے ہیں کہ اتنی باتیں راہ نظرس توڑا لے گا یعنی تیر میں اپنے پلوں کے پر لگا لگا
 مڑا رہے کہ باتوں کے شنیے میں نیچے فرہ آئے گا۔ اور پھر بسر چشم سے لگا۔

چو ہما نزل باد چو بل طرازی حرم دل بہار سبنا سبنا شیشہ نہ طرہ تو ز چنگلا
 لغت نکر با لغت و تشدید اس سوج اور کام کی سختی اور ادھلی سے افکار کرنا اور
 کسی کو رنج و تکلیف دینا۔

حل۔ اہل اور ایک کافہ نہ عرض فرما دیا کی باتیں جو ہماری زبان سے نکلتی ہیں تو
 یہ درحقیقت تیرا طرہ نہ لگتا ہے بجز اوسطے سے ہمارے چنگلا (گوئی) سے نہ لگتا ہے
 یعنی ہم خود حال میں کہتے عشق طرہ نہ لگتا اس زبان اور ازی کا باعث ہے۔
 تو بابرید لیا تو اس لیا نکلتا تو تو گراں کر وہ زیاد تو خود بخود جو نفس نہ لگتا
 حل۔ سبیدل نام تو اس کی تابندہ سے جو بابرید سے دل مارک ہیں ہے اس کو نیچے گرائی

جو کہی کہ نہ ہم نیکو یاد کریں گے تو سانس کی طرح تیرے آئینہ دل سے ہمارا رنگ
 اور ہی خوار خود بخود دور ہو جاوے گا۔ آئینہ پر جب پہونک مارے ہیں تو تھوڑی دیر کے
 لئے غبار سا معلوم ہوتا ہے مگر پھر ناکل ہو جاتا ہے۔

جنت از تو دور و از کجہ بنیم باغی از بیل غافل حریف نہ اغی
 صحبت از بجا موثر است اگر باغی در آب روی تری در آتش اغی
 حل۔ افسوس ہے کہ تو دور و ز کے لئے باغ دنیا میں بنیم ہے بیل سے غافل اور
 کوئے کا بار ہے یعنی نیکیوں و اعمالوں فاضلوں عاتقوں کی صحبت سے محنت اور درو کا
 ہم یہاں وہم نواز ہے۔ دیکھ دینا میں صحبت ہی بڑی و شر ہے تو بالی میں جایگا توڑی
 اور یہ الی حاصل ہوگی اور آگ میں جایگا تو جلے گا اور جا ہیگا۔

گر طبع نہ از اہل کرم مرید است میدان بقیس کہ کمرتنی کو شہادت
 آری نہ توبہ کیس نہ بیکر و ابا گرش سلطان محبت آدم میراد

اعتق۔ پیغمبر باقیم و اگر مہر قوتی اور زمین پر حقیقتہ معناتہا مینکنا قرآن شریف چکا
 یہ صمد، عافی السعادت و عافی الاضراف۔ یعنی جو چیز آسمان اور زمین میں ہو
 نفی العقول یا غیر ذی العقول سب خدا کے تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہیں ذی العقول
 عقائدہ و غیر ذی العقول پر ایمان ہے بخدا کا ذکر کو سجدہ کرنا شرک اور کفر اور الحاد ہے۔

حل۔ اگر دنیاگوں کی صحبت سے طبیعت نہ باگتبی تو یہ دنیا سرکشی کہ مہر تنی شیطان اگر
 آدم سے صحبت رکھتا تو کسی شخص کے سجدہ کرنے سے بھی انکار نہ کرتا یہ دنیا کی سجدہ آدم

یاد ایلام سے یعنی شیطان ہمارے تھا اور آدم غافل۔ ہادی کی غافل سے جنت اور صحبت
 ستم است اگر دوست کشد کہ بے پروا ہوئی تو بچشہ کم نمیدہ در دل کشا بچن و را
 حل۔ بڑا شک ہے اگر تیری پس بچے سر دوس کی بے پروا مل کر سے تیری لطرت ہی غفلت کی ہے

یہ خود بخود کہتا ہے پس تو اپنے دل کا دروازہ کو دل اور جن میں چلا آ۔ دل میں تو سب کچھ
 موجود ہے دل ایک باغ الہی ہے جس میں دعائیت اور معرفت کے پھول کھلے ہیں دنیا کا
 پسینہ و سوسپناں ہی نہیں اور جن غرض واجب الہی ابدالہا کا شگفتہ اور خدا کے

پہنچا ہوا جو سجدہ پر نہ نہ جنت ہے۔ سجیال لفظ زکوت اور گہر جو خود بخود آ
 سل جن ان کی خوشی نہ مل گئی ہے یہی ہیں چیزیں ہیں بوسے و فانیں توان کی

نقصت اگر نہ ہوں یہ تعلق ہر چیز کے
 ردا اس میں تو نیکیا کشہ کہ میں بلکہ کس آ
 نقصت جسہ نقصتین انسان اور جن و ملائکہ کا ہم غواہ جرم اور خطرات اور جاوگر
 سامری کا گوسا اور حضرت موسے کے عہد میں عورت آواز دینا تھا اور نون نشک رہا تھا
 بلکہ سرحد شین اور نگاہ میں رکنا اور ماس ہمیشہ رہنا اور وہ شہدہ وغیرہ جسے گوسہ کو
 پوشاک کے منہ کو باہر میں اور پانچ پانچ سے زیادہ گوسہ کے جو کسی ہم پر جانے کے تھا
 میں نزدیک رہیں اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار

اصل۔ اگر توفیق نفس بخیر جمالی اور فضائی ہو اور جس کے ارباب کرنے کو انہوں دم نہ کرے
تو دنیا آسماں نہیں کہچھینچا کہ جو تک مار اور اس رباط کمن دنیا میں آئی یعنی نفس
نفسا جاتا دنیا میں ہے چھینچا کہ کما ہے اگر توفیق نفس کے دم میں نہ آئے تو نہ ضرور خدا
کے کو کما ہے۔

ہوس نیکو و جوشیدہ نفس کو وہم و فہم نہ ہو کہ یاں جنوں بالمشقہ کہ جہاں قہقہوں اور
 افسانہ بجا بخوشین شہر اسکی بیدار بالانسان ہے اور شہر مرغ اور انسان اسکی جھولتا ہے
 اور کج دست اور سر اسے اور دروں جنوں کی کچھ کی دست اور اسکی
 اور کج دست اور کج ہے کے مضمین میں ہی بولا جاتا ہے یہاں حضرت سعدی علیہ الرحمہ کے
 اس شعر میں ہے

سید محمد باقر استادی
نیکام بدین معنی کہ بیست استادی

حل تیرے لئے ہوس ہی بہت بڑا سخت بدستیر الفس بشرق میں ہو یا اور
 کہوں اس میں تو تیرے لئے شتر مرغ گلیا کیمری پشت پر وار ہو اور منی اور توئی کے
 عالم میں جلا آ یعنی جگہ تو عشق فدا کا جسوں تھامی کے سوار اسے طلب میں ہو کہ یہ
 رچتا منی اور توئی کے عالم میں کیوں جلا آ۔
 چو ہو انہرستہ پہ پہنچتا ہے زوہم نے
 گریخت شمشیر فدا کا زور دل زوہم

۸
 نوشتہ شہر کوئی دل لگو ہوئی بہت اور چینی اور بجا رہا اور وارہ شہر زون کر ستن
 حل میں چالی طرح قوم سے تامل کے ساتھ اپنی استعداد ہستی سے جگہ کیا ہوں کہ
 شہر ہستی انان کو نظر نہ آکر دیا ہے : ہوا کو قیام نہیں : آنا فنا کر گزرتا ہے اگر تو میرا
 دل میں نہ آجی میرا ہر اہل دنیا چاہتا ہے تو ہفتہ شہر کی گزرا کر لائی شہر کی ہستی
 فانی ہے جو آفتاب کے طلوع ہوا کسی فنا ہو جاتی ہے آگاہ جو استاد یہ ہے کہیں
 یہ طرح ہستی کو فانی اور لاشے سمجھتا ہوں تو بھی ایسا ہی سمجھ۔
 شہر کو کالج نہایت شہر و شہر ہو چکا ہے جو سحر جو حاصل سنتیت کو نہیں در آ
 حل پتہ پتہ کی ایسی ہستی کی ہر اکا اعتبار ہے ہوش اور ہستی میں یہ ہے جسے کال کوئی
 ہو جو ہے یہ شہر کی شہر پتہ ہستی سے کیا حاصل ہے جو ایک دم میں محدود ہو جاتی ہو
 ہیں تو خواب غفلت سے آگاہ ہوتے ہیں سائنس بنیاد و ذکر الہی ہیں شمول ہو۔
 چہ کشی کر کوشش عاریت المہم کا کوئی نہایت نال عاقبت درجہ جو لکھن در آ
 حل پتہ ہستی کی ایسی ہستی ہے ارا موں کا خون ہو گیا جگہ کوئی خون نہا کر
 ان کے لک کوشش سمجھنا شمول ہے جسکو کار و وارہ توڑ ڈال اور عالم ناپت رخصت
 اپنی ہی کے بہت میں چلا آ۔
 کیا ام آئینہ نامی کہ فرما لے نہ نامی تو نگاہ دیدہ بسملی فرہ واکن و کفن در آ
 حل تو کو لیتے آئینہ میں بناؤ سنگار کر رہا ہے کہ فرصت سے غافل ہے یعنی دنیا میں حرکت
 قلیل ہے کہ موت و رقت سامنے ہے جو فرصت نہیں لینے دیتی تو دیدہ بسمل کی نگاہ
 جو کفن کے اعتبار میں ندیدوں کی طرح تک رہی ہے پس پاک کہول اور کفن میں چلا آ۔
 یعنی تو چراہ دفانی ہے عشق خدا میں خاک ہو جا۔
 زہر و شہر شہر کہ یہ وقت میرا ہی ہے کہ تجلیات اور فنا زہر و شہر نشدنی آ
 افقت : شہر و شہر بنین نام جہیزل عاید السلام اور وہ شہر کہ خبر پاک لاوی اور ہوا
 شہر کی شہر ہو چکا ہے یادوں کے گہرا بالکسر ہو گی۔
 حل : جناب باری کی محفل کہ راہ فرشتہ ہر وقت یہ شہر کی کہ اسے کہ اور دفانی
 قنات میں باہر نہ آنے کے دروازہ سے داخل ہو۔ یعنی اس وقت کہ بیکر کا عہد وفا
 ہو کر اور اسی میں شہر و شہر ہو رہا ہے۔

بدل آئے بیدل ازین نفس اگر اظرف کشتت موس
تو بفرست آندہ خوش نہ کہ گلویت جو وطن در آ
حل۔ اسے بیدل اگر کئے ہوں اس جانب ہذا کی جانب کیجئے تو نفس دنیا سے نکل کر ہوگا
تو سفر میں خوش نہیں اگر خوش ہوتا تو میں کہتا کہ اپنے وطن میں نہ آیا تو وطن تو وہی عالم
الہوت ہے۔

ہم عمر کا تو قریح نزدیک گرفت رنج خار ما
حل۔ تمام عمر پہنچے تیری یاد میں قدرے خوشی کی یعنی بچاؤ یا دیکھا کرنا یا خفا رفتی اگر تک
نہ کیا یا قیامت ہے کہ تو ادا کے اعتبار سے ہر وقت ہماری بغل میں ہے مگر درحقیقت
بغل میں نہیں ہے۔

چو غبارِ ناز و نیشاں نیکو رنگا ز آفتاب
حل۔ سوز و غم سے بلورِ خاک ہو گیا اگر اس کا اعتبار نیشاں رہن رہا ہی نہ رہا۔ پہنچے گوی
آفتاب کیا قدم ہی باہر نہ رکھا کہ ہم خود اپنے سے ہی گزے یا نہیں یعنی پہنچے اپنی خود
بہی ترک کیا یا نہیں۔ یہ بات چکو غبار کو چوں میں پرے سے ہی حاصل ہوئی نیشاں کا
نالہ نیشاں ہی میں رہ گیا یا ہر بچاؤ کا۔

چہ قدر بخت مدعا زود ایم براثر غنا
حل۔ ہم مدعا کے حاصل ہونے کی بخت میں بے پروائی کیے پیچھے رہے مارے ہوئے
مگر بخت سے شکار کے غم سے خاک بنے ہی اپنا دامن ترک کیا یعنی ہمارا غم خاک کی ذیلی ہو گیا۔
ہو گیا۔ پروا نہ کی۔ ہمارے مدعا غم بوسہ کی خالق کیا۔

بمہر اجماع چو دی قد حرمات از غم بخت
حل۔ عالم بیزوری دنیا میں سب کے لئے دارم عافیت و آرام موجود ہے اب سلام ہمارے
کو دشمن کا و کچھ کہہ ہمارے ہمارے لئے کی غم کی بخت ہے۔ یعنی ساری دنیا دارم میں ہے
مگر ہم گردش میں ہیں ہمارے گردش سے دور نہیں ہوتی۔

دل ناتواں بچاؤ راہم زود عاجز
حل۔ دل ناتواں بچاؤ راہم زود عاجز کی کچھ بچہ ہر قدم اوقات ہزار کہاں را
دل ناتواں کو جو اپنی عاجزی کے نزد سے الگ ہے وہ اس کو کہاں کیجائے کہ کیا کبھی کبھی
طرح آٹکا یا ہزار آہوں سے چڑھتا ہے تب غم نہیں ملتی جیسا کہ پہلا سے نتیجہ کے دل۔

گو یا انکے پاؤں کے آبلے میں اور تسبیح ہزار انوں کی بھی ہوتی ہے۔
 بیسواؤ تسبیح عیسیٰ زربہا بر شوق تاملت نکلے خاک سیاہ نزن بنوئیں خط عیار ما
 حل۔ تو نے بہت تامل دھڑ دھکا کی شوق کی مگر نسخہ فنا کے لکھنے کو بجھے سیاہی نلی پس
 تو خاک زیادہ پر قلم مارا اور ہمارا خط عیار لکھ۔ یعنی فنا نسخہ ہے جو خط عیار سے لکھا جاتا ہے
 اور لکھنے کی سیاہی خاک ہے پر سب سامان فنا ہے۔

صفہ رنگ لالہ ہم شمعے جوش گل زین گلزار ہمارا دامن ناز نزن خواہی دست نگار ما
 حل۔ رنگ لالہ کی صفہ کو تو ڈال۔ جوش گل کی شمشاد میں پر گر عشق کے اندک کی خاطر
 فریقت ہو اور ہمارا دامن ناز ناز یعنی معشوق کی خاک کا رنگ صلی کر جس سے تو ہمارا کو ناز و کشتہ
 دکھائے لگے لگا یعنی خود بہا تیری عاشق ہو جائیگی۔ اس صورت میں لالہ گل کی کیا حقیقت ہے۔
 برکاب عشق بر نشان نریم دست نکلے ہوا پر دو آرزو کبشید دامن یار ما
 حل۔ معشوق کی رکاب پر جو عورت کی جڑ بھولی (دربار کو بولی) ہے جسے تیرا درکھیا اتنے ہیز
 مارا یعنی اس سے فریاد نہیں کی کیونکہ ہماری آرزو تو عباد میں جا رہی ہے معشوق نے ہم سے
 دامن کچھ لیا ہے جب ہمارا عباد بھی لے لے دامن تک نہیں چھینتا تو فریاد کرنے کو اسی رکاب
 تک کیا خاک اتنے چھکا مسدود اولی میں بر نشان رکاب کی صفہ ہے اور وہ عباد میں ہون
 کبشید کا معقول اور یار کا فاعل ہے دامن یار صفات صفات الیہ نہیں ترکیب بہت
 طبعی ہے اور بیدل کا یہی جو ہے۔

نہ بدائے زحیا رسد نہ بد سنگام دھارسد چو رسد بہ نسبت پار رسد کف دست گیارہ
 حل۔ میرا اتنے ہی پاؤں کی طرح آبدار ہے نہ وہ جاکے باعث کسی دامن نہ لگے چھتا ہے
 یعنی دامن اس سے جیا کرتا ہے نہ وہ سنگام دھانک چھتا ہے یعنی ہاتھ میں دھائے لئے
 بھی اوٹھنے سنگام نہیں ہاں وہ چھتا ہے تو پاؤں کی نسبت سے یعنی جھٹکے آبدار کا
 پاؤں نہیں پہنچ سکتا اسی طرح میرا اتنے ہی کیلئے دامن یا سنگام دھانک نہیں پہنچ سکتا
 دونوں مجبور ہیں۔

چمن طبیعت سیدم ادب آتش اشتغالی نرہ ہفت ساغر دگت بود باغ غنچ ہمارا
 حل۔ چمن میں سید کی طبیعت کا چمن میں جس میں اشتغالی کا آتش اشتغالی ہے یعنی اس
 چمن کو ادب سے اشتغالی حاصل ہوتی ہے ہماری ہمارے نقد غنچہ کو ساغر دگت دبو لگایا

وہ کل نہیں ہوتا چنانچہ سرسبتہ میں ادب کی صورت اور پہول میں کمال جانے سے لادبی کی صورت وہاں ہے

محکمہ - اگر حصول رزق از عالم الغیب مقصود رہے بود در صحت خبر بصلحا انہی پر نہایت متوکلاں رافاقہ میگشت و بچراں رانامی ہی سے گداخت۔

حل - اگر یہ خیال نہ تو تا کہ رزق عالم غیب سے ملتا ہے اور رحمت صرف نیکوں کے لئے ہی تو متوکل لوگ فاقہ میں مرتے اور گنگاروں کو ناامیدی ہلاک کرتی

نشد وین در سگاہ عجزت بفہم چہ پیدایا جنوں سواد کو کہ در ہم شرب یہ لائق الپیدا حل - اس در سگاہ عجزت (دنیا) میں فہم انسانی میں اس قدر رسالہ پیدا نہیں ہو سکتا جتنے

ادواق لالہ کی میرے ایک جنوں سواد پیدا کیا یعنی میرا لالہ سے جقدر ہو جاو جنوں ہوا ایسا جنوں میں کیونکہ نہیں ہوا حالانکہ فہم انسانی بہت سے رسالے پیدا کر سکتی ہے۔ اگرچہ سیر کر لالہ

سے جنوں اور وحشت دفع ہوتی ہے مگر یہاں اور بھی جنوں پیدا ہوا صبار نگینے شکایت اگر رسالہ پیدا ہو چکی ہو تو فاعل لالہ کو در عوق زمانہ الپیدا

حل - جہاں اگر تیرے گیسوے شکبار سو ایک چین کا پیام پہنچا یعنی یہ پیام کہ میرے پاس چین بر شگ موجود ہے تو جس طرح لالہ کے داغ سے شبنم پیدا ہوتی ہے۔ ناف خزاں سے

بجائے شگ کے عرق انفعال پیدا ہو یعنی چین بھی گیسوے شکبار کے ساتھ شرمندہ ہو فلان صفہ کہ میکشا پدیر اعتبارت اینفر لید جلاویک شیشہ مینھا پدیری زہدین الپیدا

حل - آسمان جو صفہ کو لٹا ہے یعنی جو حادثہ نازل کرتا ہے لڑا اعتادات رجہ فون کو عدد جاتا ہے کیونکہ صفر (نقطہ) لگانے سے عدد بڑھ جاتا ہے۔ ایک شیشہ کی جھلک بہت سے

پیا لوں سے پری پیدا کر دیتی ہے حالانکہ پری شیشہ میں قید ہوتی ہے مگر پالے میں مہتاب بہرے کو دنیا کے ایک حادثہ میں کو بہت سی چیزیں حاصل ہوتی ہیں۔

چو بوج برادریم شگ نہ بہت شیشہ ام نگ شگست و درم سیر گچہ کہ رنگ من کو زنا پیدا لغت رنگ تیر کی آواز جب وہ مکان سے نکلتا ہے اور حلق آواز۔

حل - جب کسی پتھر کی برج ظلم نے میرے شیشے کو توڑا حالانکہ عاشق بدل چاہتا ہے کہ میرے ظلم ہو تو میرا در دل اس طرح ٹوٹ گیا کہ ایسے ہو گیا کہ شگست رنگ کی آواز نہ لید کر گزرا شگست رنگ نے یہ فریاد کی کہ عاشق کاشیشہ فریاد کیوں نہ ٹوٹا۔ یعنی میں زخمی کیوں نہ

بیراز ہوں مگر نہیں مڑتا۔
 اگر لکھنؤ کے قشاں نہ اٹھتے تو ہم کہہ کر پرواز بنے نشانم جو بال طاووس پیدا
 حل میں اور نہ کو سوط پر پر پھینچناؤں مگر دام سے نہ کو دسکو بنگا دیر سے بے نشان۔
 (مردم) پرواز بنے بجائے اور نہ کے ایسا مالہ (حلقہ) پیدا کر دیا جیسا بال طاووس پر پرواز
 جو اگر نہیں سکتا یعنی خود میرا پرواز میرے لئے حلقہ دام بن گیا۔

جو جوشد افسر کی نزد وراں حضور زار ادا اعلیٰ حسان
 کہ ابر در موسم زمستان سے کند غیر ترا لہ پیدا

حل جب زمانہ میں افسر کی جوش مارے یعنی سچی ہمدردی اور خدات نہ ہے اور بلایع
 افسردہ ہو جائیں تو اہل احسان (اہل دولت) سے پرہیز کرنا کہ اگر افسر کی حالتیں
 جو اگر افسروں نے کچھ فیاضی کی ہی تو کس کام کی حاشے کے موسم میں ابر سے اسے ہی
 برسیں گے۔ اور بجائے فائدہ کے زحمت اور بھل بھل کو نقصان پہنچا گا۔

قبول انعام پہ نشان سجود گوارا بیکہ دل کہ میشو ندائیں گلہ خورشان آستان نو لہ پیدا
 حل برعاشوں و کمینوں کا انعام قبول کرنا گوارا نہ کرنا کہ یہ کیسے یہی سبک پہنچا تے
 ہیں جس طرح نوالہ میں ہڈی گلے کی جھیلتی ہے گویا یہ ہڈی کی طرح نوالہ سے پیدا ہوتے ہیں۔

بمورد ہستی بے اثر یہ نقاب کشی کم از چیا تو مگر بہن نظر کوئی کہ دے عرق کم از چیا
 حل مجھے شرم آتی ہے کہ پردہ سدا گرا ہی رہتی ہے اثر بے نشان کا اظہار کروں یعنی میں
 خالی اصلانے محض میں اسے مخاطب اگر تو مجھے ایک نظر دیکھنا چاہتا ہے تو میں تھوڑی
 دیر کو انجی ہستی کی نمود کی حکم عرق ندامت کا اظہار کر سکتا ہوں

اگر دم خفا امتحان ہو سکتا ہے آسمان مژدہ برسم آرم ازین آن ہمہ یکے عرق کم از چیا
 حل اگر کتاب آسمان کی ہوس بھراپنے امتحان کی سند بدعو اور کے کیمری غیر محدود اور
 بے انحصار دست اور بلندی کا امتحان کر تو میں این دہ سے آگاہ ہند کر لوں اور سب کو چیا
 کا ایک درق بنا دوں جسے مجھے تو کیا لوں کا امتحان لیجئے ہوسے شرم معلوم ہو کہ یہ قافی
 اور بے حقیقت ہیں۔

چہ نم شمع جلی طبع دوں قد خود ز دم نہ خون کہ بہ جسم آن گل لعلگوں شمع شنی کم از چیا
 لغت۔ شمع کرنا ہم کے وقت شراب وغیرہ ناگوار کرنا۔

حل۔ میں اپنی کینہ طبیعت کی شوقی کا کیا علاج کروں مجھ کو بجاؤ شراب کو عرق ندامت ہے
خون کا پالایا ہی تو نہ پالایا۔ یعنی اس قابل نہ رہا کہ میں معشوق کے لب لعل کا بوسہ لیتا اب
بہی سہی کر رہا ہوں مگر یہ جیسا کہ بوسہ کا طالع نہیں ہوتا۔

ترشہ کھلے کہ براہ دیں غم باطل شدہ لیشیر بس اس گمان نہ رہی نہیں کہ کمال صبح کو
حل۔ براہ دیں میں جس گھٹیل سے باطل رہ گیا کا غم و غمشیں ہے اس پر نظر کر کے خود یقین ہے
کہ ان نہ کہے کہ میں حق کو کامل کر دے گا یعنی حق یقین کا مرتبہ حاصل کر سکا۔ کیونکہ مذہبی
خیالات کمال حق کے مزاج ہیں۔

چو خاک لایروں زندگ تو فکرت نہ خون نکند ہوئی اگر جنوں زندہ نہیں نستی کفر از چیا
حل۔ جب خاک و لالہ باہر نکلتا ہے تو ڈٹے ہو کر پالیں بجاؤ شراب کے خون پیتا ہے
اگر میری ہوس مجھ ہی خون کی ترغیب دے تو میں ہی اسی طرح حیا کے باعث بجاؤ بندوبست
کے اپنا خون دل پٹوں یعنی عیش و طبع لالہ کو نصیب نہیں مجھ ہی نصیب نہیں۔

زکام آچہ سہرہ نہ ز لوج سے ز قلم رسد خطا نقش پا پر قلم رسد کہ کش سق کفر از چیا
حل۔ میرے کمال سے جو کچھ مجھے ملتا ہے وہ لوح قلم و قریب سے نہیں ملتا۔ میرے لئے
تو خطا نقش پا پر قلم ہوتا ہے تاکہ میں جیسا کہ اسکا سبق لوں۔ قاعدہ ہے کہ ناکامی کی ندامت
سے انسان سرنگوں ہو جاتا ہے اور اسکی نظر اپنے نقش پا پر پرتی ہے مطلب یہ ہے کہ مجھے
اپنے کمال سے بجز ندامت کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

بامید فضل تو ناز نہیں کہ انبار دال است یز من بیدار و عرق جبین کچھ و طبع کفر از چیا
حل۔ اسے ناز نہیں ہے فضل کی امید کچھ دل دیں بطور نیاز پیش کرتے ہیں میں تو
بیدار ہوں نہ میرے پاس دل ہے نہ میں پس میں ہوں اور تیرے ہی کی ندامت سے پشیمانی
کا عرق ہے اسکو طبع میں کر کے تیرے سامنے کیا پیش کروں مطلب یہ ہے کہ تیرے ناز
و نیاز کے لئے میرے پاس کچھ نہیں ایسے نام ہوں۔

مکنتہ۔ جبار یعنی عالم اعتبار دہنائی تصور کروں بہت کہ تمھیں اس خبر حقیقت اور حقیقت
اور قلم اصل تو اس یافتہ در نہ تہ تمھیں اس ارفاع و برگ بچہ نواں شکافت۔

لغت۔ تمھارے ہاتھ راہ و جا کے گزشتن اور وہ کلمہ جو معنی حقیقی کے ساتھ استعمال ہو۔ اعتبار
بالکسر کھانا اور لگاؤ عورت سے دیکھنا اور کسی شے کی بوج میں رہنا اور کسی شے کو اچھی طرح چکنا

مجاز اور عالم اعتبار دونوں سے حراد دینا ہے۔

حل - عالم مجاز یا اعتبار کو باطن میں یہ خیال کرنا چاہیے کہ اس کا تخم حقیقت کے سوا کچھ نہیں دیکھ کر حقیقت نہ تو اس کی نقل مجاز کیونکہ ہو (یہ وہاں کے حالات میں تخم کا نشان نہیں مل سکتا ایسا ہی تخم کی حالت تنازع اور پتے نہیں بیٹھ سکتے۔

اسے آنکھ کے غماوت و کبریا جہنمی بیہوشہ بولیم غیر آتش گہنی
نیز نگ دوئی بار نثار وینجبا من باتو تو اہم چنانا لیا من لومنی

حل - اسے واجب الوجود کسی تو غماوت ہے اور کبریٰ جلوت ہے ہمیشہ ہم بیخیز سے عاشقوں کے دلوں میں آگ لگانا۔ برتا ہے حالانکہ تیرا غیر کوئی نہیں۔ میں تیرے ساتھ تو ہوں جیسا کہ تو میرے ساتھ میں ہے یعنی میں تو ہوں اور تو میں کچھ بے غماوت نہیں۔

مختصر - از قلندر سے پرسیدہ معرفت چیست۔ گفت بیخیز بیکاری۔ کہ اگر شغل دیگر وقت ہم سید اور بیکس دریں درطہ خیال مے افتاد۔

نعت قلندر بعض نے لکھا ہے کہ در اصل کلندر محض کندہ ناسر آشیدہ (جہاں مطلق) تھا مگر اس لفظ کا ایسا تغیر غلط قیاس میں نہیں آتا اور بعض نے لکھا ہے کہ در اصل قلندر نہ تھا شاید بعض عین مولیٰ قلندر (شور و غل کے اندر) کیونکہ اس قسم کے آزاد منش فقراء اکثر غل پچانے پس مگر میری رائے میں یہ لفظ کلندر کی لگاتار تھا یعنی مٹی اور بہوت کے اندر رہنے والے کیونکہ یہ لوگ اکثر بہوت میں رہتے ہیں۔ لیکن صوفیہ کی اصطلاح میں قلندر تارک الدنیا اور عارف کو کہتے ہیں۔

حل - ایک قلندر عارف سے لوگوں نے پوچھا کہ معرفت کیا ہے اُس نے کہا بیکاری کا بیخیز کیونکہ اگر دوسرا شغل ملتا تو کوئی گرداب خیال میں نہ پڑتا۔ مطلب یہ ہے کہ اگر معرفت الٰہی شغل نہ تو انسان بالکل بیکار اور نکما ہے۔ مگر جس شے سے عبارت ہے وہ معرفت معرفت الٰہی ہے باقی کلام سے دنیا فضول ہیں۔

گو قابل کسب عملے میرا دیم در ورطہ فکر خود نے افتادیم
و بدیم کہ دست ما بجا کز سرید از سعی جنوں و اگر بران داویم

حل - اگر ہم کسی کام کرنے کے لائق ہوں گے تو یہی فکر پیدا ہوتے تو اپنی فکر شناخت (کو) بہنو میں نہ کرتے (من عرف نفسه فقد عرف ربه) جب ہم نے دیکھا کہ کوئی دھڑلے سے نہیں

جنوں (عشق الہی کی سعی ہے اپنا گریساں آپ پہاڑ کر گریساں کے پھٹ جانے دا سبب بنیا کر
برباد کر دینے کی داد دینے لگے۔

محکمہ کتب کو قون بڑ کا لیف حمائی و گل کاری نیت بے تلاشی نیز تلاش است و بیت
و پائی نیز معاشے اتاقلید موجب تصدیق است و بیوضی دیگر باعث تشفی۔

حل کب ارتق پر وجہ اٹھائے با مکانات لیسنہ پرنقص نہیں بے تلاشی دھی ہی تلاش ہے اور
میدست و پائی یعنی توکل ہی معاش ہے۔ مگر تقلید دانہ دہندہ و پیل کام کرنا باعث
طعنہ زنی ہے یعنی صرف صبر اور توکل چاہیئے الصوفی لاہ مذہب لد۔

گر آنکہ تقلید کرے بند و چوں نخل پست در شرمی بند
از قطره کج حقیقت از قانع باش آب دیگر است آنچه گہرمی بند
حل جو شخص تقلید پر کرنا نہ جانتا ہے وہ درخت خربا کی طرح پیل نہیں باندھتا۔ تو
قطرے سے بہن سیکہ صرف حقیقت دل پر قانع ہو۔ ہر قطرہ تقلید اگر نہیں بن سکتا گوہر جگر

بند نہتا ہے وہ دھرا پانی ہے۔

محکمہ در عالم آثار کثرت بسان انظار پر داختم سرمایہ فرصت تحقیق دریا صفت بہت اگر
چراغ نیش قابلیت نور سے دار جزو راخن پیروز نا باضون نیال از تجلی کہا پی چشم پوشی
و در حضور آہا ذکر شہ جمال بکرب حریاں کوشی۔

حل۔ عالم آثار کثرت (دنیا) میں گوشہ نشینی کی تیاری میں مشغول ہونا فرصت تحقیق کے
سرمایہ کو ضائع کرنا ہے کیونکہ تحقیق تو اسی وقت حاصل ہوگی جبکہ تو صفت وجود کا مختلف
اشیا میں نظارہ کرے گا۔ اگر تیرا چراغ نیش (ادراک) نور معرفت کے دینے کی قابلیت رکھتا ہے
تو اسکو آجمن کثرت کی سوا دوسری جگہ روشن نہ کرنا کہ تو اپنے خیال کے افقوں (فریب) میں
تجلی حقیقت الہی سے چشم پوشی نہ کرے اور کثرت جمال معرفت کے حضور مجرم رہنے کا سامنا نہ کرے
یعنی اس صورت میں تجھ تجلی الہی حاصل ہوگی اور جمال معرفت کو دیکھنے سے محروم رہے گا۔

فرصت داری ہر آگاہی کا بند
ہر تیرے بزرگ و اگر در چشم
باز است در حضور زہار ملت

حل تجھ فرصت حاصل ہے تو آگاہی سے کام لے اپنے آئینہ دل پر جو صاف و قابل ہر رنگ
رنگ جانے کی قیمت نہ باندھ اگرچہ آنکہ کہو نا تو سوری دیر کے لئے ہے۔ یعنی فرصت ہستی اگر تو

مگر حضور الہی کا دروازہ ہر وقت کھلا ہوا ہے پس تو کچھ کیسی وقت بند نہ کر۔
 شکستہ۔ از فطر گریگی کہ حرارت غریزی بود اعر فراء دهن سے جین صاحب ریاضت نکال
 غریبہ سے بیند یعنی بخارات کہ مادہ قبیل است ہر گاہ بدلیغ صعود میں پیدائش اسے عالم خواہ
 در عین سیداری انقلاب یکشاید چھٹاں ہنگام نزع نیز صعود مثالی بہ بلایع شکستہ میگردد وہ ان
 از بقایات عالم خیال است و گرنہ در نفس الامری بقا آن دشوار است و بحال مثل شطرنج پر
 چوں رونقش کم شود سراپا در میگردد و روشن تر میگردد تا باند کہ در شیبہ سید چوں غلبہ جوع
 موجود صفر است و غلبہ صفر مادہ ایجاد سودا و جسمے را کہ با مبدیہ توجہ است از صعود این بخارات
 سطح متعاقب و معانی سے خوانند و فرقیہ را کہ از حقیقت جبری است اشکال دیوہ میں ہر سیر
 میدانند چہ وودنا ازین آتش ناشتعل متصاعد نگردد و چون مادہ اک ازین صفر اسے سوختہ
 بخواتن ترسید اگر بوشیت باید نمید کہ غیر اشیا و جسمہ عین ہر چہ در خیال پر تو انداز و اثر
 و جسمہ سودا کی است و خلاف قاعدہ اتفاق آنچه در نظر با شکل یا بنہ بخاریائی۔
 تسل۔ ہو کہ کی زیادتی کے باعث جبکہ حرارت غریزی تمام قوتوں کو رخصت کر دیتی ہے
 ریاضت کر کے دولا (عابد و داہ) طرح طرح کی نادر شکلیں دیکھتا ہے یعنی وہ بخارات جگہ مادہ
 محض قبیل ہے جب دماغ میں پڑتے ہیں تو بے شکلیں اکثر اذقات خواب میں نظر آتی ہیں وہ
 عین سیداری میں پڑے سے باہر آ جاتی ہیں اسی طرح نزع کی حالت میں مثالی (خیالی) صورتیں
 طرایع پر شکستہ ہو جاتی ہیں جو عالم خیال کی کچی ہوئی ہوتی ہیں ورنہ حقیقت میں ان شکلوں کی
 تحقیق دشوار اور محال ہے جیسے چراغ کا شعلہ کہ جب تیل کم ہو جاتا ہے تو سر نہ پا بڑھنے لگتا
 ہے اور روشن ہو جاتا ہے تاکہ تلواری ہی دیر میں بجھ جائے جیسے ہو کہ کا غلبہ صفر پیدا کرنا
 اور صفر کا غلبہ سودا کے پیدا کرنا مادہ ہے اور جس گروہ وادین کی توجہ اصل سید اہلانو
 یہ نکرات پیدا ہوتے ہیں (کی جانب سے) و ان نکرات کے وجود کو حقائق و معانی کی سطح پر
 سمجھتے ہیں اور جو گروہ اصل حقیقت سے پیچھے ہے وہ ان بخارات یا اشکال کو دیکھتے ہیں جتنے
 ہیں کیا کیا (ہوئیں) دلوخیالات اس بھر گنی والی آگ سے دماغ میں نہیں پہنچے اگر کچھ
 جی بوش ہے تو سمجھ لینا چاہیے کہ سوائے ان اشیا کے جو محسوس و معین ہیں جو شے خیال میں
 پر تو دالے و سودا کی قوت داہہ ہے اور قاعدہ اتفاق کے خلاف جو شے نظر میں شکل معلوم
 ہر وہ بینائی کا عیار ہے یعنی تجھے شکل معلوم ہوتی ہے مگر حقیقت شکل نہیں

مطلب یہ ہے کہ چلا کشتی اور ریاضت سے دل پر جو اشیاء منکشف ہوتی ہیں وہ خدا کی جانب سے نہیں بلکہ ہوا کے باعث ہیں جس سے انسان کو جہنم میں تار نظر آتے ہیں معرفت دوسری چیز ہے

خلقی بہت دریں جنوں سرانیزنگ زندانی اختراع چندیں فرنگ
من بندہ آنکہ دراد بگاہ شبات جو عیش مجنوں سازد جویر رنگ

حل جنوں سرانے نیرنگ (دنیا) میں ایک مخلوق بہت سی دنیاویوں کی تہذیب کی زندانی (قیدی) ہے یعنی ہوا کے سودا میں جو طرح طرح کی ٹھیکیں نظر آتی ہیں تو یہ مخلوق ان کو اپنی دنیا کی اختراع سمجھتی ہے۔ میں تو اس شخص کا غلام ہوں جسکو شبات و استقلال کے ادب گاہ میں نہ ہوا کے دیوانہ بناوے نہ خلم سیری جہاں کرے۔ اگر بکلیشن زمانہ زرد و قد بلند تو جلہ فرما کر پیکر و موج نخلت شود دنیا یاج جویر رنگا حل۔ اے مستحق اگر تیرا قد بلند ہمارے گلشن میں جلہ فرما ہو تو سر کی پیکر سے عین نجات کی موج یوں نمایاں ہو۔ غیبیہ شبیدہ سے سے شراب۔ مطلب یہ ہے کہ سر و جیسے قدر سے مفصل ہو۔

ترجمہ مست اگر نیا بد قبول کیفیت گاہی تہذیب مستی بروں آئینہ نقش جو جویر صوبہ
حل اگر تیری چشم مست سے آئینہ کیفیت گاہ کی قبولیت حاصل کرے یعنی آتش کو یہ معلوم ہو جائے کہ کیف گاہ نے اسے قبولیت سے دیکھا ہے تو موج صبا کی نقش جوہر (خود جوہر آئینہ) مارے مستی کے آئینہ سے باہر نکل جائے۔ یعنی تیری چشم مست میں یہ اثر ہے۔

نخاۃ طفلی جنون از چرخ زبست بلند ہستی شوم فلاطون ملک دانش اگر شایسم کہ کیا
حل میرے جنوں مزاج طفل (خود میں یا میری دل) نے دنیا کے پست و بلند کا خط نہیں پڑھا یعنی میرا طفل جنون مزاج کیست و بلند سے بچے ہے۔

ہم تو ملک دانش کے گویا فلاطون ہو جاویں۔ اگر ہماریست و بلند کی پست کن پائے زریعہ سے حاصل ہو کہ پست و بلند (شیب و فراز) کی شناخت باور کی ہے کے زریعہ سے ہوتی ہے مطلب یہ ہے کہ دنیا کے شیب و فراز کا سمجھنا بہت مشکل ہے

غیرم واحد منکم اور شایعہ جمع محض ضرورت شعری کے لئے ہے۔

ز صغیر راز این دیستان ز نسجہ رنگ این گلستان
بگشت نقشے دگر نمایاں مگر غباری ببال غشا

حل۔ اس کتب کے صغیر راز اور اس گلستان کے نسجہ رنگ (دینا) سے کوئی نقشہ
بجز ایک عباد کے اور وہ بھی بال غشا پر نمایاں ہوا غشا اور اس کا بازو دو دو معدوم
پس نقش بدرجہ اولیٰ معدوم ہو گا۔ یعنی دنیا ایک سی سوہم اور فنا و محض ہے۔

بدرجہ پیمانہ نگاہ است اگر زند لاف میفرشی
حل۔ اگر تیری نگاہ مست کے پانہ کے در میں بیش یا صراحی میفروشی کی فشی گہوار
تو خود بیشی کی سانس روح سے کمنہ بگرشے کا گلا گوبنہ سے تاکہ شرف اپنے باطن
نہ کل کے۔ یعنی تیری چشم مست کے مقابل میں کوئی میفروشی یا مے آشامی کا دھو
نہیں کر سکتا

باو این جلوہ ات نہ لہا وید صبر و گداحت طاقت
حل تیرے پہلے ہی جلوہ میں صبر بیگانہ گیا اور طاقت بگسل گئی۔ ایسا آئینہ کہاں
ہے جو جلوہ کے اس تماشا میں غبار حیرت نہ لے یعنی بگسل جائے نہ پڑتھر نو۔

ز عارض او وید بیدل بہار خطہ فری
حل معشوق کے رخسار سے بہار خطہ سبزہ کا پیدا ہونا گویا اعجاز حسن سے زمرہ کا
عمل سے پیدا ہونا ہے کیونکہ عمل سبز ہوتا ہے اور زمرہ سبز۔

عکس و جنوں در قضا باہمہ بیگانہ برآ
حل تو ایسی طرح اپنی خودی سے مکمل کہ سب سے بیگانہ ہو اور شور جنوں تیرے
پچھے ہو۔ تہذیب دیر سے لئے نالہ بن اور دل دیوانہ سے باہر نکل۔

اب و شب پیچہ ہل رشہ ز مار گسل
حل جیمہ پیر کی سرگرمی اور پھر تاب پہنڈ ز مار کا رشہ توڑ اپنے ایک قطرہ کے
(شوق عرفان الہی) کو جوش میں لا اور اہل کربام کے غلہ پر آ (وہ خط جہاں تک شراب
بہری ہوئی ہوتی ہے)

چوں نفس از الفت دل سپا تو افرو گل
 ریشہ و حشمت شری از نفس دانه برآ
 حل تیری سانس کی طرح تیرا پاؤں ہی الفت دل کی کپڑ میں دسہا ہوا ہے یعنی
 دل و جان کو عزیز رکھتا ہے یہ وہ ریشہ ہے جکا پہل و حشمت ہے پس و حشمت خدا کی
 محبت میں۔ دانه کے نفس (خود و نفس کی ہوس) سے باہر نکل۔ یعنی تار کا لہ دنیا ہو۔
 چرخ کلید و در دل وقف جہاد کند
 ار کا صفت کو دم ٹیٹ ہمہ و خدا نہ کر
 حل آسمان لئے در دل کی کلید تیرے جہاد (جہاد نفس یعنی نہاد و عبادت) کے لئے
 وقف کر دی ہے تیری تلوار زہد و ریاضت کی دھار آتہ کی طرح دندانہ دار نہیں ہر
 نفس تلوار میں (ندانے نکل اور نفس مار مار کا کلا تراش کیونکہ آتہ کی تکلیف تیغ کی تکلیف تو
 زیادہ ہوتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ قلوبی حکمہ ریاضت میں ناقص اور غام ہے۔ نفس
 پر جہاد کرنے کے لئے ایسی تلوار کی ضرورت ہے جو آتہ کی طرح دندانہ دار ہو یعنی محبت
 الہی میں دل کو روا رہ اس وقت تیر ہوگا جب گو سخت سے سخت ریاضت اور صعوبت
 کا ایسے نفس پر جہاد کرے گا۔

فیست خرابات جنوں عرض جولان فصول
 لغزش مستانہ خوش بہت آبلہ یامانہ برآ
 حل خرابات جنوں (ہو و لعب) کے جولان کا میدان نہیں یہاں تو مستانہ
 لغزش یہی معلوم ہوتی ہے آبلوں کو ناپتا ہوا نہ نکل یعنی ایسی طرح سست پھل جھلجھل
 آبلہ دار چلتا ہے (آبلہ یا جیسا یا ویہا)۔
 کر وہ فصولان نفس خورہ عشق و موسنت
 دو دو چرائے نہ از دل پروانہ برآ
 حل تیرے نفس کے فصول (مگر) نہ تجھے اپنے عشق و ہوس پر منہ زور کر دیا ہے
 تو کسی چراغ کا دیواں نہیں پروانہ کے دل سے نکل یعنی طور کہ مطلب یہ ہے جو کہ جس
 طرح پروانہ دم کے دم میں غلغلہ خاک ہوتا ہے۔ تو یہی عشق الہی کے سوز و گداز میں
 جل کر فنا ہو جا۔

سماز خودت نیست خبر در تہ خاک است نظر
 بک مرہ بر زوایش کش گنج زویر اندر
 حل جب تک تو اپنے کو نہیں پہچانتا تیری نظر خاک کے نیچے ہے یعنی کچھ حاصل نہیں
 اپنے کو ایک نظر دیکھو اور خزانہ بند ویرانہ سے باہر آ۔ من معون نفسہ فقد عرف ربہ
 بیذل از اسفلت خرس مرز آدم نشود
 چنگ ہر ریشہ من از ہوس شانہ برآ

حل تبدیل تیری افسوس نگری یعنی فکر و فکر ہے ریچہ اور بیکر آدمی نہیں بن سکتا
تو کئی طرح سے ایک ڈاکٹر ہی ہو چکا ہے یعنی استقلال کام میں لا رہے گئے ڈاکٹر ہی
ہوتی ہے اور ریچہ کے بال (مطلب یہ ہے کہ اہل اندر کو پہچان اور اپنے نفس کو
انسان بنارہی ہے اور بیکرے تو دنیا میں بہت ہیں۔

بمحصل مقصد عافیت نہ دلیل جو نہ عصا طلب

تو زاشک آئینہ پس نہ قدر سے زائد با طلب
حل دنیا میں عافیت و آرام و آسائش کی منزل مقصود رہ رہو نیچے کو نہ کوئی دلیل
درہمیر، مشورہ نہ عصا تلاش کر کیونکہ رہو کو انہیں دو چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے
تو کسی طرح اشک سے پیچھے نہیں پس ایک قدم اس شخص سے
چلے جاؤں میں آجے ہوں مانگ یعنی پیر انسان ہو کہ نہیں چلا جاتا اسی طرح آئیہا
سے بھی نہیں چلا جاتا خواہ کیسے ہی آئے گئے عصا اور رہ رہو جو نہ طلب ضرورت
اس قدر ہے کہ دنیا میں آسائش نہیں۔

نہ مراد عالم آئے گل بدرجنوں میں واصل
حل عالم آب و گل (دنیا) کی مراد سے درگزر اور جنوں کے دروازہ پر پیچہ اجابت جو
خود شرمندہ ہے اسکا اثر دست دعا کے ٹوٹ جانے سے طلب کر یعنی جس صورت
میں تیرا دست دعا پہلے ہی ٹوٹ گیا ہے تو بیماری اجابت کیا اپنا سر ہموارے گی
مطلب یہ ہے کہ دنیا میں کوئی مراد حاصل نہیں ہوتی نہ کوئی دعا قبول ہوتی ہے۔
یہاں دست دعا ٹوٹا ہوا ہے اور اجابت شرمندہ ہے۔

بجوابت صدر و چہ آستان کہ گزشتہ تو ازیں و آن

ہو گاہ چہرہ ازیں مکاں ہمہ چہرہ کو نہ طلب
حل تو جو این دآن سے گزرا ہے تو مقام صدر اور آستان کہاں ہے یعنی کس
بات کی تلاش میں ہے جس طرح دنیا کے نظارہ سے صرف گاہ چہرہ (چہرہ ہی چہرہ
باقی رہ جاتی ہے اسکے سوا کچھ باقی نہیں رہتا اسی طرح تو جا اور تمام چیزوں کو عالم
بقائیں نہ ہو نذرہ۔ بقا سے مراد فنا ہے۔ کیونکہ صرف فنا کو بقا ہے (رکھو) امر مجملہ
معتزہ ہے۔

زیہر گرگمہ بکری نوسان بسیار براری **بعلاج** شعلہ خود سہری کو از جبین طلب
 حل اگر نوسان سے ہی گز جائیگا نوسایہ کی برابر ہوگا یعنی کچھ حاصل ہوگا تو
 اپنے شعلہ خود سہری دیکر کے علاج کے واسطے جبین حیا سے قطر مانگ اور اسپر
 چڑک تاکہ یہ شعلہ بجوئے جائے یعنی عاجز بن اور بکری سے شرم کرے۔
 بعنا نہ ہوسن نقد مفروش شہرت کو فروغ جو عیار آجین سحر نقشہ شمار وہو طلب
 حل عیار آجین سحر کی طرح ہوس کا افسانہ بیان کر کے شہرت کو فروغ کی دکان نہ کول
 یعنی ہوا تو ہوس کی باتوں کو فروغ نہ دے جیسا سحر کے وقت عیار ہوتا ہے ایک سحر
 گن اور ہوا کا طالب ہو کر فنا ہو جا رہی اگر تو نے اپنے کو فروغ کی شہرت فروخت کی ہی
 تو بیخبر رہی فنا ہے۔ عیار آجین سحر میں اضافت بیان ہے سحر کا ہنگامہ عیار
 کی طرح تھوڑی دیر میں فنا ہو جاتا ہے۔

زہر و کبر و سرہنی ہمہ رست ننگ فروتنی **تو بدوق منصبی زہر شکتہ طلب**
 حل لوگ عز و ادب تلک کی خواہش میں فروتنی کو مار سمجھتے ہیں تو سب بے ڈر
 اور ماسخ ہو جانے کے ذوق میں اپنے ٹوٹے ٹوٹے پروں (اصنی فروتنی) کو اپنے
 لئے پہنا اور تلک جو ذہر لات مار۔

دل ذرہ گرگمہ خوش کند ز کم آوری جہ فزوں کند۔

عملیکہ از تو جنوں کند بعد مہرست جزا طلب
 حل ذرہ کا دل اگر اپنے کو ہمہ تن غور کر دے تو پھر کم آوری (کم حصول) کے کیا
 زیادہ کر سکتا ہے یعنی ذرہ ہر حالت میں ذرہ ہی رہیگا اس جنوں عشق الہی جو کام
 کرے گا اس کو عدم میں پیہم اور جزا طلب کر یعنی ذرہ کی طرح پست فطرت نہ بن
 بلکہ خدا سے تعالیٰ کے جوش محبت میں فنا ہو۔

کفہ با کھچلہ نشین باخیال کر دیکھو
 حل یہ شعر تمام اشارے سخت نراور نہایت پیچیدہ اور نازک سے صحت بیدل فرما
 ہیں کہ ہمارے جملہ نشین (مشتوق) کا کفہ یا عالم خیال میں ہماری گمات میں لگا رہی
 ہوگی یہ خیال پیدا ہو کہ مشتوق کے کفہ پاسے میں صافی کریں ای مخاطب اگر کھنکھو
 ہماری آرزوی نہیں کا مرنے لگا ماسطور ہے تو چراغ رنگ خناسے مرنے لگا یعنی

مے شوق کے پانوں میں جو ہندی لگی ہے وہ پرواغ ہے پس تجھے اس چراغ کی روشنی میں ہماری آرزو ہے جس میں ساقی کا شہزادہ بھلا بیٹا لگا۔
شہدہ رزم جلاوہ بے نشان بختیار آئندہ ات نہاں

نفسے بھیسقل امتحان پرواز بیان صفا طلب
حل تیرے آئینہ دل کے غبار میں جلاوہ بے نشان (جناب باری) کے جلاوہ کی رمز
چھپ گئی ہے تو تو ٹہری دیر کے لئے درمیان سے نکل اور امتحان سے صفائی طلب
کر یعنی تو امتحان ہی دل کو صاف کر پڑ دیکھ کہ وہ جلاوہ بے نشان کیہ نظر نہیں آتا۔
طالب تو میں بود آفتد کہ نہ بھی ہری اثر۔ بخود اگر نہ نظر بخیاں ہم و صدا طلب
حل تیری طلب اسی قدر کافی ہے کہ تو یا من سے اثر لیجا یعنی معرفت الہی سے مرث
ہو اگر اپنے وجود پر تیری نظر نہیں پڑتی یعنی تو اپنے نفس میں خدا کو نہیں پہچان
سکتا تو اس کے خیال میں کیٹ ایک آواز مانگ کہ ہو الموجود۔

خوشن آنگہ ترک سبب کنی بقیں رہی طرب کنی
مرحقیقت آنچه طلب کنی بطریق سید الی طلب
حل خدا کے تعالیٰ بے سبب اور بے دلیل ملتا ہے پس تیرے لئے ہو اچھا ہے کہ سبب
کو چھوڑ دے اور یقین کا تہہ حاصل کر کے خوشی منائے حقیقت الہی کی اگر تجھے
طلب ہے تو ہمارے سید کے طریق پر طلب کر یعنی تو بھی ایسا ہی طالب بن جیسا
کہ سید ہے۔

ہو افق مشق انتظار زفاک گشتن چہ پاک دارم
ہمنوز دار و خط عبادم شکستہ کلک آرزو بیت
حل میں مشق انتظار کا ہوائی (دعا آئندہ) ہوں خاک ہو جائیگا کچھ خوف نہیں رکھتا
اتنا میرے خطا عباد کا قلم تیری آرزو کا شکستہ ہے یعنی میرا خط خیر تیری آرزو کے
ٹوٹے ہوئے قلم سے لکھا گیا ہے وہ سید ہا نہیں ہو سکتا تاکہ اڑ سکے اور جب تک خدا
سید ہونا کہ اڑ نہ سکے گا مطلب یہ ہے کہ میرا عباد تیرے انتظار کی مشق کر رہا ہے مگر
قلم ٹوٹا ہوا ہے اور ٹوٹے ہوئے قلم سے جو مشق کیجا مگی وہ بھی خراب ہو گی خط
شکستہ اور خطا عباد خطوط کی صفیں بھی ہیں۔

زنگشت ریشہ نمونہ ذکر چرخش افسردگی پسند
 چرمادہ نو نقش جام بند لے کر ترند بآب جویت
 حل تیرے گلشن سے ایسا ریشہ نہیں پیدا ہوتا کہ آسمان اٹکھا افسردہ ہونا پسند
 کرے یعنی وہ ہمیشہ تروتازہ رہتا اور بڑھتا ہے جو لب تیرے آب جو جو دھنوی
 سے تر ہوا وہ ہلال کی طرح جام کا نقش باندھتا ہے یعنی بڑھتے بڑھتے خود جام
 بناتا ہے لب کی شکل ہلال کی ہوتی ہے۔
 بے نقوش تار ز دل ہوس ہم سب لہ از شعلہ خار و خنجر ہم
 رسا است سر رشته نفس ہم نقد افسون جویت
 حل عشق پر ہوس بھی بڑھتی ہے یعنی ناز کرتی ہے جیسا شعلہ پر خار و خنجر
 طلب مستعد اپنا افسون دم کرے گی سر رشته نفس کو ایسی قدر رسائی ہوگی۔
 بایں ضعیفی کہ ناز و دم شکستہ در طبع رنگ زرد دم
 بگرد نقاش شوق گردم کہ میکشد حیرت مہسویت
 حل میں اس ضعیفی کے ساتھ درد کے لئے بار بار ہوا ہوں یعنی درد پر ناکوار
 ہو رہا ہوں۔ رنگ زرد کی طرح فطرت میں شکستہ ہوں یعنی میری فطرت ہی شکستہ
 ہے۔ نقاش شوق پر قربان ہوں کہ میری حیرت کا نقش تیری جانب کہنیتا ہے یعنی
 ناقارانی سے گویں تیرے تک نہیں پہنچتا مگر شوق تیری حیرت کو تیرے تک پہنچاتا ہے یہ بھی
 بڑی بات ہے۔
 ز سجدہ خجلت آوریں ناز و قدرت کہنہ سخن کہ خواہد از جوئے ترس ہو گل عرق و خاک
 حل میرا سجدہ جو خجالت کا لایزال پیدا کرنے والا ہے اس سے میرا سر خدمت کیا
 ناز کر سکتا ہے کیونکہ میری پیشانی سے جو آب ندامت سے تر ہے تیرے کو چھ کی خاک
 کی چھری طرح ندامت سے عرق عرق ہو جانا چاہتی ہے یعنی تیرے کو چھ کی خاک میرے
 سجدے سے انفعال میں ہے یعنی میرے سجدے سے بجز اسکے کہ تیرے کو چھ کی
 خاک کی چھری بنائے کچھ غائدہ نہیں۔ بہت نازک اور پیچیدہ ہے۔
 بجا است مضمون اعتبار کو تبدیل انشاء کا تذکرہ
 بضا عظم بکبر زار و است افلاخ پیش تار مہسویت

صل میں دل ایسا مضبوط ہے کہ اس کو کسی اور چیز کی تشاکل و تخریب نہ آئے اور شاکر کی یہ بات
 تو یہی بات ہے کہ جو ایک تہذیب و تمدن کو قائم رکھنے کے لیے جو چیزیں ضروری ہوں اور وہ بھی نام کی
 نہ ہو۔ گواہ قوت جسم آدمی ہے کہ سبھی در ادا کے شراکات عبادت و شاکر قوت
 عقل توجہ بالاسباب علوم حکمت و دلیل قوت روح پر و اہمیت بروج نسبت
 وحدت مادہ لیس پرست قوت مقدار اعتدال غذا است کہ یہ تقویٰ اس جسم توانا
 شود بر قدرت اعمال و عقل اعانت یا بد وسیع تحصیل کمال و روح بال کشا پر۔
 بقضاء سے محبت ذوالجلال۔ اگر اسباب غذا مفقود باشد ضرر و صدمہ در طلب و چہرہ
 مانع ذوق عبادت است و تصرف عقل در تہذیب حصول آن محروم کسب علم و حکمت و توجہ
 روح از تشویش اینہا بروج عجز از بصیرت۔

صل شراکات عبادت کے ادا کرنے میں جسم انسانی کی قوت گواہ ہے یعنی انسان کو
 جسمانی قوت اسلئے دی گئی ہے کہ واحد حقیقی کی نسبت وحدت کے عروج کی جانب
 بہت کم پروانہ دے یعنی نسبت وحدت کو طے پائے مادہ ان تینوں قوتوں کا غذا کی
 مقدار کے اعتدال پر رکھا ہے۔ یعنی معتدل غذا کا ہونا ہی ضرور ہے تاکہ غذا کی تقویت
 سے اعمال پر قدرت رہے اور تحصیل کمال نسبت وحدت میں عقل مدد پاوے اور نقص
 محبت ذی الجلال میں روح باز نہ ہو سکے۔ اگر اسباب غذا مفقود ہیں تو طلب وجہ
 معیشت میں انسان کا متر و رہنا ذوق عبادت کو روکیگا۔

شب پر عقد نماز بہر بندم یہ خود با مداد منہ زدم
 اور عقل کا تصرف غذا کے حاصل کرنے کے فکر میں علم و حکمت کے سیکھنے سے محروم
 رہیگا اور روح کی توجہ بھی اسباب معاش کی تشویش میں بہر زمان جمیعت پہنچنے سے
 محروم رہیگی مطلب یہ ہے کہ حد سے زیادہ چلکشی وغیرہ میں ہو کارہنا مشغول ہے
 اور شریعت اسلامی کا یہ حکم ہے کہ لا رہبا نیت فی الاسلام

با خشک و تر مایہ لیل و نہار قانع شو جو حقیقت دل مفت انگار
 اس دولت جاوید کہ غلہ شتر مند رزقیت کے لیے تروید آید بکنار

صل میل و نہار کے دسترخوان پر خشک و تر جو کچھ ملے اُسے قانع ہوا اور وہی محبت کہ

مفت سمجھ اس صورت میں جس دولت جاوید کا نام بہشت ہے وہ ایسا رزق ہے کہ بے تردد حاصل ہو جائیگا۔

چوتھیں بات کہ وہ اقدار ہوس بلند کی منتظر
کہ ہر اس مکان جو قدم نہی خم کر دیتی مخور دست
حل کیا اہم ہو اگر اس قدر بلند ہر کے بنانے کی تھے ہوس ہو کہ اگر تو دنیا سے شاہ
حقیقی کے مکان پر قدم رکھے تو چلنے میں تیرا سر نہ جھکے اسے یعنی تو بہت ہی قریب
ہو جائے اور آسانی سے مکان مقصد پر پہنچ سکے۔

بدوروزہ ہمت این قصہ دل آشیانہ صد ہوس
نہ آگ از تیش نفس کہ چہ بیضہ حے شکند پرست
حل باوصف اسکے کہ نفس دنیا میں تجھے دور در کی ہمت ہے تاہم تیرا دل
سیکڑوں ہوس کا آشیانہ ہے۔ تو اپنی سانس کے ٹپکنے سے واقف نہیں جس سے
تیرے پر کیسے کیسے اٹھے توڑ رہے ہیں یعنی تیرا زندگی رحمت الہی کو زیادہ کر رہے
ہیں تو تیری ہی ہمت۔ بہر نفس میں اندوں کا سینا اپہر پر دل کا پڑ پڑانا۔

چو گل از طبیعت بے نشان بخیاں داشتی آشیان
بہر برہنگی زدی این زماں کہ دمیہد پیر من او برت
حل تو اپنی بے نشان طبیعت سے بہوں کی طرح صرف عالم خیال میں آشیانہ رکھتا
تھا یعنی معدوم تھا جس طرح پھول معدوم ہوتا ہے جب یہ برہنگی سے تیرا تعلق ہوا
یعنی آشیانہ معدوم سے ٹکڑا (آزاد ہو کر) دنیا میں آیا تو خود تیری بغل سے یہ منہ دھو
آگاہ یعنی تیری نیستی ہی سستی مل گئی۔ مطلب صرف اس قدر ہے کہ پہلے تو معدوم تھا
اب موجود ہو گیا اور وجود کی ماں عدم ہے۔

چو جاب چیر لباس تو چہ توقع و چہ ہراس تو
نہ توانی نہ قیاس تو چو کشند جامہ ز پیکریت
حل تو جاب کی طرح بے لباس ہے تیری توقع نہ کیا تیرا لباس کیا جب تیرے پیکر
وجود سے جامہ ہستی پہن لیں گے اس وقت نہ تو رہیگا نہ قیاس یعنی الیہ احد
ہو جائیگا کہ (پھر قیاس کی تقدیر بھی نہ کہیں سیکھا۔)

ہمہ جاسن جادہ پچیسے پھر راست نجلت کاوشے
تو پتیاں ہر طرف گر دشتے بجی زند خط مسطرت
حل سب جگہ پھیدہ راستہ ہے اور دنیا یا آسمان کی جو کاوش سالکوں کو ساست
ہے اس کے سب شرمندہ ہیں پس تو ایسی طرح مت چل کہ تو ٹوٹی سی گردش سے تیرا
خط مسطر ٹٹا ہو جائے یعنی مسطر کے موافق نہ رہے اور تو بہک جاوے۔ مطلب یہ ہے
کہ خدا تک پہنچنے کی جہ راہ ہے اس میں بہت سے خم و پیچ (مشکلات) ہیں تو پہنچنا
پہنک کر قدم نہ رکھو اور سید یا شہر لہر نہ چوم۔

نفسوں مطرب و چمک آن مکن آنقدر اثر فضاں
کہ نفہم ناکہ عاجزاں کند التفات ہوس کرت
لعنت اثر بفتیس نشان و نشان زخم و زحمت رسول مقبول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور بالعموم جو شہر شریف
و سخن اور بالکسر کسی سے کامیاب یا پیچا کرنا ہے جو بالکسر ہے لکن بفتیس یا کسر الف
و ضم فہم مگر ایسا زحمت و زحمت شغریہ نے جان کر دیا ہے اگر پہلا مصرعوں پر توتا
تو زحمت سے محفوظ رہتا ہے

نفسوں مطرب و چمک آن مرد آنقدر عقب نغاں۔
حل تو مطرب اور چمک کے فہم پر چینی چلائے (حال و قال) کا اس قدر سمجھا کہ
کہا جنوں (مطلوبوں) کے نامے سننے سے ہوس (لو لعب) کی جانب ملنفت رہتا
تجے ہر کر کے یعنی مطرب کے گائے جانے پر رائے ہو لار حال و قال میں ایسا محو
اور مست ہو کہ مطلوبوں کی فریاد نہ سن سکے التفات مصدر (تنبہ فعل) ہے جو
مضاف الی الفاعل سے ناظرین اس مجیدہ اور نازک ترکیب کو ذرا غور سے سمجھیں
غم قدر ہیروہ خورانی ہمہ سکنتہ دار و دم زنی۔ ہذا زبلا کو فہم زنی کہ سرزد منصب ہر
ترکیب (غم قدر ہیروہ خورانی عجیب و غریب و غریب و غریب ترکیب ہے۔ یعنی غم ہیروہ
خوردن قدر خود۔

چل تو جو اپنے مرتبہ کا ہیروہ غم کو مانا ہے کہ کوئی قدر دان اور مرتبہ شناس نہیں
تو یہ ایک قسم لکھتہ اور مردانی ہے اس سے دل افسردہ ہوتا ہے پس تو بلا و افسردگی
سے بچ جو خود تیرے منصب ذات سے بچہ نازل ہو یعنی تیرے گوہر ذات کا تو منصب

ہرے کہ تو صبر و وقار کو کام میں لائے مگر اس سے تجھ پر بلاؤ افسردگی نازل ہو۔
 طلحے کہ از تو بچا لڑنے لیسر و فتنہ چوپیا رسد۔ میرا کرد و بجا رسد ز دماغ آبلہ ساغر
 ترکیب و دماغ آبلہ ساغر میں دماغ موصوف اور آبلہ ساغر اسکی صفت ہو۔

حل۔ اول تو تیری طلب (سوال) کہیں پہنچ نہیں سکتی اور اگر ایسے پاؤں سے
 پہنچنے کا ارادہ کرے گی تو سر کے بل کرے گی۔ تیرا سر آرزو کہاں تلک پہنچ سکتا ہے
 جلیقہ ز دماغ ساغر آبلہ بنا ہو اسے سر کا تعلق دماغ سے ہے اور جب خود دماغ
 ایک لبریز آبلہ ہے تو سر کیونکر حرکت کرے کسی جگہ پہنچ سکیگا۔ کیونکہ آبلہ دار سے
 جلا ہوا نہیں جاتا۔ سر سے مراد خیال ہی ہو سکتا ہے اور خیال کا تعلق ہی دماغ
 سے ہے۔ دونوں طرح معنی درست ہیں۔

زنواں کو نسخہ خشک تریکلام بیدل انگ۔ کہ بھرت چمن اثر شود آب مستح بہرست
 حل تمام نسخہ خشک دتر (دنیائے) سے سوا اسے قطع نظر کرے ہمارے بیدل کا کلام
 دیکھ تاکہ چمن اثر کی حیرت سے خود تیرے آئینہ دل کی آب تیری بہر ہو جائے یعنی
 جب تو بیدل کے کلام سے متاثر ہوگا تو تیرا دل تیر ہو کر بچان جائے گا کہ کلام
 بیدل کا کیا مرتبہ ہے۔

اویہ و نال چوں بو کو گل تری گل از سرشت عفا شوم اگر من یاد سراغ دست
 حل۔ بو کو گل کی طرح تیرے گل سے پہر من سے اثر ہی ہے یعنی تو کثرت کے سنے سے
 رنگوں میں نمود کرتا ہے مگر کسی رنگ میں قیام نہیں پس میں تیری طلب میں لب
 معدوم ہو جاؤں تاکہ میری گرد تیرے دامن کا سراغ پاسے یعنی جس طرح زفر
 میں تیرے رنگ رسائی بغیر ممکن ہے اسی طرح مرے لئے بعد یہی گرد تیرے دامن کا
 سراغ لگانے (پہنچنے) میں مجھ پر یہی عفا ہو جانے سے مراد معدوم ہو جانا ہے
 اور جب خود عفا کا وجود نہیں تو اسکی یاد کا وجود کہاں۔
 یاد معدومت کیف و کم از فرج ناز قدم یک ریشہ شونخ تیر و تخ دو عالم حیرت
 لغت۔ کیف جگہ تکلی۔ کم مقدار مراد عرض و جوہر ہے۔

حل باوجود معدومت کیف و کم کے ناز قدم کے کیفیت سے تیرے جن کے تخ
 نے جو دو عالم کا فر من ہے شونخ کا ایک ریشہ ہی نہیں لگا دیا۔ حالانکہ ناز و تمنا

کے لئے شوقی کا ہونا ضروری ہے چونکہ توفیقی میں حدوثِ دلغیر ہے جو قدم کی شان سے لہذا حضرت بیدل نے اسکی توفیقی کی ہے مطلب صرف اس قدر ہے کہ تیرے ساتھ کیف کے حدوث کا منکر ہے مگر تو قدیم ازلی اور ابدی ہے۔

شیر بہ صد چشم جیا پروردہ تشبہ نہ تو جان صد عرق آب تھا گل کر کہ لطف
صل سو چشم جیا درخدا کی تنہا تیری تشبہ کی پروردہ ہے یعنی ششم جو ایسی
شیرہ اور صاف ہے تو اسکی پروردہ ہے کہ تیری جیاسی اسکو تشبہ دیکھائی ہے
پس یہ تیری جیا کی پروردہ ہے اور تیرے تن کی لطافت کے مقابلہ میں چشمہ آب
حیات عرق پر کہ تیرے رنگا ہے اور اسکی لطافت جاتی رہی ہے۔

بچہ ناز آشفتمہ رنگ لباس آریست بے پردگی دیوانہ طرح نقاب فلک نیست
صل خود بخود ناز ناز تو نہ تیری لباس آراہی کے رنگ کی زلفیت ہے اور
بے پردگی تیرے نقاب بٹانے کی انوار کی عاشق ہے یعنی تو نقاب حسن میں چھپ
نہیں سکتا کیونکہ تیرے بے پردگی عاشق ہے تو نقاب کہاں۔

اور وادی شوق یقیں صد طوطی ہو کر تیریں تاکتہ پروانہ محو چراغ ایست
صل سو طوطی سے یقین جلوہ کے وادی شوقی موسے کے پیدا کرنے والے ہیں
یعنی خود طوطی موسی پیدا کر لیتے ہیں اور پروانہ کی تاکتہ تیرے چراغ امین بقی
پر محو ہے یعنی پروانے جلنے پر عاشق ہیں بھروسہ نہایتہیں پروانہ کی جگہ پر پروانہ
سوزوں ہے تاکہ صدمہ اولی سے تقابل درست رہو ہر سو کنایت ہے۔

دور بہارم نری جو شید از باغ ازل نہ آماں گل در بخت یک برگ بہر گلشن
صل جیسے گلشن کے ایک برگ بننے نے ازلی نو بہار میں باغ ازل سے ضیعت سا
ایک جوش مارا تھا کہ تو آسمان گل در بخت ہو گئے۔

دل را بجزیت کرد خوں بر عقل زہر تو خوں شہر دو عالم کاف انوکہ زہر تو خوں
صل تیرے ایک لب کے تلخ میں لائے کاف و فوں (کون و مکان) میں شہر
دو عالم پر یا کر یا حیرت میں دل کا خون کر دیا اور عقل پر دیوانگی کی بجلی گرا دی
ایک لب بجز آکر دنت (میزوں) ہے یا دھڑے لب اور دنت پہلا پیچہ
اور نازک اور دوسرا صاف ہے۔

ہر جا بروں چریدہ خود را بخود و شیدہ در نور شمع مضمحل فانوسی ہر نہایت
 حل جسے جلوت میں ہر جگہ جوش مارا ہے اور اپنے وجود کو آپا ہی ٹوٹا کھینچے ہے
 شمع حسن کے لئے پتر کے پیرا بن کا فانوس بننا مضمحل درست اور نور ہے اور
 رہا ہے یعنی پیرا بن خیرے نور حسن کو ٹھکانہ نہیں سکتا مطلب یہ ہے کہ نور
 پر شے میں عیاں ہے اور تیرے جلوے کو کوئی شے نہیں چھپا سکتی۔
 جوش بھٹک کر ہر قطرہ بہت آئینہ دار امارا کر دشت نامہ گامہ من ہانت
 حل خدا اے تعالیٰ کے جوش دیا نے ہر قطرہ پر آئینے باندھ رکھے ہیں یعنی قطرہ
 میں دیا نظر آتا ہے جیسے ہنگامہ من با من نے چکوا اپنے سے (انہی حقیقت ہی)
 واقف کر دیا ہے من با من یعنی میں آپ اچھے ہی ساتھ ہوں کسی غیر کے ساتھ نہیں۔
 فی عشق دائم فی ہوس شوق تو ہم سر طبع ہر ایصم یک عالم نفس اندیشہ دل سکنت
 حل بیش عشق کو جاننا ہوں نہ ہوں کو تیرا شوق میرے لہو سر پایہ کافی ہے اے
 ایک عالم نفس کی صحر میرا اندیشہ دل تیرا مسکن ہے یعنی تو ہر وقت میرے دل
 کے اندیشہ رسوخ سجاں میں مقیم رہتا ہے سانس کو ایک عالم قرار دیا ہے اور ہم
 کے وقت انسان جاگتا ہے یعنی میں ہر وقت تیرے ہی ذکر و فکر میں ہوں کبھی
 تجھے غافل نہیں ہوتا اور میری سانس کے لئے تو ہمیز اصم کے ہے۔
 حسن حقیقت رو برو شمع حضور آئینہ جو بیدل چہرہ پر از و بکوار یافتن نا
 حل حسن حقیقت سامنے ہی اور میرا دوسری درشتغال بالا یعنی کسی شمع آئینہ
 ڈھونڈ رہی ہے کہ تیرا عیاں اس میں دیکھے اب بیدل اس آئینہ میں کیا مشغول
 ہو چکی ہے نہ ڈھونڈ رہی ہے یا ہے یعنی تو ہر وقت سامنے ہے تجس نفس خول ہے۔
 محنت ریاضت صفائی باطن سے آرد و شیطا حتم ال وضعف بر قوا رے
 گما رہا باطل کمال دعا ازیں کسب مواد فاسدہ را با اصلاح آہر دن بہت نہ اجزاء
 صالح را نیز فاسد کردن یتماز نگار از طبیعت زود دن بہت نہ آئینہ را بشوق صیقل
 و صودن بحکم قدروانی وجود از انبیا رہی کس ریاضات شاقہ ساخت الالبقر
 اصلاح مزاج کو خواب و غویر نہ پر دخت مگر مقدار احتیاج۔
 حل ریاضت بے شک باطن کو صاف کرتی ہے مگر اعتدال شرط ہے اور اگر

فراطکمال کو پہنچے۔ حد سے زیادہ ریاضت کی جائے تو قوتوں کو ضعیف کرتی ہے انبیاء علیہم السلام میں سے کوئی بھی بولیا جنات شاقہ میں مشغول نہیں ہوا مگر بقدر اصلاح عزائم کیونکہ وہ حکم قدر دانی وجود الا تلقوا یا ایدیکم الی اللہ تک۔ اگر اید کے پابند تھے یعنی اپنے ہاتھوں اپنے کو ہلاکت میں ڈالو وہ وجود کی قدر کرتے تھے جو ایک نعمت اور صفت الہی ہے اور وہ خواب و خواہش میں بھی مشغول نہ ہوتے تھے مگر مقدار احتیاج۔

بنیاد جسد کہ کارگاہ اسما
برصوم و صلوة میریفر کا اینجا
روزے و زحمت طبعی سب
تعلیل بہر اہمال عرفات

حل جسم کی تعمیر جو اسرار الہی کی کارگاہ ہے یعنی اسرار الہی اس میں روشنی ایک اور روز نور کی سی (معدنہ تنک) حکمت طبعی رکھنے والے سوئے وغیرہ سے قائم ہے پس تو پانچ وقت نماز اور تیس دن کے روزوں پر بعد کچھ نہ بڑھائیگو ہر امر میں اعتدال سے کام لینا ہی عارفوں کا کمال ہے۔

حکمت غریب الہی جنوں دار و قرب دنیا ہوش۔ دینیا دنیا مصروف تعلق اسباب بہت درخشاں ہر چیز درست فراموش اہل معاملات اہل دنیا باہل العبر است نیاید و اطوار ارباب شعور ہم نسبت جنوں نشاید۔

حل قرب خدا جنوں لانا ہے اندر قرب دنیا ہوش یعنی جو شخص ذات الہی میں بالکل محو ہو جاتا ہے اسکو دنیا کی کچھ خبر نہیں رہتی اور دنیا داروں کو ہوش و عقل معاش وغیرہ ہوتی ہے عالم قرب الہی میں جو کچھ کہ ذات الہی کے سوا ہے فراموش ہو جاتا ہے پس اہل دنیا کے معاملات اہل اندر کے ساتھ ہر ایک نہیں سمجھتے اور ارباب شعور کے اطوار کا ہم نسبت جنوں ہونا کسی طرح لائق نہیں کیونکہ صحبت ناجنس اجتماع لقیضین ہے۔

مستغرق خرابات ہوسن بکارت
ایسوا جہلکن از رنج دولت فقر
جنم بہرمت در حضورش نیست
سقف دیوار زنگار اینجا

حل تشریح جس شے سے عبارت ہے وہ ہوس کا کے لئے کوئی خراب بات نہیں
یعنی اہل ہوس کے لائق نہیں اسکا دروازہ ہمت سے سو کسی پر نہیں کھلتا
ایکجاہ دولت فخری کو ڈونگہاں سے ڈونگہاں رسفت سے نہ درکار دیوار۔

وہ مقصد کیا کہ ہمت سے بچنا اور ہمت سے بچنا تو ہوس پر ہمت سے بچنا ہے
حل تشریح مقصد کی وجہ سے ہمت سے بچنا ہے اسکا طر کرنا ہمت سے بچنا ہے
نشان کمال نہیں ہو چکا پس تیرا یہ سمجھنا کہ میں بیٹھے بیٹھے منزل مقصود پر پہنچ جاؤں گا

نفسانہ سادسی این کے کہ ہمت سے بچنا نشان
حل این داس کی فسانہ سادسی ہمت سے بچنا نشان تھکوں پہنچ سکتا ہے ایسے بیان
سے جیکے بازو اور پر ٹوٹے ہوئے ہیں تو اسکی ہوا میں نہیں اڑ سکتا۔

جس نفسانہ کو دینی و جام معنی صورتی ہمت سے بچنا خیال خود کو توئی حقیقت پر ہمت
حل تو صفائی اور گہرورت دونوں کا چرمن اور جام معنی و صورت علی شراب
شک و سب کچھ سے مگر اپنے خیال میں تو تو ہے تیرا استغناء ہونا ہی ہمت سے
نیچنی نیچی اور توئی کو دل سے نکال ڈال پر ہمت سے بچنا دوست کا شریہ حاصل ہو جاوے گا
نہایت ہمت خیال کی سبھی چیز تھکوں کہ دریں مسئلہ خاریا کشیدہ گل خیر کی
حل تو خیال کر کہ زبان ہمت سے کیسی غرت دلاؤں اسکا معنی نکلتا ہے کہ اس مسئلہ (دینا)
میں جیکے پادوں سے کاشناک نہیں مل سکتا تو یہ ایسے دعویٰ مقبول ہے کہ میں
گل خیروں۔ ہول کے ساتھ کاشنا ہوتا ہے اور گل خیر کی پاؤں کا کاشنا خود ہی ہمت
ہوس جہاں تعلق ہی ہوس و برگ حصر تعلق چو یقین زندہ در امتحان ہے در ہمت

حل تو جہاں تعلق کی ہوس اور حرص و چاہوئی کا سامان ہی وہ یقین امتحان کا
دروازہ نہ کاشنا ہوگا یعنی تھکوں ہوگا کہ خدا سے لگائی پر کس در ہمت یقین ہے تو ہمت
معلوم ہو جائیگا کہ زندگی کا بچا کرنا ہمت حوا میں حرص و ہوا میں مقبول ہر طرح کی
مگر ہمت جو ہر فرار سے بقیقت ہے و ہمت دل کشیدہ کہ نصف اسد تیرا ہوس ہمت
حل تیری نگاہ اگر خود تیرے حجب فحاشی و فی النفسک افلا تبصرون الایہ غور سے تھکوں
کی تو تمام حقیقت تک پہنچ جائے گی شیشہ کا دل اگر کامل صفائی حاصل کر لیا تو پوری کر

لکھ سکتا ہے جب تک کہ اپنے ہاتھ کا قلم یعنی قلم ہونا قبول نہ کرے یعنی اسکی
 قدرت پر منحصر ہے
 دیرس قلم و کف عجایب یکپس ہستی نام کمال میزان اعتبار میں سنت اگر ذرہ کم و گزیر
 حل میں اس قلم (دنیائے) میں ایک مشیت عناصر ہوں کیلئے ساتھ ہستی نہیں رکھتا۔
 میرے میزان اعتبار کا کمال ہی کافی ہے کہ وہ تیر ہی میری ناچیز ہستی کو کم نہ قلم
 یعنی میں ذرہ کی طرح ناچیز ہوں
 زور حد اعتبار کو تو سرسلا تو اس کو دن اگر وہ رفت میں نفسا بیا د تیغ تو دم گزیر
 حل دنیا کے میدان سے نہ کی گیند کا عالم بچانا ممکن ہے اگر اس آند و رفت تیری چو
 تیغ کا دم نہ ہرے مگر یہ محال ہے کیونکہ عاشق تو اپنا قتل ہو جانے ہی چاہتا ہے میاں
 کا عالم بچانا محال ہے۔
 نصیبہ از عاقبت ندارد حجاب کج غور و انداز کہ با دوتا آخر ہی تیغ شکم گزیر
 حل دریاں غور کا بلبل بچانا عاقبت کا حصہ نہیں کہتا خوف کر کر تیرے دماغ کی مراد
 تیغ شکم کی تکلیف میں تجھے نہ لے یعنی ایسا نوک با د غور سے تیرا داغ پورے پورے پتے
 ہی پھول جائے اور حجاب کی طرح فنا ہو جائے۔
 زور تیر از خود ندارد ہر مکان یعنی سنگاں چرنا کہ خاک ناگشتہ کس در راہ اسرار نقش قدم گزیر
 حل جو شخص از خود رفتہ نہیں ہوا وہ رنگاں (اور صلاحتی) کے متعلق تک نہیں سمجھ سکتا
 کوئی شخص جیتا تک خاک نہیں ہوتا وہ راہ دوست میں نقش قدم کا بخار نہیں اٹھا سکتا
 یعنی اسکو پتہ نہیں ملے گا کہ دوست کس راہ سے گیا ہے اور دوست تک پہنچا سکتا
 سرخ کیا ہے کیونکہ نقش قدم خاک ہی پر جیتا ہے۔
 خیال نام حرم کیساں دواغ مارا بصدیایان بہ ساز آوارہ در دل کہ راہ ویر خرم گزیر
 حل خیال جو کیساں کا نام حرم تھا سنے جگر سو جنگل میں دھڑایا یعنی اگر وہ گریبان کا حرم
 ہوتا تو گریبان میں سر نہ لگا جلاوہ حسن کیسا دل میں دیکھ نہ سکتا تاجو شخص "دل سے آوارہ ہے
 وہ اگر دیر حرم کی راہ نہ لے تو کیا کوئے کہ نہ خدا تو صرف در دل کے کہ لکھتا ہے نہ ملتا ہے۔
 گزیر از حرم ہر ہمت خیم خجالت کش خجالت کشیدہ ام بارہر دو عالم پریشانی کا قلم گزیر
 حل اگر میں اپنے نہ ہمت پرناز کوں تو نادان دینے کا خجالت کش نہ لکھتا ہے درنو عالم کا

بار پنی پشت پر اٹھایا ہے کہ وہ اس وجہ سے جھک نہیں سکتی۔ یعنی میں بجز مضر فاعل کے
 دو عالم پر پشت مار چکا ہوں۔ پس گھبراہٹ سے گھبراہٹ کی کیا نیازی ہے کہ نام اقبال بے نیازی ہے کہ ناہید ہو گیا ہو
 نفس خجانیہ میگردانی سباز نقشہ نگینارخی کہ نام اقبال بے نیازی ہے کہ ناہید ہو گیا ہو
 حل تو ایسے سانس کو تمبیازہ (رحص) میں گلا رہا ہے نقشہ نگین کی آرایش (دنیوی
 ساز و سامان پر ناز نہ کر کیونکہ جب تک لب ایک دوسرے سے نہیں ملتا سکوت درخت
 الہی کامر بہ حاصل نہیں ہوتا) اقبال بے نیازی کا نام نہیں ہے سکتا۔ یعنی اقبال بے
 نیازی ایک دولت ہے جو رحلیں دنیا کو حاصل نہیں ہوتی نقش اور نگین کیسا ہی
 عمدہ ہو لیکن جب تک وہ فرتصل نہیں گئے نام ثبت نہ ہو سکے گا اور تمبیازہ میلحد کی
 اور درد کو چاہتا ہے پس اتصال کہاں۔
 یاس دشتی کھٹافل خلاشتاثر افشار چو رنگ لے کار گاہ مینا گر آب گردو کو نہ گزیرد
 حل بس سختی کے ساتھ کہ انسانی طبیعت خدا سے غافل ہے یہ خیال کرنا کہ وہ تاثیر سے
 منفعل ہوگی خطا ہے کیونکہ شیشہ گر کے کارخانہ میں شیشہ پانی ہو جاتا ہے مگر تم قبول
 نہیں کرتا یہی غفلت سے جو طبیعت سخت ہو گئی ہے وہ خیریر نہیں ہو سکتی۔
 گنبدہ اقبال ہی ہست خود تھی حوض شیرازی کہ منتہا بر بلند ہی اچھا کسے بدوش الم گزیرد
 مگر کیسے خود تھی حوض نیازی صفت ہے یعنی وہ نیاز کا حوض خود تھی ہے۔
 حل ہمارے اقبال بہت نے یہ پردائی کا وہ میدان خود تھی اختیار کیا ہے کہ وہاں
 سر بلندی دنیا کا احسان کوئی دوش الم دام مشق الہی اپر نہیں پائتا مینی ہم خدا کی
 محبت میں دنیوی غرور منزلت سے بے نیاز نہیں۔
 دست منظور نیازی ز غفلت آردہ آرزو ساری۔ کیسکہ جلہ شرم دار و شکستہ آست
 حل تیرا دل بے نیازی کا منظر نظر ہے اسکو غفلت از حب الہی سے بر قیدہ نہ کرنا کیونکہ
 جو شخص پہلہ سے شرم کرتا ہے وہ آئینہ کے ٹوٹ جانے کو کچھ قبول نہ کرے گا یعنی
 ایسا نہ کہ تو غافل ہو کر آئینہ کو بھی توڑ ڈالے اس کی بھی پرداز نہ کرے جس میں جلہ
 معرفت نظر آتا ہے۔
 نداد ان کتب قیمن کہ شہر انشا کردی حیدر لہ بصفہ گرام او تو لیم بجز بخار از قلم نگیرد
 حل کتب قیمن (دنیا میں جو محض قیمن اور فرضی ہے یعنی وجود واقعی نہیں کہتی

کہ درت کا انشا کر بھی دینا ہے کہ درت رکھنے والا یہ دل کی مانند کوئی نہیں اگر میں ہوں
عام لکھوں گا تو قلم سے بجز غبار کے صفحہ کچھ حاصل نہ کر گیا یعنی صفحہ پر غبار کے سوا کچھ
ثبت نہ ہوگا۔

حکمت در اعتبار نشانِ نتائجِ عسری حقیقت خود را ایک شخص تصور کردن است
یاد نمود کہ مرتبہ جادو طبیعت اورست حکم ثبوت جوہر تھا و مرتبہ ثبات ہوا اسے آنکس جب
ہوا سے نشو و نما و مرتبہ حیوان عرض بیکر بالہا قدرت حس و حرکات مرتبہ انسان
شخص تصور فطرت جامع گیات۔

حل نتائجِ عسری کے اعتبار نشان (دنیا) میں اپنے کو ایک شخص (انسان) شخص
خیال کرنا ہے ظاہر کرنا چاہیے کہ انسانی طبیعت جادو (پتھر) کا مرتبہ رکھتی ہے کیونکہ کتب
بات ثابت ہے کہ نفس میں ایک جوہر محقق ہے جو تعلیم اور تربیت اور تزکیہ نفس سے
جلا پاتا اور عیاں ہوتا ہے اس انسانی ہوا کے ثبات کا مرتبہ نشو و نما کی جانب متاثر
ہوتا ہے اور حیوان (جاندار) کا مرتبہ حس و حرکات کے اظہار قدرت کے لئے ایک پیکر
(صورت) کا پیش کرنا ہے اور انسان شخص کا مرتبہ فطرت الہی کی تصویر ہے جو اپنا
آثار الہی کی جامع ہیں یعنی انسان کے تین مرتبہ ہیں۔ اول جادو۔ دوم حیوانی
سوم گیات الہی کی جامع آثار تصویر بچانا۔ یہی وجہ ہے انسان آسمانی صوفیہ عالم
ہے آئندہ دنیا میں ان تینوں مراتب کا انکشاف ہے

گر بہت جادو آئینہ ات درز رنگ است و زہد نامہ شوق تو بعض گناہ است

جو ان آثار ناشناسانی است اسے در عیاں اینچہ بلا نیز گناہ است

حل اگر تو جادو ہے تو یہ آئینہ رنگ میں ہے اور اگر زہد کا مرتبہ ہے تو زہد حق و حشر
پنی رنگت کا پیش کرنے والا ہے اور اگر حیوان ہے تو یہ جی ناشناسانی کے آثار میں
یعنی تو اپنے نفس کو نہیں پہچانتا تاکہ خدا کو پہچانے اسے در عیاں (جو ہے حق ہے) پہچانے
ظاہر کر کہ بہ کس بلا کا کرکسا نیز گناہ ہے۔

حکمت در افراد قوس انسانی بطریق کہ حکم انشا کوئی غالب است ناگزیر است
از سامان تہیہ و تلاش و ہر لہجہ کہ تاثیر اسرار الہی تسلط دارد بے اختیار و دھڑکھیل

معاش زیرہ کہ مشلزم تعلیق تشبیہ تردد و آرائی است و خاص نسبت تشبیہ و آرائی
و بے پروائی۔

حل نوع انسانی کے افراد میں جن عناصر پر اشتیاء کوئی (تعلقات) کا حکم غالب
ہے ان کو سالانہ تمیز و تہن (اور تلاش سے چارہ نہیں اور جن فراہوں پر اسما
الہی کی تاثیر و رائق) اور سبب و غیرہ غالب ہے وہ تحصیل معاش کے عذر میں بے
اختیار ہیں کیونکہ یہ وہ نوا تم تشبیہ تردد و آرائی کے تعلیق کو مستلزم ہیں اور تشبیہ و آرائی
و بے پروائی سے نسبت خاص رکھتی ہے وہ سب کو رزق دیتا ہے اور اس حیثیت سے کہ
وہ حاکم امور سے منزہ ہے رزق و معاش دینے سے اسے کچھ تعلق نہیں۔

عالم مشغول حاصل علم و ہنر منع مسہ گرم دستگاہ کو و فر
بیکاری وضع بیدار افشاہٹ یک پر وہ رساز این و ان نازکتر

حل عالم اپنے علم و ہنر کی علت غائی اور مفاد میں مشغول ہے اور منع جاہ و مرتبہ
کی دستگاہ میں ہر گرم ہے بیکاری بیداروں کی وضع واقع ہوئی ہے یہ ایک پر وہ رساز
این و ان کے پردے سے نازک تر ہے یعنی تعلقات دنیوی کو یا کل ترک کر دینا
سب سے زیادہ نازک مقام ہے۔

من آن بخارم کہ حکم نقشہ بیچ عنوان دیگر اگر سر ابا سحر بر ایم شکست رنگ اشتر لکیر
حل میں وہ غلبہ ہوں کہ کسی طرح میرے نقش کا حکم اثر نہیں کرتا یعنی نہیں دیتا کیونکہ
غبار کی شان پر نشان رہتا ہے اگر میں ستر یا سحر لکیروں جیب بھی میرا نشانہ رنگ
اشتر پذیر ہوگا یعنی شکستہ ہی رہیگا حالانکہ سحر کا رنگ شگفتہ ہوتا ہے۔

نشد نہ مسلم بیچ عنوان خون خروشی اگر نشان جز اینا کیارب درین نشان پر تو جو شک لکیر
حل میرے حاضر یعنی دل کی خون خروشی دینوں میں ہلے وہ ہو کر نا اس کے سوا کبھی
پر ان نشان ظہور پذیر نہ ہوں گی کیارب اس نشان (دنیای) میں میرے ناز کا پہل فکر
حاصل نہیں کرتا اور یہ قاعدہ ہے کہ نشان کی لئے سے شکر نہیں مل سکتی مطلب
پہلے سے کہ میرے نالے میں اثر نہیں۔

یابیں گزائی کہ دار دام و ز رخت چندین شمال شوم و چو کشیم یا کو فتنی کو اگر عظیم لبیر لکیر

ترکیب مصرعہ اولیٰ میں دوش دار و کا فاعل ہے اور تحت چہ میں خیال مفعول۔
 حل اس گرائی کے ساتھ کہ میرا دوش اتنے خیالات کا بوجھ رکھتا ہے کشتی کی طرح
 مجھے چلنے کی طاقت کہاں ہے جیسا کہ مجھے دریا اپنے سر پر نہ اڑھائے یعنی میں
 تعلقات سے گراں بار ہوں خدا ہی میرا بوجھ بھرا کر سکتا ہے۔
 براہ راست سچی گام کہ کر لے کر غم و سرخروم + کسے جزا خوش و نشاط جو شکم از خاک پر
 حل میرا دوش نالیک پاس کی راہ میں ہے اگر قدم کو لغزش ہو تو بھی میرا جلتا ہو کوئی
 شخص جزا خوش بے نشان کے آئینہ کی طرح مجھے خاک سے نہیں اٹھا سکتا
 یعنی خاک سے اٹھا کر مجھے اپنی آغوش میں لینے والا بے نشان و معدوم ہے۔
 دل از فزون (دل طرازی) بجز گرفت از زہ قناری + مباد و شرم نفس کہ از ی عمارت
 حل میرا دل طرازی کی امیدوں کے آئینہ کو لے کے آفوں سے بھک گیا ہے
 ایسا تو جیو کہ نفس گدازی کی شرم ہی اس بھری کی باگ نہ بکڑھے۔ یعنی کیا یہ شرم
 ہی کہ اصل طرازی کے آفوں نے مدام تک کو نکلا دیا ہے اس بھری کو زور کے گم ہو کر
 جو جو عجز و استیصال میرا تلاش و شوق و تقاضا + چہ ممکن ہے کہ شرم نہ مآچہ عہدہ گردا گرد
 حل میں دوش سے موج کی طرح اے میرا تلاش و شوق بنا ہوا ہوں جو ادب کی تہذیب
 ہے کیا یہ ممکن ہے کہ ہمارا رشتہ جوڑی کو پکڑتا ہے گوہر کو نہ کیا شے ضرور پکڑ لگا کر
 کہ ہم و اب ادب کو تلاش و شوق میں ترک نہ کر دیں۔ موج میں جا جا کر میں ہوتی ہیں اور
 موج ہی میں ہوتی پڑتے ہیں۔
 نگاہ غفلت کہیں نارکن از رنگان شب میر تب نہ بخون فتنہ خوتا کی کہ سایہ اش ز پر نگہ
 حل ہماری نگاہ کو جو غفلت کہیں ہے یعنی غفلت اس کی گات میں لگی ہوئی ہے
 ترکان کی بغل کہی میر نمونی یعنی ترکان نے کسی آسکو اپنی بغل میں نہ لیا غفلت
 سے مراد تغافل ہے مطلب یہ ہے کہ ہم سب تغافل کرتے ہیں ترکان جو نگاہ
 کے قریب اور محافظ ہے وہ بھی نگاہ سے غافل ہے میں اب خوابناک ضرور خون
 میں تر پڑے گا دیچہن رہیگا اگر اس کو سایہ ایسے پروں میں نہ لگا۔
 شعر میں (خوابناک) تو جیسے ہے گرفتہ (غافل) ہے کیونکہ سویا ہوا چین نہیں رہتا۔
 دو مصرعہ میں پہلا شعر بے نشان آں خوابناک درخوں کو سایہ اش ز پر نگہ دینی

جو شخص غیب میں بہا ہوا ہے جب تک اُس پر سایہ نہ ہو گا جیسا کہ ریگیا بہت نازک قطر ہے ناظرین غور سے سمجھیں شعر کی روح سرخفت کیس ہے مطلب صفت اس قدر ہے کہ بکے غیب نہ ہیں آتی نگاہ کملی برقی ہے کیونکہ غیب تو اس وقت آدے کہ بکلیں نگاہ کو بکاپ لیں۔

اگر زہار دہر باشد بناؤ انصافا شباتی گلے کہ تبیرنگ اردو پر اشراق آب رنگید
حل زمانہ کے معمار (غور زمانہ) سے اگر انصاف کی بنیاد کو ثبات ہو یعنی زمانہ مسفت ہو تو جو مٹی کہ تبیر کا رنگ رکھتی ہے کیوں اُس پر سونے کا پانی نہ پیرے۔ یعنی زمانہ اگر مسفت ہو تو اہل جوہر و کمال کی قدر کرے حالانکہ اہل کمال کو کوئی نہیں پوچھتا۔
دل کی پرورد آب نازش بالشرع عشق کہ اثر چو شیشہ بزرگ عزد و سادہ کیش خیز شیشہ
حل جس دل کو آب تازہ (راز و نعمت دنیا) نے پالا ہے وہ آتش عشق میں گل جیسے سکتا یعنی عشق اس کے قبول نہیں کر سکتا جب شیشہ کا سامان (اکالات دیگر) پتھر سے ٹوٹ جائے گا تو شیشہ کے سوا کوئی اس کا خواہ سنگار نہ ہوگا اسی طرح دنیا داروں کو دنیا ہی قبول کرے گی نہ عشق الہی نازش کی خمیر شین دل کی طرف راجع ہے نہ مشغول کی طرف ناظرین دہر کا نہ کہائیں۔

گزشت مجوں بوضع عرایج نالہ آنا دیزیریا کا تو ہم باین نگ دارن نشان کہ جہان میں گزیر
حل مجنوں عرایج ہی ابھر (نالہ کی طرح اس باباں (دینا) سے گزر گیا تو یہی دنیا پر اس طرح دامن چھاؤ (فرق تعلق کر) کہ دامن کی بین کر سے اولیٰ تر ہے۔

قبول سرمایہ تعلق کہ ننگہ آفت بہت بدیل چو شمع خاموش ترک سر کہرا ہو کشت سہل گرد
حل اسے بیدل سرمایہ تعلق دنیا کو قبول کرنا آفت کا مینگاہ ہے یعنی آفتیں گشت میں بیٹھی ہیں شمع خاموش کی طرح سر کو ترک کر (دلگاہ سے متع کا سر کاٹا جاتا ہے) تاکہ ہوا پر اس نہ پکڑے کیا معنی کہ شمع روشن کو ہوا کا خوف ہے بھٹی ہوئی شمع کو کیا خوف ہمہ است از چمن آرزو کہ کام دل ترک جوہر مدنی بر فشان حشر سے کہ ز فام گل اسیر
حل سب کو اس چمن (وصال مشغول) سے آرزو ہے کہ کام دل میں اہل پیچھے (دل مشغول نہ) ایک میں ہوں مجھ ہی حشر ہے کہ معشوق کے پاس سے کوئی خط نہ چو جسکو قبول کی طرح سر پر لگاؤں کام دل میں شکر کا پوچھنا تو کجا۔ یعنی میں تو جہاں

خند سے ہی محروم ہوں۔ یہ تو نامیرہ خودم اگر چہ رنگ پیرسد
چہ قدر زینت قاصدوں کی منت سے یہ راہوں ناتواں کماں تنگ کئے۔ اگر مجھ کو ہی رنگ کی
طرح ایک جڑ ملے تو آپ ایسا نامیرہ بنوں یعنی جس طرح وہ ایک اوڑھتا ہے میں بھی اوڑھ کر
ترے پاس پہنچ جاؤں اور قاصدوں کی منت نہ مگر تیری پڑے لگ پر میرہ نہیں۔
تنگے نکرہ نہ خود سفر نکال خود چہرہ پر ہی شر برویم درپیت آفتد کہ کماں باز کور
حل تیری نگاہ اپنے سے سفر نہیں کرتی یعنی تو پہلی طرف نگاہ اوٹا کر ہی نہیں
دیکھتا ہے تجھ پر اپنے کمال رسائی کا کیا اثر ہوگا ہمارا کمال رسائی دیکھ کہ تم ترے پیچھے ہفتد
جو دانہ جانیں گے کہ ہلو سے خبر ہو چکے یعنی جب تک ہم آپ سے نہ جاویں گے تیرا
بیجا پہنچو نہیں گئے۔

بکہ ام آئینہ جو ہر کو شکستہ تھا تو اپنی مگر التماس گن از من بقبول شیشہ گری رسد
حل آئینہ جو ہر سے یعنی جو ہر آئینہ ایسا جو ہر آئینہ کہاں سے لاؤں کہ اس پر ہی
کے اشکات کو اپنی جانب کیوں بجز اس کے کسی شیشہ گری سے التماس کروں کہ میرے
گداز دل کو قبول کرے یعنی اس سے آئینہ بنائے وہ جو ہر اس آئینہ کی جان شقیقت
بتلاش معنی نازم کہ دین قلم و امتحان نرسم اگر من ناتواں مخم ہو کر کور رسد
حل میں معنی ناول کی تلاش میں ہوں تاکہ اس قلم و امتحان دنیا میں اگر مگر ایسا
مشتوق تک میری رسائی ہو تو میرا سخن نازک ہی دانا تک ہو جائے۔

نرمحالات جہاں کہ تو ہر آکر من ہمراہ و دو صفحہ صفحہ سیکے خوار دیکھ کر خور
حل جہاں کے ہنگڑوں سے بھل گئیو کہ ان تمام چوپایوں اور دندلوں سے کتو کی
صفت صفت کہنے تک اور گد ہے کی لات گد چت تک پہنچتی ہے یعنی دنیا گد ہوں اور
کتوں (میں) باہم جنگ و جدل کر نوالے انسانوں کا میدان ہے۔

پچھیں جنو کہ وہ تم کو کھڑے نہ تم بہزاروں تپنا زالم جو کہ پشیمہ رسد
حل ایسے جنوں کہ وہ تم (عشق) میں تیری فریاد کا کسکو غم ہے رچی جب لڑتے تک
پہنچتی ہے تو پہلے بہزار خون تماشیاں ترپ لیتی ہے۔ یعنی رگ چاہتی ہے کہ نشتر لگے
لیکن نہیں لگتا۔ مراد یہ ہے کہ عاشق ظلم کا خواستگار ہے مگر ظلم کرنے میں بھی

معتوق کو روک لیا ہے۔
 میرا جیست شوقِ طرب کہیں نہ آئے غمِ گل آفرین + تو اگر نہ خود روی نہیں تو تو غمِ سر
 حل شوق سب جگہ خوشی کی گھاٹ میں ہے۔ اگر غمِ رخصت ہو جاتا ہے تو شوق
 ہوں کا پیدا کر لے والا ہے۔ اگر تو اسی طرح اپنے سے جاتا رہے یعنی خودی کو چھوڑ دے
 تو مجھے بخت سے بہتر مل جائے۔

بہار کو چہ دیکھو ام بہار کس سرسید ام زلفِ خمیدہ شبنم ام کہ جو حلقہ شد یادِ سرسید
 حل ہیں بہار کو چہ ہیں درخشاہوں مگر تسلی (تو تھمٹھمٹھ) حاصل نہیں ہوتی غم شدہ
 قیامت کی نسبت میں نے سنا ہے کہ جب حلقہ ہو جاتا ہے (جھک جاتا ہے) تو کسی درخت کے سر
 پیچ جاتا ہے یعنی عالمِ الٰہی میں خدا نہیں ملتا یعنی میں ملتا ہے۔
 شہرِ طبعیت عاشقانِ سرور کی زندگی نہ چلاں + تپ بوج ماہری گماں کہیں نہ ہو سرسید
 حل عاشقوں کی طبیعت کا شہرِ اندر کے سے قابو میں نہیں آتا اگر گمان نہ کرے گا کہ
 موت کی تپ سکتے (سکوت یا جرت) میں گوہر کی مانند ہو جائے گی (یہ وہاں حرکت
 اور روانگی اور گوہر میں سکوت جاتا ہے)

زکمانِ نظم جنوں اثر بکدشت بیدلِ بخیر چو قیامتِ برابران نہر کہ پھول پر ہر سرسید
 حل نظم کے کمال سے جو جنوں اثر ہے بیدلِ بخیر گل گیا نہر پیکرِ مصیبت ہے
 کہ مجھ جیسے بے ہنر (زالا) بن گئے پاس پہنچے۔

محکمِ نبوت امرِ ساست معین کثرتِ عراشبہاں و ولایت حقیقتِ بہت
 بہم مستتر پر وہ جلالِ انہم پر ہر پیرِ معین یا شدہ حمت تاویل نہ پسند و درک آنچه بہم
 است بے مبالغہ صورت نہ بند۔

حل رجوت ایک پیر یا ہوا امر ہے جس میں جمالِ الہی کے مرتبہ کھلے ہوئے ہیں
 اور ولایت ایک حقیقتِ بہم ہے جو پر وہ جلالِ الہی میں چھٹی ہوئی ہے یعنی نبی اور
 اس کی نبوت کا یقین انسانوں کو جلد ہو جاتا ہے جیسا کہ مشاہدہ میں گذر رہا ہے کہ
 گوشتوں آدمی دنیا پر ایمان لا کر ان کی است بن گئے ہیں بر خلاف ولایت کو
 کہ جو پر وہ جلالِ الہی میں چھٹی ہوئی ہے اور لوگ مشکل سے اولیاءِ اللہ کی ولایت
 کو مانتے ہیں (فہم انسانی نہیں بات پر ٹھہرائے گی) انہیں تاویل کی رحمت پسند ہے

کیونکہ اذعان و ایتقان ہو جائے گا جیسی کہ نبوت - اور جو شے بہم ہے اس کا اور اک بغیر قابل کے صورت نہ باندھے گا جیسی کہ ولایت - وجہ یہ ہے کہ انسانوں کو نبوت کا علم بغیر وجہ و حقیقی طور پر ہو جاتا ہے اور ولایت کے ماننے کو کافی دلیل و قیاس نہیں - آنحضرتؐ کے علم کی نبوت پر انسانوں کے تمام گروہ متفق ہیں مگر ولایت کے ماننے پر مساب کا اتفاق نہیں جیسی ولایت علی علیہ السلام - جن کی نسبت خوارج کا عقیدہ ناگفتہ بہ ہے۔

بیدل قسم غنی علی بن موسیٰ اسرار نبی رضویٰ مینخواہی

خلق آئینہ اسرار و نور احمدیہ حق فہم اگر فہم علی مینخواہی

حاصل اسے بیدل تو خفی اور علیؑ کا کمال جاننا یعنی نبی کے اسرار اور ولی کی ریز ہے آگاہ ہونا چاہتا ہے تو اس بات کو سمجھ کر مخلوق ایک آئینہ اور احمد صلیم اک نور ہیں اور نور علیؑ کا سمجھنا چاہتا ہے تو پہلے خدا کو سمجھ کر لے آنحضرتؐ صلیم نبی ہیں اور آپ کی نبوت و نبیائین اس طرح روشن ہے جیسے آئینہ میں نور عکس اور علیؑ کی ولایت اگر کون سمجھتی ہوئی ہے تو اس کو جب سمجھ گیا کہ پہلے علل الہی کو سمجھے مولوی روم صاحب نے بھی اپنے مندرجہ ذیل شعر میں یہی بات بیان کی ہے۔

تو بتا رہی علی را ویدہ زان سبب غیرے برادر گزیدہ

مطلب یہ ہے کہ احبابِ تائید کے کمالات جمالیہ چونکہ ظاہر تھے تیری سبب میں آگئے اور علیؑ علیہ السلام کا مرتبہ چونکہ پردہ جلال میں خفی تھا اس سے اور اک

میں پہچان رہی۔

حکمتہ و فطرت آدمی ورتو ہم آباد عالم غیر و شر آئیدہ لفرقہ پر داخندہ کہ متثال جمیعیت دو چار تخیلش نوا ند نمود و در جبار سے معاملات نفع و ضرر و کان سود اسے نیاراستہ کہ لیسودے از فخر جنس عافیت چشم نوا ند کشود اعانت فضل حق بقیل حضور خان پر وازوتا ازین آئینہ تنکہ در نگار بر داریم و امداد فنا سے مطلق بساط یقینہ طرح نماید تا بر دے این دکان در لاسے اعتبار براریم۔

حاصل آدمی کی فطرت (طبیعت) نے دنیا کے تو ہم آباد و شر و جن کا کوئی

واقعی وجود نہیں بلکہ محض توہم ہے کیونکہ غیر و غیر صیغہ فعل التفضیل میں جو دوسرے کی نسبت باہر گر سے پہچانے جاتے ہیں) میں تفرقہ کا ایسا آئینہ آراستہ نہیں کیا کہ دو چاند خیل کی صورت جمیعت دکھائے سکے کیونکہ جب تفرقہ ہے تو جمیعت کہاں) اور چار سو سے معاملات نفع و ضرر و دنیا میں ایسے سو دس کی دوکان آراستہ نہیں کی کہ مافیعت کی تفرقہ جس کے فائدے پر آنکھ کھول سکے۔ لیکن آسانیش کی امید رکھ سکے۔ فضل الہی کی اعانت حاضری عرفان الہی کی منتقل میں مشغول ہو تو ہم اس آئینہ سے ملحق طور پر رنگارنگ ٹھاہیں اور فساد مطلق کی امداد قین کا ایک فرش بچھائے تاکہ اس دوکان دوسری دوکان سودا پر اعتبار کے دروازے کھولیں یعنی انسان کا اعتبار اس وقت ہوتا ہے جبکہ وہ فنا ہو جائے ورنہ بے اعتبار ہے۔

خودوس باتفاق ارباب علوم آسوئے تو ابنت بروج ہست نجوم
بیٹے این سدا و جنس تاو لفظ است جدت ناممکن ہست و راحت علوم

حل ارباب علوم اس بات پر متفق ہیں کہ بہشت ستاروں اور بروج سے آس جانب ہے لیکن جیب تک ستاروں کی خوشست اور سعادت پیش نظر ہے نہ جدت ملکتی ہے نہ راحت۔

فسر و گہا ساز امکان ترا نہ امرا اعدائے حدیث طوفان امیر عشق خوشی ازین گرو
حل ساز امکان کی فسر و گہاں میرے نامے نہیں روک سکتیں۔ میں عشق کی حکایت بیان کہیں میں آواز کا طوفان ہے پس خاموشی جہ سے زبان نہیں چہیں سکتی یعنی میں خاموش نہیں رہ سکتا۔

دو شنگاہ جہان صورت نیم خال کش کردہ چو آنہ سمت نیازان ہر چہ کرد زبان گد
حل میں جہان صورت (دنیا) کی دنگاہ سے کردت کا خجالت کش ہو نکاہی چہ سے کسی کو کردت نہ ہوگی بے نیازوں کا ہاتھ کچھ ہی حاصل کرے مگر زبان حاصل کرے گا یعنی کسی سے سائل نہ ہوگا وہ آئینہ کی طرح صاف اور بے زبان ہے۔

سماجت ہست بیکہ عالم البکر ہست کجاست سک گرو و کشم مردم کیسکہ خود و گران گرو
لغت سماجت باطن زشتی اور زشتی اور زشت ہونا عقل صرف زشتی کی کجاست اور عالم کو سر پرست

خاک اور سب کو تو کشتی پر لے گیا اور دریا میں ڈال دیا۔ انسانوں کی ایک کمی ہے کہ اگر کسی کو ایک کشتی کے ذریعہ نجات ملے
 زبردست رفعت و شرف حاصل ہو جائے اور وہ اس کشتی میں رہ کر دنیا سے بے رغبت ہو جائے اور دنیا سے بے رغبت ہو جائے
 حل ایسا پارسیانہ تک میری توجہ بھی ہے یعنی جب کہ کچھ عرافت میں بیٹھا ہوں تو مجھے
 یہ بات ناگوار ہے۔ میں سامان وحشت - وحشت الہی سے ایسا پر نکالوں کہ نشان

میرا دامن نہ پکڑ سکے۔
 بجز وحشت ہی کے عنوان حضور ارحم الراحمین کا
 حل راحت کا حاصل ہو نا بجز وحشت و ترک دنیا کے ممکن نہیں۔ اگر تو اس جہان

سے دل گرفتہ نہیں ہوتا حالانکہ دنیا سے دل گرفتہ ہو نا وحشت کے لئے ضروری ہے تو
 حیدر و طلب کے شعرا کے پیچھے نہ چڑھنے دنیا سے مطلب نہ رکھ جو مانع وحشت
 عشق الہی ہے۔

زخوہ آتا سرگرمی کو کھینچ کر لے گیا
 حل زخوہی سے باہر آنا کہ تھوڑے نیازی کے کٹنے سے پریشانی کن بیچنے سے دور نہ چھوڑنا
 کی سیر ہوں سے کوئی آسمان کی جانب نہیں جاسکتا۔ چین و امن سے خود بینی اور
 زیب و زینت و بنا مراد ہے۔

اگر کچھ کم کشادہ کاری کو شکیراں غافل
 حل اگر تو اپنی کشادہ کاری کا میانی کا راہ رکھتا ہے تو گوشہ گریوں و اہل الہد کی خدمت
 سے غافل نہ ہو کہ کدیر پر واز کے لائق نہیں ہوتا جب تک کہ اس کا بازو و قوت
 حاصل نہیں کرتا۔

کشتی پر وضع راستی باوجود حلقہات برہنہ
 حل شاید عالم کا طوطی ہے اور تو ہی ایسی کج ادائیگیسا تہ سرکش ہے کہ راستہ باز یوں
 کے وضع کی شہرت تیرے تیر کی بہال پر حلقہ بہر کہ نہیں لگ سکتی اور یہ قاعدہ ہے کہ بڑے باتیں
 کی بہال جب تک سید ہی نہ ہو گی کارگر نہ ہو سکے گی مطلب یہ ہے کہ جب تک کج ادائیگوں نہیں
 چھوڑتا و دنیا میں راستہ باز شہر نہیں ہو سکتا۔
 و آتش عشق مانسوزی نظر عالم و فائدہ دہی کا چراغ ہو جس ورتی نور افروز نہ آتے

حل نہ ہمارے عشق کی آگ میں جلنے کی تاب نہیں مل سکتا اور نہ ہمارے مانع و فاعل نظر ڈال سکتا ہے کیونکہ جبکہ ہوا اتور محض ہوس فروزی کے چرائے سے گرم ہو کر اس قابل نہیں ہوتا کہ اس میں روٹی لگی سکے۔

فتادہ راز خاک پر وار یا میر تمام منتطاعت کسے چمکے و ساز قدرت کے دست امان لگانے کے حل کسی گرم سے ہوئے دھابز کو خاک سے ادا تھا ورنہ استطاعت کا نام نہ لے جو شخص واما ندون کا ماتہ نہیں پکڑتا وہ ساز قدرت الہی سے کچھ حاصل نہیں کر سکتا۔

اگر نہ ارتگان شوقی بیکر ہستی پیچیدگی کہ بہت آئینہ تعلق برت اوشان لگے و حل اسے بیدل اگر نہ ارتگان شوق سے ہوئے شوق الہی میں ماسوائے وارستہ ہے نو ہستی کے فکر سے مت پرست۔ کیونکہ بہت تعلق کا آئینہ منکرون کے ماتہ

میں نہیں دیتی۔ شریح ان بصر خرم کمنفس شراب سحر کش بدام فرصت ازین چمن اس ان فضولی اثر حل اس چمن دنیا میں اتنی فرصت کہاں کہ ہوس فضولی سے اثر کا لکتاب کرے اب میں حیات خضر پر چھا پا مارون تاکہ صبح سالم شراب کھینچے مطلب یہ ہے کہ ہم کو تونزدگی اتنی فرصت نہیں دیتی کہ فضولی کی ہوس پوری کر سکیں چونکہ حضرت خضر کی عمر فضول پر باد ہو رہی ہے لہذا اسپر بخون مار کر سانس کی ہوس میکشی پوری کرے سانس کا میکشی کرنا شب کو گزار کر صبح کرنا ہے۔

نوشد آگہ از دل گرم کس پسلی کشدم ہو کہ بطعم درآئینہ چون نفس کمر جو ہم نہ پیر حل یہ بات کہی میسر نہ ہونی کہ کسیکے دل گرم سے میری ہوس مجھ تسلی کیا نب کھینچے لی کوئی مجھ تسلی دے اور میرا ہدم میں اب میں سانس کی طرح آکھینے میں تڑپاں اور اسی کو ہدم بناؤں تاکہ وہ پیچھے اپنے جوہر کے پروں کے پیچھے کیونکہ پروں میں گرمی ہوتی ہے اور آئینہ کی تاثیر آتشی ہوتی ہے اور جب آئینے پر ہونگہ ٹرنے ہیں تو زنگ نمودار ہو کر اوڑھ جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ میں ایسا بیکس ہوں کہ ہجر آئینہ کے میرا کوئی ہدم نہیں۔

نہ گوشت کروند آسمان سیر راہ ہر ذرہ خرم گرم تامل نقش پاہر پش پیش نظر کشد

حل فلک کے میری ہرزہ خرابیوں دہواوس کی سرراہ کچھ گرفت کی اب شاید
میرے نقش پا کا تامل اپنی مژدہ میرے پیش نظر کرے یعنی اپنی مژدہ چشم کے اشارہ سے
مجھے شرمائے کہ اسے بد بخت کیا بلکہ کو دچا رہا ہے۔

دل آرمیدہ بخون کشتن تلاش منہبہ عز کہ فلک شش گویا شمشاد ز خلعت اگر کہ
حل کیوں بیٹھے بٹھائے منصب عزت کی تلاش میں دل کو خون میں گھسیٹتا ہے کیونکہ آسمان
اگر خلعت پہنچنے کا تو بچے رشتہ نگو ہر میں نہ کھینچے گا لیکن خلعت نہ پہنچاے گا جو بہنو
میں عرق ہو۔

زلب فیج و فایان کین نی بان ستم ستم حنظل اگر کشی ترازو یکہ شکر کش
حل جوب فیج اور وفا بیان ہے اس سے زبانی جہین کرکیتے کی باتوں کو نہ دے
بڑے ظلم کی بات ہے کہ تو جس ترازو میں شکر تولتا ہے اسی ترازو میں حنظل دیکھ بیٹھا
تو نے وہ تلخ بیہ شیریں۔

نہ بندی او فلک انظر خل طبیعت چشم کہ جو موجم آبلہ یا غم انفعال گہر کش
حل اسے آسمان تو میری وحشی طبیعت کا حائل اس قدر بند کر کہ میرے پائے غم
کا آبلہ جو موجوں کی مانند بڑا ہو اسے گور کا ستم انفعال کھینچے لیکن گور تیکر شہر نہ
ہو۔ مطلب یہ ہے میں نہیں چاہتا کہ میرا آبلہ یا غم قدر ہو جائے جیسا کہ گور
زکال طبیعت شغل بیک رنگ عرض اثر دہم مگر از حیاء عرفے کم کہ مرا ز پرودہ بدر کش
حل میں اپنی شہرندہ طبیعت دسترشت سے کس رنگ کا اثر پیش کروں بجز اس کے چارہ
نہیں کہ اپنی ناکسی کے باعث حیا سے عرق ہو کر اس قابل ہو جاؤں کہ ہم
نہمکوں تاکہ خود حیا مجھے پردہ سے باہر کالے۔ انفعال کیوجہ ناگور نہیں صوف

پرا یہ سے ناکسی بچو۔
بدایقہ کشید اوک در انتظار مراد دل چو سخر نفس مد از کفن ک شگوفہ پر کش
حل جس باغ میں مشتوق کا شہید دل کی مراد حاصل ہونے کا انتظار کھینچے تو حجب طوح
صبح کے وقت ہوا سے شگوفے کھلے ہیں اسی طرح کفن سے سانس اگیلی تاکہ شگوفہ انبیا
کھلے اور اس کو کھل گلیں اور یہ قاعدہ ہے صبح کے وقت ہوا چلتی ہے اور شگوفے کھلتے ہیں
سانس ہوا ہے اور کفن باعتبار سفیدی کے صبح ہے مطلب یہ ہے کہ بیدار مگر بھی حصول مراد

دل رو بہ دل کا انتظار ہے۔

سب جو دور گوش اس عرق نوزیہ نمی نماند
کہ سب او سعی چندین بشارت و امن ترک شد
حل اس کی در گاہ پیچہ کونے میں اس عرق تری کے ظاہر کرنے کی کوشش کر کیونکہ خود
پہنچ ہے ایسا نہ ہو کہ میری چین سنی کو جو عرق ندامت ظاہر کرنا چاہتی ہے و امن ترک
پہنچ دے کی نسبت پیچھے کیونکہ اسب ہم صفت و امن ترین ہے اور اس کا پھوڑا سا سور
اوپر سے کیونکہ گناہ جو و امن ترکی پھوڑا نا پاک ہے اس سے معشوق کی پکڑ
آلودہ ہو جائے گی

نظر سے چوہا نہ دین چہ خیال لیشہ کشیم
نہ شیشم آن ہمہ در رہت کی دم از بستر
حل جس طرح داعیہ کشیدہ خیال میں اپنی نظر کو ٹوٹتا ہے درجہ لیشہ کشی تو لیشہ کشی
ہے اسی طرح میں نے اپنی نگاہ کو ٹوٹا ہے (انتظار کیا ہے) اب میں تیری راہ میں
اس قدر پیچھون کہ آبلے سے قدم آگے یعنی اگرچہ میں تہکا ہوا ہوں اور پاؤں میں
پیچھے چلنے میں گرتی راہ میں چلنے پر متحمل ہوں اور چاہتا ہوں کہ آبلے سے بھی قدم پیدا
ہو جس طرح داعیہ کشیدہ پیدا ہوتا ہے۔

سرو و گہمت نیکبختی کو مانع بیدار طلب
کہ شمع از ہمہ عضو خود قلع آفریدہ و در
حل شراب پیشہ کی بہت کا سامان سارے بیدل کے مانع سے طلب کر جو شمع کی طرح
اپنے تمام اعضاء سے پیدا کرتا ہے اور پی جاتا ہے دروغ کو شمع جذب کرتی بنتی
ہے یعنی عشق الہی جو مانع میں بہرا ہوا ہے یہی بیدل کی شراب ہے اس کو دوسری
شراب کی ضرورت نہیں۔

حکمتہ تقویٰ اہل دنیا منحصر است و امن از لوث ظاہر چندین یا فضا یا صوم و صلوة
و تقویٰ اہل عقبیٰ منحرف نفس از شغل مٹا ہی بطلب درجات و مجاہدات - و تقویٰ اہل
اللہ باز و مشتق دل از غفلات اسما و صفات بیاس ناموس متفرہ ذات۔

حل اہل و شیا کا تقویٰ و امن کو ظاہری ناپاکی سے شرائط پابندی صوم و صلوة کے
ساتھ بچا لے پر منحصر ہے اور اہل عقبیٰ کا تقویٰ نفس کا روکنا نہایت سے واسطے طلب
کرنے درجات مژدوری کے ہے اور اہل اللہ کا تقویٰ دل کا بازار کھانا اسما اور
صفات الہی سے واسطے نگہبانی ناموس پاک ذات کے لیے امن کا مطلوب جناب

باری کی ذات بحث ہے ۵

ذات کرچہ نشاء و سنگاؤ تو رسا است از پرچہ جزا و ست رنج محمود رسا است
لئے ذات پرست از فضولی بگذر اللہ ہی راجیم و رحمان چہ بلا است

حل اگرچہ تیری دستگاہ کا نشاء رسا ہے لیکن بحر ذات الہی کے جو کچھ ہے مخموری کسل
کی تکلیف ہے اسے ذات پرست فضولی صفات سے درگزر جو شخص اللہ ہی
رخداد والا ہے اس کے لئے رحیم و رحمان کیا بلا ہے یعنی جب ذات تک رسائی
ہو گئی تو صفات تک رسائی خود بخود ہو جاوے گی کیونکہ صفات تابع ذات ہیں
فکثرہ فضل حق نعمتے استنبہ حساب گما امتیاز متا غلبت شہارند و فیض ازل جسے است
بے نقاب بہ کو چشم تا عوڑہ بر طراشد

حل خدا کے لئے فضل ایک جیسا ہے اہمیت ہے ہکو اتنی ہی تیز نہیں کہ اس کو غنیمت
دکھو اگر ممکن کیونکہ غلط کی ہی آخر تھا ہے اور فیض ازل ایک بے نقاب حسن ہے اگر اگر
کہاں نہ یکساں تھا کہ دیکھیں ۵

انبیاء عرے نفسہا در نزد و موقوفند کین حقیقت غافلان یہ بخود مخرج شرفند
حل انبیاء و نے مدت تک اپنے نفس اس نزد دین جلیلا یا کوشش کی کہ یہ لوگ حقیقت
سے غافل ہیں مخرج حقیقت ہو جائیں ۵

در عبادتہا است یکسر عرض ترکیب بخود تا درین صورت دے سوسے گریبان ہر شہر
حل عبادتوں میں تمام تراکیب سجد و موجود ہیں تاکہ اس صورت میں ایک
وہ اپنے گریبان کی جانب جھکے یعنی خدا دل میں موجود ہے عبادت سے یہ عرض ہے کہ
غور و فکر کریں مراد فی انفسکم افلا تمہرون ہے ۵

سعی ناموس کرم مصروف این اشغال ہست کاین خزان بپردن چند از غول آدم شہزاد
حل ناموس کرم کی سعی صرف اسی کام میں مصروف ہے کہ یہ گدھے غولی بیابانی
بٹنے سے باہر نکلیں اور آدمی ہوں کیونکہ انبیاء و توحشہ یوں کو انسانیتا ہے
ہی کے لئے مسرت ہوتے ہیں

تمام شوق یکساں غافل کہ دل براہ کہ بخیر اند جگر بدائع کہ شہید نفس باہر مخرج
حل ہم لوگ ہمہ تن شوق ہیں لیکن اس امر سے غافل ہیں کہ دل کسی راہ میں

جگر کس کے داغ میں بیٹھا ہے سانس کی آہ میں جلیق ہے یعنی سب اپنے اپنے خیال میں ایک خدا سے واجب الوجود کے قائل اور اس محبوب ازل کے عاشق ہیں لیکن اول کو ماہیت بالکلمہ معلوم نہیں کہ محبوب حقیقی کیسا ہے اور کیا ہے۔

اگر نہ رنگ گل تو دار بہا مہم ہستی ما۔ سپردہ چاک میں نہا فروغ ماہ کہ بخرا مد
حل اگر سا کو مہم ہستی کی بہا تر سے پہول (حسن) سے رنگ نہیں رہتی تو اس
کستان (دوستی مہم) کے چاک کے پروے میں کوٹسے چاند کی روشنی لہلہا رہی
ہے۔ یعنی ہر رنگ میں تیرا ہی جلوہ ہے۔

غبار ہر ذرہ میفرود شد بجز تائید تپید
رم غزل اللہ بن سیابان سبکدہ کا بیخ
حل اس جنگل کے ہر نون کارم کی نگاہ کے عشق میں جا رہا ہے کہ ہر ذرہ کا غبار خیز
میں نون پنے کا آئینہ فروخت کر رہا ہے یعنی غزالوں کے رم ہی میں تپید نہیں بلکہ
ان کے رم سے جو غبار پیدا ہوا ہے اس کے ہر ذرے نے آئینہ کے تر پشن کی دوکان
کھول رکھی ہے۔ آئینے میں جو موتی ہے جو سکون کا مفتضی ہے مگر معشوق کی نگاہ
کا یہ اثر ہے کہ ہر ذرہ یا وصف حیرت کے پلیدان کا آئینہ بنا ہوا ہے یعنی ایسا آئینہ
فروخت کرنا ہے جس میں تپید لاکھیم صورت نظر آتی ہے۔ نہ اکتاہستہ
ناظر میں نہیں گئے۔

دروغ گل تا بہا از نبل شکستہ داغ ناز
دربین گلستان بلغم امروڑ کجلاہ کہ بخرا مد
حل رنگ گل سے لیکر بہا ز نبل تک کے داغ ناز میں شکستہ ہے بیچہ اب کسی کو
اپنے رنگ و بو پر ناز کرنے کا داغ نہیں رہا۔ سب کچھ حوصلے بہت ہو گئے ہیں میں انہم
جانتا اس گلستان میں کس کا کجلاہ (معشوق) سب کفر ام ناز ہے۔ معشوق کی طرہی (شکستہ)
کلام نے سب کا ناز شکستہ کر دیا ہے۔

اگر امید و فاشا شد بعد آفت ز شکستہ
بابین ہر و برگ خلق آوارہ و ریشاہ کہ بخرا مد
حل اگر کشالی امید آفات ہستی کی دور کرنے والی نوید نہیں تو مخلوق اس سامان کے
ساتھ ہر کسی نہا دیں جل رہی ہے بیچہ دنیا پر طرح طرح کی آفتیں مخلوق اس سہارے پر چڑھی ہے
کہ مگر آئسے نجات ملے گی۔

نگہ بہ چار و چوشتینم ز شرم میاں آگے دو اگر باندہ کے لیے محابا بجا بلوہ گاہ کیہ بخرا مد
 صل اگر نگاہ کو یہ معلوم ہو جائے کہ میں کسکے جلوہ گاہ میں جا رہی ہوں تو جہاں کہیں جاسکے شہنم
 کی طرح پانی ہو کر یہ جاسکے یعنی نگاہ کو یہ بات معلوم نہیں کہ میں شناہ حقیقی کے بھر گلا
 جلد سے کہ تاب نہیں لاسکتی۔

بہرہ در پردہ سنی ماغورا و لام پیشی نگشتی اگر کہ دروہا ہوا سے چاہ کہ میخرا مد
 صل یہ وہ من و مادہ دنیا کے پردے میں غور و اہم کو آگے آگے لئے جاتا ہے تو اس
 تک غیر وار نہیں ہوا کہ تیرے دماغ میں کسکے مرتبہ (دوسری) کی اہلہا ہر جی پہلے دماغ تو
 اسی لئے ہے کہ اس میں اچھا لوح کے مرتبہ وحدت کی ہوا سنا کیونکہ غور و اہم میں پہلا ہی اور یہ
 نہیں سمجھتا کہ دماغ میں کیا شے بہری ہوئی ہے

زواج فلک کے انداز میں حضور اقبال نے نیازی نفس عجیب غبار و اردو میں سپاہ کیہ بخرا مد
 حل اگر تجھے امج افلاک سے اقبال نے نیازی اور حضور کو حاصل نہیں تو اپنی بلند فطرتی
 سے دنیا و مافیہا سے بے پرواہ ہو جانے کو قبول نہیں کرتا تو تیری سانس اپنی جیسے
 غبار میں ہی سپاہ کرتی ہے جو تیرے سامنے جا رہی ہے یعنی سانس کی آمد و رفت (زیر)
 بالکل فصول ہے۔ غبار میں تیرے کسے سو کیا دھوا ہے سانس کے پھلنے کو غبار سے
 تشبیہ دی ہے لیکن توفانیہ غلط ہو گیا ساری عمل میں توفانیہ مضاف ہے مگر اس شعر
 میں باوجود موصول کے ساتھ واقع ہو گا یعنی دسپا ہے کہ میخرا مد ورنہ شعر بے معنی ہو گا۔
 ناظرین غور سے سمجھیں۔

مگر چشم فلک نگاہی سر باغ باوہا اہیل و گرنہ آن برق نے نیازی کیہ گیاہ کیہ بخرا مد
 حل مشوق کی آنکھ سے غلط نگاہی سیدل کی فریاد کو پہنچے تو پہنچے ورنہ وہ برق بے نیازی
 کس کی گہا نس پر جاتی ہے یعنی سیدل ہر چند چاہتا ہے کہ مشوق کی برق نگاہ اسکے
 سببہ تراہستہ کو جلائے مگر وہ بے پرواہ ہے کہی غلط نگاہی سے مکہ عمد متوجہ
 ہو جائے تو پہنچے۔

علیکہ سر ہو احم از ہر یکرت بد آرد نہ جو جوان بہتر سر قدم از سرت بدر آرد
 حل عشق کا وہ چہنڈا جو سر ہو اسے اور ختم ہے وہ تجھ کو مستی کی تمام ہر یکرتی مستی فانی ہے
 ہر ایک مستی حقیقی میں ہے آئے گا۔ نہیں بلکہ جنوں بالوں کی طرح ہزار سر کے ساتھ تیرے

سرسے قدم باہر نکال دیا۔ قاعدہ ہے کہ جب کسی محرک یا کارزار کے لئے چند اکھڑا کیا جاتا ہے تو لوگ جوق و جوق جو نشان و خروشان چار طرف سے نکل کر بندھے کے نیچے جھجھو جاتے ہیں اور سب پر ایک جنون کی اسی حالت طاری ہوتی ہے مگر وہاں سے اگلے میں علیحدہ موصوف اور سر بہوا ختم کسی کیفیت اور حرف ربط یعنی است محذوف ہے۔ یہ موصوف صفت بہندہ اور ازہم بیکرت بدرد اور دوسرے اور بدرد کا فاعل علم اور مفعول بیکرت کی تا مخطاب ہے اور دوسرے مصرعہ میں جنون بدرد اور بدرد کا فاعل اور قدم مفعول ہے۔ بہت ٹیڑھی ترکیب ہے عالی نظر ناظرین حق سے سمجھیں۔

یگر توشیوہ علم و فن پیر میکہ بوسنس کہ ز قید عالم و ہم وطن بدوستان بدرد اور دحل علم و فن کے شیوہ سے گزرا اور پیر میکہ شیخ طریقت کے دروازہ پر بوسہ دے تاکہ تجھے شریاب معرفت کے دوسری پیالے ملا کر دہم وطن دہم امکان کی قید سے باہر لائے بقبول دروطلب سبب کہ غر و جہر خم جنون سبب بدریک خواہد زلت از ادب ہائی بدرد اور دحل درو عشق الہی کے لئے سبب ڈھوڈھ کہہ دیکہ آسمان کا غر و جہر جنون حسب ہے یعنی اس کی ملکیت ہی جنون ہے رہیشہ جنون کی طرح گردش میں رہتا ہے جس دروازہ سے تجھے نہایت ادب کے ساتھ بولائے گا اسی دروازہ سے ذلت کے ساتھ نکال دیا۔ زخیال الفت خانان بدرد کہ شیعہ امتحان نفسہ اگر بدت امان م دیگر بدرد اور دحل اگر باری الفت کے خیال سے باہر کیونکہ شیعہ امتحان اگر تجھے ایمان دینا تو دوسرے دم اس سے باہر نکال دیا۔ سخن کا یہی قاعدہ ہے کہ کبھی پاس کرنا ہے کبھی فیل کرنا ہے۔ (ان ہذا ہو البلاء البہین تحقیق یہ دنیا ایک کھلا امتحان ہے۔

بوقار اگر تہ مسکسری حد را ز غر و سرور کی کہمبا و خفت لا غریب گت جہت بدرد اور دحل اگر تو با وصف حصول جاہ و عورت کے سیکسرتہن یعنی آسکو سبب نہیں بلکہ بہاری جوڑ سمجھتا ہے تو سرور ہی دمال کے سرور سے بچ یعنی غر و زہو ایسا نہ ہو کہ جب تجھے لا غریب کے باعث خفت ہو تا پیر سے تو وہ خفت تیرے جو ہر کمال کی رگ کو باہر نکال دے یعنی تجھے ذلیل کر دے کیونکہ زما کی حالت یکساں نہیں رہتی۔

اثر و فائدہ بدلتا بخار نشہ مدعا نگہے کہ گردش رنگ خط ساعت بدرد اور دحل عاشقوں کی دنا کا اثر نشہ مدعا کے شمار دطلب یا کسل کو عاومت نہیں دیتا یعنی محض

وفا سے دعا حاصل نہیں ہوتا۔ آخر عاشق کہا تنگ وفا کرین واپس اسے ساقی تو ایک غمخور نگاہ سے دیکھ کر سہاری گردش رنگ (دبندل حالت) تیرے سانغرا خط نکال دی گئی یعنی ہر تجھے مقررہ خط شراب پیکر سانغریہ کی ضرورت نہ ہوگی۔

زطوافی کجہ کہ میر سید حضور مقصد آرزو من مسجدہ پیں زانوے کہ سر از در بار آور
حل کبہ کے محض طواف سے کون مقصد آرزو کے حضور پہنچ سکتا ہے یعنی کسکو حضوری مقصد حاصل ہو سکتی ہے پیں میں ہوں اور مسجدہ پیں انود مرا قید ہے وجہ انسان مرا قید کر بیٹھتا ہے تو زانوے کہ رہتا ہے اور سر پہنچے ایسی مسجدہ تیرے دروازے سے سر باہر نکالتا ہے یعنی مراقب ہو نیسے مسجدہ در حال ہوتا ہے مطلب یہ کہ کجا طواف اور کجا مسجدہ۔ طواف سے مسجدہ افضل ہے کیونکہ وہ تقریب کا باعث ہے۔

ندہ تامل انس جان لطافت بدت نشان گرا کیا جامہ رنگا عرق از ریت بدراورد
حل حین والش کیسا ہی تامل کرین مگر تیرے بدن کی لطافت کا آن کو نشان نہ ملیگا اگر کوہار رنگ رنج کا جامہ پہننے تو تیری بلی عرق پیدار کیا یعنی تیرا بدن اس قدر نازک اور لطیف ہے کہ عاشق کے جامہ رنگ سے عرق آجائے گا۔ بس تیرے بدن کی لطافت کا یہی نشان ہے ایضا عفت ہوسا قدر مکشادگان فضولیت کو چورنگا خفتہ و صحت پشاورین بدراورد
حل ہوسا کی پونجی سے فضولی دہیو دگی یا لہو و حب کی دوکان اس قدر نہ کہول یعنی مواد ہوسا میں اس قدر نہ آٹھ کہ رنگ یا خفتہ درنگ پریدہ کی طرح تیری بلی سے پیر کی وسعت و طاقت ہی باہر لے آئے۔ یعنی تمہیں آٹھنے کی قوت ہی نہ رہے کیونکہ فضول کام کا انجام تھک جانا ہے و حضرت سیدل کے کلام میں رنگ کا شرح زیادہ ہے۔

من جمیل از حمطرہات البجارد و م کہ سپہم سرف و بخوابم نہد کہ ز جہت بدراورد
حل میں بدیل تیرے طرہ کے خم سے کہاں پناہ ڈھونڈوں جبکہ آسمان ہی تھا عدم میں ہو کر جا رہا تھا کہ سپہم اپنا سر تیرے خم طرہ کے حلقے سے چڑھ گیا یعنی آسمان ہی تیرے طرہ زلف کا اسیر ہے تو بدیل کی کیا حقیقت کہ اس سے روائی پاسکے۔

جگتہ سار حقیقت از دست مجاز پشنان ہے اصول کوینکا کہ مدح شرف یاد ہست و حسن معنی از نگاہ لفظ شایان ہے اور ان نمبار آدویک عالم پیداو۔

سر سے قدم باہر نکال لیا۔ قاعدہ ہے کہ حرباً کسی معرکہ یا کارزار کے لئے پہنچا اٹھ کر اکیلا جاتا ہے تو لوگ جوق در جوق جو شان و خرد شان چار طرف سے نکل کر جب بڑے کے نیچے جمع ہو جاتے ہیں اور صبراً ایک جنون کی سی حالت طاری ہوتی ہے۔ موصوفہ عداوت نے ابن علی کا موصوفہ اور سر بہرام خرماس کی صفات اور حوث ربط یعنی اساتذہ و تلامذہ ہے۔ موصوفہ صفت بہرام اور ازہم پیکرت بدرا اور وخر ہے اور بدرا ورو کا فاعل علم اور مفعول پیکرت یعنی ماضی خطاب ہے اور دوسرے مصرعہ میں جنون بدرا ورو کا فاعل اور تادم مفعول ہے۔ بہت شیطانی ترکیب ہے عالی نظر ناظرین تہق سے سمجھیں۔

یگر توشہ کو کلمہ و فن پر میکہ بوسن کز قید عالم و ہم وطن بلو سنا تر بدرا ورو
حل عالم و فن کے شہوہ سے گزرا اور پر میکہ دہ شیخ طریقت کے دروازہ پر بوسہ دے تاکہ شیخ شرایب معرفت کے دوسری پیالے پلا کر وہم وطن دعالہ امکان کی قید سے باہر لائے
بقبول درو طبع ہے اگر وہ چرخ جنون حساب بدریکہ خواہد رفت از ادب سنان بدرا ورو
حل درو عشق الہی کے لئے سبب ڈھونڈ دھکیں کہ آسمان کا غرور جو جنون حساب ہے یعنی آں کی صلیت ہی جنوں ہے دہیشہ جنوں کی طرح گردش میں رہتا ہے جس دروازہ سے تجھے نہایت ادب کے ساتھ بلائے گا اسی دروازہ سے دولت کے ساتھ نکال لیا۔
زخیال الفت خانان بدرا کہ شخہ امتحان نفسہ گروہت امان م ویکرت بدرا ورو
حل گر بار کی الفت کے خیال سے باہر کیونکہ شخہ امتحان اگر تجھے ایک دم امن دینا تو دوسرے دم اس سے باہر نکال دینا متحکم کا یہی قاعدہ ہے کہ کبھی پاس کرتا ہے کبھی نہیں کرتا ہے۔ ان ہذا لہو البلاء المبین تحقیق یہ دنیا ایک کھلا امتحان ہے۔

بوقرار اگر نہ سیکسری حذر راز غور و تروری کہ مباح و حفت لاغری گن جمع ہرست بدرا ورو
حل اگر تو باوصف حصول چاہ و عورت کے سیکس نہیں یعنی اسکو سبک نہیں بلکہ ہماری چیز ہے جتنا ہے تو ہنرمندی دکال کے نور سے بچے یعنی مغرور نہو ایسا نہ ہو کہ جب تجھے لاغری کے باعث خفت ہو تا پڑے تو وہ خفت تیرے جو ہر کمال کی رگ کو باہر نکال دے یعنی تجھے ذلیل کر دے کیونکہ زمانہ کی حالت یکساں نہیں رہتی۔

انرو فائدہ بدلقا شخہ زرشہ مدعا تلکے کہ گردش رنگ خط سنا تر بدرا ورو
حل عاشقوں کی رفا کا زرشہ مدعا کے شمار طلب یا کسل کو مدامت نہیں دیتا یعنی محض

وفات سے مدعا حاصل نہیں ہوتا۔ آخر عاشق کہاں تک وفا کریں۔ یہیں اسے ساقی تو ایک حضور
نگاہ سے دیکھ کر ہماری گردش رنگ (تبدیل حالت) تیرے ساغر کا خط نکال دیگی یعنی پیر تجھے
مقررہ خط شرب کبیر ساغر دینے کی ضرورت نہ ہوگی۔

زطواف کجہ کہ میر سب بچھو پرتھہ آرزو من مسجدہ پس زانو سے کہ سر از در بدر آرزو
صل کبیر کے محض طواف سے کون مقصد آرزو کے حضور پہنچ سکتا ہے یعنی کسکو حضور ہی مقصد
حاصل ہو سکتی ہے پس میں ہوں اور مسجدہ نہیں انودہ مراقبہ ہے وجہ انسان مراقبہ کو بیٹھنا ہی
تو زانو آگے رہتا ہے اور سر پیچھے ایسی مسجدہ تیرے دروازے سے سر باہر نکالتا ہے یعنی مراقبہ ہو نہیں
سجدہ دراصل ہوتا ہے مطلب یہی کہ کجا طواف اور کجا سجدہ۔ طواف سے سجدہ افضل ہے
کیونکہ وہ فقر سب کا باعث ہے۔

ندہ نامل نس جان لطافت پذیرت نشان مگر آنکہ جامہ رنگ عرق از سریتا بدر آرزو
حل جن والش کیسا ہی تامل کریں مگر تیرے بدن کی لطافت کا آن کو نشان نہ ملیگا اگر تو ہمارے
رنگ ریح کا جامہ پہنے تو تیرے قابل عرق پیدا کر گیا یعنی تیرا بدن اس قدر نازک اور لطیف ہے کہ
عشق کے جامہ رنگ سے عرق آجائے گا۔ پس تیرے بدن کی لطافت کا یہی نشان
ہے لطافت ہوسن قدر رکشاؤ کاں فصولیت کو چورنگشاختہ وسحت پتلا ریت بدر آرزو
حل ہوسن کی بونجی سے فصولی دبیو دگی بالہو و حسب کی دوکان اس قدر نہ کہول یعنی ہواؤ
ہوسن میں اس قدر نہ آٹھ کہ رنگ باختہ در رنگ پریدہ کی طرح تیری بزل سے
پید کی وسحت و طاقت ہی باہر لے آئے۔ یعنی تجہ میں آٹھنے کی قوت ہی نہ رہے
کیونکہ فصول کام کا انجام نہکس جاتا ہے وحضرت بہدل کے کلام میں رنگ کا
فخر زیادہ ہے۔

من سبیل از خم طرہ اتنا بچار دم کہ سپہم سرخو و خوابم نہد کہ نہ چنبت بدر آرزو
حل میں پیر تیرے طرہ کے خم سے کہاں پناہ ڈھونڈوں جبکہ آسمان ہی خواہم میں ہوں کہ چاہتا
ہوں کہ بیٹھ اپنا سر تیرے خم طرہ کے حلقے سے چھوڑاؤ یعنی آسمان ہی تیرے طرہ زلف کا اسیر ہے تو
بہدل کی کیا حقیقت کہ اس سے رلائی پاسکے۔

مکلفہ ساز حقیقت از دست بجا پر نشان پئے اصول کو بنگاہ صد مشتہ فریاد است و من حسنی از نگاہ
لفظ شایان ہے اور اک بچار آلودیک عالم پیداو۔

را بگری نفس از ہم گداختن است و این را از آتش تیزتری نبرداختن در ایشان بود و دل
دارند اگر نفس کشند صرفاً عافیت نماند و بدائع حیرتے معاضدت اندک اگر مژده برسم
زمنند جز اگر از جگر نماند چندان - پاسے آبلہ دار ہر چند تقسیم دامن باشد اور پختہ خاطر
گر سیالگیر است و پہلوئے نیار یا آنکہ بر سر بنر گل تکیہ زنند از الم کو فنگی ناگر بر حکم نا تو افی
فریاد نشان از نگاہ ممتاز نیست تا زحمت گوش تو را ندیدند و بسجی ناپیدا کی غبار
شان بر صد انجمنیدہ تا تکلیف نیست تو اندر رسید صلح کل و دلچست عجز سے
در طبع ایشان گزاشند و سنا ز عذت ریشہ بر عوشتے در مزاج زبا و کاشند - قمری طینت در

نرک فصول ناچار است و در شتی طبع در خراش و دلہا سے اختیار -

حل ایک بزرگ سے پوچھا یہ کیا مصلحت ہے کہ درویش لوگ کسی حالت میں مخلوق
کے نیک و بد سے کام نہیں رکھتے اور زائد لوگ باوجود ریاضت کے انسانوں کے سزا
پہنچانے کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتے یعنی لوگوں کو تکلیف دینے ہیں اس بزرگ نے
جواب میں فرمایا موم کا کام سانس کی تھوڑی سی گرمی میں کھلیا نا و درو سے کام
تیز آگ میں بی نرم نہ ہوتا ہے درویش درو رکھتے ہیں ان کو نفس کشی میں عافیت
نظر نہیں آتی کیونکہ جیسے دل میں درو ہے وہ کشتن سے احتراز کرے اور نہ ہونے لایسے
دائع حیرت سے موافقت کی ہے کہ اگر ذرا بیک چھٹکین دحیرت میں آنکھیں کھلی رہتی ہیں
تو گداز دل تکلیف کے سوا کچھ حاصل نہ کرے یعنی پاک بھگنے سے ان کو تکلیف ہوگی تا بلکہ
پاؤں اگرچہ دامن میں پٹا ہو مگر کاٹھون کا اعلیشہ و انگیر سے گالین تکلیف ہر چیز رہیگی
اور بیمار باوصف ہونگے کہ پہلوں کے بستر پر تکیہ لگائے مگر کوفت کی تکلیف ضروری ہے -
نا تو انی کے حکم سے ان کی فریاد نگاہ سے ممتاز نہیں رہتی جیسی نگاہ میں خاموشی ہے ایسی
ہی ان کی فریاد میں خاموشی ہے دونوں کچھ فرق نہیں وہ اپنی فریاد سے کسی کے
کان کو تکلیف دینا پسند نہیں کرتے اور انہوں نے اپنے کو فدا کر دینے میں ایسی
سی کی ہے کہ آنکا غبار آواز پر نہیں پٹا تا کہ کسی کو دیکھنے کی تکلیف پہنچے - عجز (خونگی)
نے ان کی طبیعت میں صلح کل کو امانت بنا کر چھوڑ رکھا ہے اور نماز عت و رعت
کا تشبیہ زائد و ان کے مزاج میں بودیاسے - فضولیات کے ترکہ کو دینے میں
طینت کی نرمی کا بد تا ضرور ہے اور طینت کی سختی و لون کو تکلیف پہنچانے میں بے اختیار

ہے یعنی ضرور تکلیف پہنچائے گی۔

درویش کہ وضع کیستہ مغلوبی است * چون کہ میان نصیب و محبوس است
نرا ہر سہم گز کہ خدا ساز کشد از طبع و زشت بحد اش و لگو بیست

حل درویش جس کی طینت مغلوب یعنی عاجز ہوئے کیلئے وضع کیلگی ہے معشوق کے مورے
منیان کی طرح اس کی طبیعتی (لاغر) محبوس ہے یعنی جس قدر رفاغرا و رخصیت ہوگا اس قدر
جناب باری میں محبوب ہوگا۔ یہ خلافت و درویش کے زرا ہاگر رات دن خدا کا ذکر آلا پیے
مگر جو کدھ اس کی طبع سخت ہے یعنی اس میں درد نہیں لہذا اوسکی تسبیح و گلابی ہوگی نہیں بلکہ
کو طر و تکلیف دیگا۔

بطر از دامن ناز او چہ ز خاکساری نرسد نر و آن بہ بلند گز کہ ز سر و دم و عار سد

حل معشوق کے دامن ناز پر ہماری خاکساری سے کیا شے پہنچ سکتی ہے اسکی مژدہ ایسی
بلندی پہنچیں کہ سرور کی گرد سے وہ بالا پہنچ کر یعنی ہم خاکساری سے سرور سے جتنے ہیں اور
چاہتے ہیں کہ اس کی مژدہ تک پہنچیں مگر وہ ان سے سرور کی رسائی تو کیا خاکساری کی گرد
سرور کی دعا ہی نہیں پہنچ سکتی حق یہ ہے ناز کی شے میں حضرت جلال فردوس۔

نگاہ بویہ کہ یہ بیکشتی افغان ہوس نر و بحیث میر سیم شتا عرفے اگر بھیا نرسد

حل بیکشتی نگاہ بویہ و حب مانے دم بہر ہی ہوس نفس کے شرمندہ ہونے کا دروازہ
نہ کھلتا یا (دم بہر کو ہی ہوس نفسانی شرمندہ نہ ہوئی)۔ اگر حیا سے کچھ بھی
عرق آ جا تا تو میں یہ سمجھتا کہ دریا میں تیر رہا ہوں۔ دھو سب مرنے کو چلو یہ کافی
ہوتی۔

بقشائر تنگ ان قفس حج حباب نچر نشستہ م پر صم میکشم از اجل ہر گز نفس بہو اسد

حل میں اس قفس دہلیاز نیست کی تنگی کے فشار میں حباب نچر کی طرح پیٹھا ہوا ہوں
یعنی لڑا ہوا جا پا ہوتا ہوں کہ حباب نچر کا فنا ہو جا نا کھلیا نا ہے اس میں جیسے کار پرائی اجاز سے
نکالنا ہوں تاکہ کھلے سانس ہو تاکہ پہنچ سکے کہ کو کہ غافل ہو ا کے ممکن نہیں مطلب یہ ہے کہ
نفس نے مجھے ایسا تنگ و بار کیا ہے کہ سانس تک نہیں لے سکتا اور فائدہ ہے کہ گلابان
صبح کے وقت ہوا سے کھلتی ہیں مگر سانس تو ہوا ہی نہیں نکلی تو کیا کھلیں گی یعنی میں دنیا یا زلیہ
سے اس قدر تنگ آیا ہوں کہ نہیں مڑتا۔ نہ اس کے پسند ناظرین تمام پہلوؤں پر غور کر سکیں۔

تو نہراکت کا لطف نہ تھا کیونکہ۔
 نہ خزاں فرصت پیششان بہار دا غم و خزان
 سہمہ جاہست نشہ شیطانی کہ نہ دماغہا لوفا
 حل فرصت جو ہر وقت آڑنے کے لئے پر کھینچ جاتا ہے میں اس کے تھار میں نہ بہار کو جانتا
 ہوں نہ خزاں کو یعنی دنیا میں فرصت کم ہے۔ عشق کا نشہ سب جگہ موجود ہے مگر شرط یہ
 ہے کہ دماغ پورے طور پر سہا ہوں۔ یعنی نشہ نشی کا وقت موسم بہار ہی نہیں بلکہ ہر
 وقت ہے مگر فرصت اور دماغ صالح چاہئے حالانکہ دنیا میں انہیں دونوں
 کا کمی ہے۔

نہ زمین باسط عبا رہا نہ فلک دلیل بخارا
 لیسرغ گردنفس کیسے کیجی اسد کہ ہمارس
 حل نہ زمین ہمارے عبا رکھا فرش ہے نہ آسمان ہمارے بخارا کی دلیل ہے گردنفس کے
 سراغ سے کوئی کہاں تک پہنچے گا جو ہم تک پہنچ سکے یعنی ہم ایک ہستی معدوم ہیں۔
 بساں جو خاکساری سے فتا ہو کر خاک ہو گئی ہے محض اس کی گرد سے کوئی کہاں سراغ
 نہیں لگا سکتا۔

دلیلیو بکجا برغم شگفتی و مفلسی
 حشرہ برہم آورم از حیا کہ ہر سہا عبا رسد
 حل لیتو انگہستی اور مفلسی کا رونا کیسے آگے رووے بین حیا سے اپنی پلین چھپا کون پرستہ
 کیواسطے بس یہی قبا ہو جائیگی۔
 ایکشا و حشرہ کرم قسم کہ درین زمانہ پرستہ
 حل رست کرم کے کٹنے کی قسم ہے کہ موجودہ پرستہ زمانہ میں جس دروازہ سے آگے کوئی
 پہنچتی ہے اسپر بند ہونے کی تہمت لکھیں لگ سکتی یعنی وہ بند نہیں ہوتا وہ دروازہ کیا
 ہے وہی رازق برحق کا دست کرم۔

گلزار خا صیت سخا کہ سیاں ہر زوفا
 لفتا وگی شنگہ عصا کہ فتادہ لہوا رسد
 حل کسی حالت میں سخاوت کی خاصیت سے گلزار ہو کو دیکھ کہ کھیتی پر گر کر اپنا عصا توڑ
 ڈالتا ہے تاکہ دوسرے گرسے ہوئے دشمن عصا تک پہنچیں یعنی ابرا پئے کو اس لئے
 کھیتی پر گراتا ہے کہ درخت لگین اور بڑھیں اور انکو قوت نامید کا عصا ملے جب فتادہ
 کی حالت میں ایک کی کیفیت ہے تو جو انسان توانا اور صاحب استطاعت ہے۔
 اسکو اپنی سخاوت سے افتادہ (دون) دعا جزون کو کس قدر سہارا دینا چاہئے۔

ایر کر کچھ نہیں اٹھتا اگر اپنے کرنے سے اور ون کو اٹھاتا ہے۔ نہیں ہکا لگا تا مسلسل بنا
گو یا اسکا عصا ہے۔

پیر کا آڑی شاہ جہان کشودہ در امتحان کہ آبیاری یک نفس سحر بہ نشود نما
صل عاجز ون دابل الد کہ لب سے دعا حاصل کرنے کا تو نے کبھی امتحان نہیں کیا
ان میں وہ قوت ہے کہ ایک سالش کی آبیاری سے سحر کو نشود نہاد لیکھتہ ہیں یعنی ہر

قسم کی تاریکی دگر سکتے ہیں تربت عجزی مدد اقدس رہہ ہوس کہ بخواہ بلہ پار سد
بکین جہد تو خفتہ اسٹ انڈند اعاجری مدد اقدس رہہ ہوس کہ بخواہ بلہ پار سد
صل تری جہد جو منزل مشوق تک پہنچے میں صوف ہو رہی ہے اور کئی کینہ گاہ میں نہایت
عجز کا اثر سوتا ہے جو منزل تک پہنچنے کا مانع ہے تو اب راہ ہوس میں اتنی ہی مدد کہ آہ
پادہ ہی جہد جو اپنی عاجزی سے نادم ہے اگر عالم بیداری میں مشغول ہوتے تو تک
نہیں پہنچ سکتا تو خواب ہی میں پہنچ سکے یعنی انسان خدا سے لگا لے کی کلمہ جہد تک پہنچے میں
عاجز ہے صوف خواب و خیال کے ذریعے سے مشکل پہنچ سکتا ہے۔ اللہ اللہ کس قدر ذرا کثرت

اور یہ سیدگی ہے۔
بقیہ اول ان کف نازنین کہ کشتن خون مرز و میر میز تم آفتد کہ بہار رنگ خسار
صل کون شفاعت کر سکتا ہے کہ مشوق کا دست نازک میرے خون کو قبول کرے یعنی
میں اس کے ماتھے سے قتل ہوں۔ اب میں اتنی مدت تک صبر کا دروازہ کھٹکھاؤں (صبر کروں)
کہ رنگ خاکی بہار آجائے اور مشوق خاکے عوض میرے خون اپنے نگہ لال کر سے لبس لگا
خامی میرا شفیع ہو سکتا ہے۔

سحر شمشہ طربا کہان بہار کشتہ از چرخ چو خیال بیدار اگر کسی زانو نگہ زو بخدا
صل جو لوگ دعا ران اور اہل الدہ طرب حقیقی سے آگاہ ہیں ان سحر شمشہ حصول طرب
چن سے بہار مینوش کی جانب کھینچ لیتا ہے کیونکہ ہمارے مینوشی کا لطف ہوتا ہے پس
اس شمشہ یا موشہ جو شخص بیدار کے خیال کی طرح تیری عمرت سے نگہ رینکا یعنی تیرا ہی ہو رہا
وہ بالفرد خدا تک پہنچ جائیگا یا لے مشوق جو شخص تیرا شیدا ہو گا وہ ضرور اصل الی الدہم گا
کیونکہ العجز قطرة الحقیقہ

عز ان خردش جہان یکتا ستر بابی انہر بہر آرد جزوے انشا کنہ خیر کہ عالمے راز من بہر آرد

حل میآید فروش، چون بماند (دل) پس بگوید: اگر بخرم (پس) میں سرکار سے تو بیخون دہ
 حیرت پیدا کیگا کہ ایک عالم حیرت نمودیدہ سے و بیخون سے نکال دے۔ یعنی میں اپنے فروش کو نہ چاہتا ہوں
 دن دردن فروش کا وہ عالم دکھائیں کہ دنیا کو حیرت میں ڈال دے۔
 خیال ہو جزو فرشتہ انداز عالم دل برون تراندہ۔ چہ ممکن است کہ کسی حیرت بفرشتہ انداز
 حل خیال چہ چو پوچھتا ہے کہ عالم دل سے آکر لیا جائے مگر بن لیا کسا و حیرت کشتی ہی ہی کہ نہ مگر
 ممکن نہیں کہ کچھ وطن سے غریب میں نکال دے۔ یعنی یہاں وطن عالم دل سے خیال ماسوا اللہ چھو یہاں سے

نہیں نکال سکتا۔
 نہ دست بخوردین گلستان کہ فوہا کج و سامان ہوا رنگ گلست ز خالم اگر برآورد حسن برآورد
 جل اس گلستان میں کوئی تخم ایسا نہیں آکا ہننے فوہا کا سامان کیا ہوئی محبت الہی میں ہرگز ہوتا
 پیمانہ میری ناک سے کسی ترے رنگ گل (جمال کی ہوا) (فروا) کہ اگر کمال کا وہ فوہا میں لکھا گیا
 وہاں بھی پودا پھلتا ہی لگا کوئی نہیں سے تم گے کہ کھلتے اور نشو و نما پاتے ہیں۔

نذر از طبع مافیردن تیرہ راز پیشین بر دل کہ رنگ عاشق چو پیکر صبح بر قد زنگ برآورد
 حل عاری طبیعت است اندر گیاهی وابر واز پیش کر نیکی کوہ نہیں کشتی نیلی پرواز لعلی ہر کوہ کو رنگ
 عاشق پیکر صبح کی طرح نمکج کے موافق بہ کائنات ہے یعنی جس طرح صبح جو کج رہی ہوئی ہے وہ دنیا
 میں پھیل جاتی ہے اسی طرح عاشق کا رنگ بہ قدر افسردہ ہو گا اس قدر قد زنگ سے گھٹ ہو کر پھیل جائیگا۔ بدون
 کہ پروں میں نہیں نشان ہوئی ہے مگر یہ از کوہ قوت کھلتی ہے تاکہ پروں میں ہوا سانسے اور وہ از زمین
 کوئی پرنے جتنا بلند ہو جائے گا اس قدر اسکے پروں میں چٹانیں ہوا کی درندہ آواز لکھ جائیگا۔ طلب یہ ہے کہ

عاشق افسردہ گیازین خوش اور سنگداند تیرہ ہے۔
 نہ ہوا جو بہرہ و حیرت قوی است اسید ناو افان سنزد کہ چون اسک دل لعلی ہم چاہد ہم برآورد
 حل نا تو انون کی امید جانی ہے کہ پہلو سے قوی ہے یعنی انکا بغیر سارف جذب محبت پر ہے۔
 بطرح عاشق کے آسودہ و خیز کھلتے ہیں اس طرح لائق ہے کہ جذبہ العت ہمارے قول کو مبنی خود کو
 انحراف سے کسنا ہم سے نکال دے۔

دل تنہیدہ فکر فاشد نذر از تو حیرت مٹائی بل فرشتہ اشک کاش خود را شمع شمع
 حل دل تنہیدہ کو نہایت گدگدائی کہ تیرہ سے رہائی نہیں کاش بطرح روئے روئے کو قوت نہیں ہے
 غلامان سے تیرہ طرح دل کو بھی اشک کی ترشش اس انجمن (ہیما) سے نکال دے یعنی انجمن وں سے

استقامت و سواد و چون کم کم پیکر دنیا سے باہر ہو جائیں۔ یعنی روئے روتے ہی فنا ہو جائیں۔
نہ کا کسا نہ فنا نہ غبار نہ شکار مسہ تعلق
دلیل معصوم قیامت ایں کبر کردہ سر از نقیض
حل ہو نہ خویش فنا کا خاک سیاہ نہ یعنی و خاک کے کرتے خاک ہو گیا ہے اس نیک نکلے تعلق دنیا کا غبار نہ شکار
یعنی پیدا ہو گا اگر پہلو کا تو قیامت آگلی کیونکہ مرد و کاکن سے سرخانا قیامت کے آئینے دلیل ہے ماضی
مردہ ہے اور فنا رائے کاکن ہے۔
باین سر و بیکم غم گزرتک اندر تیرہ فصولی مبادی خون مجید خون ثانی سرست زلفی کبر
حل با مدفاس سامان فقر کے جو کچھ حاصل ہے فقوایات دنیا کی فکر کو چھوڑنا قیمت کچھ ایسا ہو
کہ کس طرح دنیا کس کا بخیرہ نواد ہو جاتا ہے اسی طرح تیرہ سے دلی کک سے خود غانی سرخانی یعنی تو دل
ککین پیکر فرور سے طلب یہ ہے کہ دلی کے پیٹنے سے ہی فروزش کو خود غانی کا خوشی درویش کا سرور
برگ تو یہ ہے کہ اس کے پاس کچھ بھی نہ ہو۔ بزار کا فاعل خود غانی ہے اور سر مطول ہے یہی مبادی کہ خود غانی
شعیر از دلی کک تو سر برآرد۔ ناظرین غور سے سمجھیں۔
تجربہ واضطرار رنگے نادر از اعتبار کبریت چرخ غیر نیست ایں کبریت خود را بزرگ مردون
حل اضطرار کا بخیر کوئی رنگ نہیں کھتا یعنی اضطرار جس سے عبارت ہے وہ خود ہے اور بزرگ سے
تو یہ ہے کہ کبریت کے اعتبار سے غیر کی غیرت اس امر کی مقتضی نہیں کہ اپنے کو مرد و عورت گروہ کا کلام
مطلب یہ ہے کہ گروہ انسانی سے غیر اضطرار سرور ہوئی چاہئے جیسے آفتاب کو کہ خواہ آفتاب الوداد
یا کوسے گروہ کا اس سے صادر ہونا ضروری ہے۔
قدم باہنگر کبریت شرور غایت نیست برو نقد کا لب تہی نماید و میکہ دو دراز وین برآرد
حل کینہ پر حار بنا فروزی عافیت خلاف ہے بند و کی کے شہد سے جب دہوان کھتا ہے تو فی الفور قلب
ہی کرتی ہے مردہ ہو جاتی ہے یعنی کینہ و آدمی عافیت محروم رہتا ہے۔
دماغ اہل صفا چھپنے لہذا اندر خود فروشی سحر خال است کفرش را تہنگاہ سخن برآرد
حل اہل صفا کا دماغ اندر خود فروشی کا کفر نہیں سمجھتا یعنی وہ خود فروشی نہیں کرتے مع اپنی سانس
دہنگاہ یعنی کے ساتھ نہیں کلام ہی نہیں سکتا رہتی ہے اور دنیا میں خود فروشی کی مفاتی بھی جاتی ہے۔
شہر از اسباب چند لوش صفا کا اندر تجرد مجاہدہ ہے عرا تہ کمال مار از تجلیت سر برآرد
حل عرا تہ یعنی صفا کے ساتھ تہ ہوا ہے کہ وہ قدرت جب میری تصویر کھینچا ہے اور اس کو قلم کے ساتھ
کہ کلام کی ضرورت ہوئی ہے تو آئینہ سے صاف کرتا ہے یعنی جھڑھ میرے رنگ میں کہ ورت ادھی نہیں

اس طرح آئینہ بین بھی نہیں پس کس کیلئے بختہ ہی کی ضرورت ہے۔
 نفس بیدار یا بیدار اندک نکر عالم بیدار چوتھم رستم اسیر کمرنگ از سونہ بیدار
 حل بین اپنی سانس کو سویا کر کے ساتھ گلارے ہوں ہائے بیدار تو بیدار حال اور کیا چھتا ہے اس قیدی
 پر جوت ہو کر شمع چاہے سے اپنا رنگ نکالے یعنی جگر سے بین جل رہا ہوں اور بین نہ رہتا۔
 نگاہ عالمی بوضع خود فرزند است از احتساب نادانی غفل اوقات کس نباش رہا ہے سرگرم آتش دوست
 بوعظ دم سرور آب تکلف میاش اگر نکست اثر سے وار و صرف و زنا و خود کن تا پیش مردم ہر خور
 ہر انباشی را گر تاجہنت، رسالت بکشا و نقد و نیش پر داز تا جلاحت دیگران غراشی بہ پہا رحمت۔
 کہ تا قوس طبع از ورق گردانی لیلی و ایام تحصیل شے لال کمال یعنی لالی ابرو بعد رسال ہوتواند
 گردید و گردن طبیعت را بگردش ساغ و آہ از حصول نشاء بزرگی دشوار کہ طفل لکھ در ہزار قرن
 بہیری بخوابد رسید۔

تو کاغذ نیش کن اینجا توئی درمن نیگیند
 گریبان عالمی دارد کہ درد امن نیگیند
 بیگناہی است ریلے تار و پودے نیازی
 کہ در آغوش چاکلیا بجا سرور نیگیند
 گر قلم نہ بار کیش خود نشو و ناسر کن
 بساط آرائی تار تو در گلخن نیگیند
 تکیہ علی صبح الی وقت اشارہ کیفیت است از حضور اسیت حق کہ آن نشاء ثبوت دوام ندارد
 مگر بعد دم مطلق و قریز آبادانیت همان کیفیت موقوف بقدر و انشاء است وہمان نشاء مستحکم
 سناغ و احوال و افعال۔ اگر وہ ہے کہ از روز تحقیق بہر عین نشاء ہند از دور و قریب دماغے نرمانیدہ
 حصول نشاء در طبیعت تاکہ تو ہم کردہ ہند و ہوسے گل را در مزاج ہوا برنگ کردہ بہر جنس طراوت
 ظهور در نفس تکالیف شرعیہ جائزہ میمانند از بخر دی برفخ آن میگوشتند و بان کہ رونق بستی
 در حفظ مراتب آداب شاہد ہے غایت از رنگ حیا آزادی میفرود شد۔ غافل کہ این بکشت گوا
 چه قدر خونہا فروہ تاغض آدے بے بستہ است و این یک نفس نسیم چه مقدار در غلبہ کوشیدہ است
 تا بکمال جہا ہے پیوستہ۔

حاصل تکیہ عالم اپنی وضع (فطری حالت) میں خوش ہے تو نادانی سے احتساب لینے میں بیکار
 غل اوقات منت ہو چلا تو نادان کج کی فطری حالت بچھے معلوم نہیں تو کیوں نہ کھا یا خواہ یا ناظر
 اوقات بنتا ہے اور ایک جہا آتش سودا (اپنی دھن) میں سرگرم ہے تو اس آتش پر اپنے وعظ
 کے دم سرور سے تکلیف کا پانی مٹ چو لک کہوں کہ وہ آگ ٹھنڈی ہونے والی نہیں اگر تری سانس

(اُسی وقت ہمیں کچھ یاد رہے تو اسکو خود اپنی بھائی میں صرف کر دینی اپنا واضح ہے تاکہ تو لوگوں کے سامنے
 یہود و نہایت نہو۔ کیونکہ جب تو آپ اپنی اصلاح نہیں کر سکتا تو دوسروں کی کیا بنا کہ اصلاح
 کر لگاؤ دفعیعت و دیگران را نصیحت۔ اگر تیرے ماضی میں رسائی ہے تو اپنی ہی گھر کے کھولنے
 میں مشغول ہو نہ کہ تو اس ماضی سے اور نہ کاظم تہ فطیلہ۔ ناہر ہے کہ ماضی میں بیعت والو کو کور
 دن کی ورق گردانی سے تفصیل شدہ کمال محال ہے معنی وہ کمال کے مشے کر کھجے کی قابلیت
 ہی نہیں کہ تو ظلال ابرو سو برس میں بھی ماہ کا مہینہ برس نہ گذارو کو در طبیعت والے کو محض ساغر واز
 (اُسی وقت) کی گردش سے بزرگی کا لٹا و حاصل ہونا محال ہے کیونکہ طفل اشک ہزار قرن (ایک قرن
 بارہ سال کا ہوتا ہے) میں بھی پورے ایک سو بیس سال تک نہ پہنچے گا۔

حاصل تو یہ کہ کام کر کے نہ بیان حق پرستی میں نہیں سمجھتی یعنی تقیم اور فحش کیا مطلب ہے بیان گریبان کا وہ
 عالم (حالت) ہے کہ پیر میں نہیں سمجھتا ہی چلا جاتا ہے۔ بیان گیتانی سے بیہ تیار ہے۔ پس
 تار و پود کو اسرار ہے کہ چاک کی مثل میں سورن کا سر نہیں سمجھتا ہی سورن چاک سے پیرا ہے۔ پس
 ٹوس کس کو اپنے وعظ کی تلقین کر لگا اور کس کس کا چاک سلگا۔
 میں بول کر تار ہوں کہ تو نہ بہا رہے تو اپنی آگے اسکی نشو و نما ختم ہو چنچا۔ بھاشا میں تیری انگ کی
 بساط آرائی نہیں سمجھتی۔

لی خ اللہ وقتہ اخیریت حضور احدیت سے ایسی کیفیت کا اشارہ جو شہوت و دام کا نشہ نہیں دیکھتا
 مگر سرور مطلق پر یعنی اس کے لئے ہے جو ذات احدیت میں فانی ہو جائے۔ تیز زاد احدیت میں ہی
 کیفیت تجرہ انشال میں مصروف ہے۔ (صوفیوں کا عقیدہ ہے کہ انسان ہر وقت بدلتا رہتا ہے۔
 ایک حالت پر نہیں رہتا) اور یہی نشہ ساغر و احوال و افعال کا مضمون ہے۔ جن لوگوں نے فحش و
 سے گھونٹ نہیں پیا اور دماغ دور یعنی تک نہیں پہنچا یا یعنی اس دور شراب کے قابل نہیں
 بنایا۔ وہ حصول نشہ کو درخت انگور میں اور بوئے گل کو ہوا کے مزاج میں گمان کرے کہ میں لانا
 نہ انگور کے درخت میں نشا استہ نہ ہوا میں خوشبو۔ خوشبو تو در حقیقت پھول میں ہے۔ چہ کہ
 دماغ میں پہنچاتی ہے۔ ہر چند پھول کی طرہوت تکالیف شرعیہ میں دیکھتے ہیں مگر بعض ایک
 دیکھتی ہی کہ میں اور باوصف اسکے کہ ہستی دنیا کی رہا تو جہل و ابلہ آداب میں دیکھتے
 میں مگر دنیا بیکرا و کی کہ ضرورت نہ کہ ہے میں ہی انہوں نے ازداد کی دوکان کھول کھی ہر ادراہی
 میروا بہ انفع دیکھتے ہیں تکالیف شرعیہ سے دیکھتے ہیں۔ اس غافل میں کہ اشریت خالص کیا

خون بہ بڑا گرا کر ادا میت کا وجود ماننا محاسبہ اور چوکرا ایک سالہ سے ضبط کا کالیف میں گشتی کرنا
 کی ہے جب کہیں جواب کی شکل پیدا کی ہے مطلب یہ ہے کہ انسان کی عظمت ہی تکلیف ہے
 پورا کالیف شریعت ہے جس کی گواہ جب کہ ان میں بھی ظہور الہی کا جلوہ ہے

جمع از پیشین نخواهید آنگاه

بیشمارا رسیده انرف فروغ طشت خورشید و ساغر آبشار

میرزا فخر الدین میرزا علی قزاقی جیلانی

بسم الله الرحمن الرحيم
 کوہ پیر واز پیر کا ہنس

تاکو زنده خاک جاده شرع
گرچه منزه اند مگر ایند

حل ایک نگرہ ہے۔ اپنے آنکھ (حالت) سے آگاہ ہیں وہ اپنے نزدیک آسمان پر ہیں مگر درحقیقت

انہوں نے اپنے ظرف و فروغ کو سہارا دیا اور کم فہم ستارہ سے تکیہ کیا۔

بی نہیں پہنچایا اور اپنے زعم میں طہارت بخور شدیدا اور ساغواہ ہیں۔ شہر خج کے فرزند کی

طرح چھلنی کی گنج خراچی میں اپنے کو بادشاہ کا سہم و نصیب سمجھتے ہیں وہ قطرہ شبنم کے برابر ہیں

اور بہادر پیراٹ فیہ واسے گمانس کے پستے ہیں یعنی محض اسے حقیقت میں ہیں اور اس پر کو بہت چڑھ کر ہنسنے لگے

وہ چٹکا، اہ شریعہ کی فاک ہو جائیں گو ہمیں منزلِ نجاتیں نگر نگاہ ہیں

نشد که شکار و شتر و پهل و سرود و فسون
بزمین و فلک و زمین و فسون و فسون

حاصل شد تا بدین حد بود که در حقیقت با یکدیگر شعله بر سر دل پیرانیا افکون و هم گریه - این زمین پر

تجربہ کار پرورن وہ جنوں پیدا کروں گا کہ جنوں علی پیدا کرے گا۔

چند روز بعد از آنکه اینک به این فرستاد

ملک، مصلحتاً اگر بتناہین خود سے (پروٹ و حواس سے) خالی اور بے ہوش ہو کر رہے تو

نے سب کو بڑھائی کیا۔ نہ خود بچا، نہ کوئی کہ ان زیادہ کر کے مرطوب باہر سے کہ مرض چھیننے والا ہے۔

حقیقی و حاصل بنیان برآورد -

بنیال که در میان مردم است و در میان مردم است که در روز اگر کسی شتره کار بفرماید کند

عقل و شوق کی گزشتہ چشم کے خیال میں ایسا پہنچاں میر سے غبارِ دین سے رُفہ ہو رہا ہے (کھونٹا)

ان کا نام تھا رنگ بے سود و کھاتی سپہ سالار کے لئے تو وہ جس سے میر سید غبار کو دیکھ کر کافور شامک بھی

علماء و مشائخ و علماء

بجز احتیاج نماند از این که در بعضی نشان
که مباد آن کفر نماند و نشانی
حل دل نماند از آن که در بعضی نشان
که مباد آن کفر نماند و نشانی
سے زخم کشته شود و در بعضی نشان
که مباد آن کفر نماند و نشانی
بجز احتیاج کی یادگار ہے۔

بچین زبونی دست دل خداوند
که سر آگوش هم نماند ستون کند
حل با وصف اینکه کبر دست و دل
عاجز ہے اور میں کسی کام کا نہیں بھیجی اپنی امید کی
صفتوں سے نرسند ہوں کیونکہ اگر میں اپنی امید نہ نکالیں دو گنا تو وہ اسکو نرا گھروں کا

ستون نماند گیسو ہوس امید کی کارستانیان تو یہ مگر ہوتا ہوا خاک کب نہیں۔ گنبد
کف پا جو ہم بچین شو و تر شاخ عرش پر شود
روان چنان چنان کہ علاج ہمت
حل یہی کہ نہ ہمت کا کون علاج کرے کہ نہ بکفٹ کفٹ پاکو میثانی کا عروج اور زینت خاک

کو عرش برین بنائی ہے۔ اے کایا جانا اور ایسا ہو جانا ہے ہمت دون کا کون علاج کرے کہ نہ
نفسانہ ساز چلاؤ نہ ترانہ مایہ نشینے
بفسونہ پردہ گوش پاکو امید نہیں بدولت
حل نہ زمانہ نہ جلالت کا سامان ہے نہ ترانہ خوشی کا سرمایہ ہے پس پردہ گوش میں نشین
درم کھنڈے امید کیا بندہ غفلت نکال سکتی ہے یعنی ہم خدایا دین ماسوا سے غافل
ہیں کوئی تو یہ بات نہ بھگو خوش نہیں کہ نہ سکتا۔

نروم ز قہر شکست سر پہ ترو ہو س و گھر
کہ نہال خشت سید گل اور شبنم کند
حل میں اپنی قسمت خشک و تر پہ قانع ہوں کسی دوسری ہوس کے تر دکی جانب نہیں جانا
کیونکہ میرے بخت سیاہ کا پورا گل آدھری ہو گا تو لہذا ہمارے شبنم مار گیا پس میں اپنی موجودہ

حالت میں خوش ہوں کیونکہ بخت بد نصیب ہوں نہ۔
چمن چتر پہ علم کہ خواب رشخہ خاش
بتا قلم کبر افگندہ سقراط کہ نگون کند
حل میں بیدار کی حیرت کا چمن بنا ہوا ہوں (مرد ویر ہیرت میں ہوں کہ اسکی قلم کے رشخہ

کا ویر چتر پہ علم کہ خواب رشخہ خاش
بتا قلم کبر افگندہ سقراط کہ نگون کند
چہان کی فضا ہمار غفلت زنگیں کھٹا دار
نہایت ہمارے اندر کہ حل قلمش دارد
حل شو کی ترکیب پڑھی ہے میدان جنوں یعنی ایسا جنوں جیت جہان خرمی بہار غفلت (دارد)

کا فاعل اور جہان جنوں مفعول ہے یعنی معشوق کی ترگیں سرور ماست بہار غفلت بہت

برائے ہوں اپنے فیض میں رکھتی ہے بہار کی موسم میں عاشقوں پر ہونے طاری ہونا ہے اور ہونا
میں آنکھ میں لگتی مگر چونکہ یہ جنوں بہار غفلت سے جو غور و زنگس سرور سا کا اثر تھا اس پر ہوا
سہے لہذا غفلت ہی کا جنوں دنیا کے سر پر جن کی طرح سوا ہوا ہم ہر جن کو سے خواب ناز میں
میں اور ہمارا غل جیسے ہم سوئے ہیں گراں متاع ہے۔ مطلب یہ ہے کہ معشوق کی نشیلی
آنکھ نے دنیا کو مزہوش کر کہا ہے۔

چونکہ قبولِ اثر فرماں خاں گل میکند صفا
فلک روز عبا عالم بیزیا کو کاشتر وار
جل جب قبولیت کا اثر آتا ہوا جانا ہے تو خاک سے صفا لگتی ہے آسمان دور و زنگے لئے ہمارا
عبار جی تیرے پاؤں کے نیچے رکھے تاکہ اُس سے خاک اُسے اور اس ذریعے سے ہم تیرے
قدوں سے لگیں اور پاؤں ہوں۔ تقریباً یہی مضمون غالب دہلوی نے کہا ہے۔

مشہد عاشق سے کوئی نہ کہتا ہے
کشاوند نقاب کان میں لیکر سارا
کشف رباب ہر ایک حسرت پاؤں تھا
کہ نگہ ہر گاہ میں کشتارِ محبت و دربارِ باش
حل پیش (عقل) سے نقاب امکان کے بند کا ہونا آسان نہ سمجھو۔ کیونکہ اس ملکستان
میں ہر گل اپنا رنگ دوز باش (نیر سے) کے احاطے میں رکھتا ہے کہ مجھ سے الگ رہا کسی
حقیقت معلوم نہیں ہو سکتی مطلب یہ ہے کہ کوئی نہیں سمجھ سکتا کہ امکان کیا چیز ہے اور کسی
پیدا کرنے میں صنائع حقیقی سننے کیا حکمت رکھی ہے مصرعہ ثانیہ میں دارو کا

فاعر ہر گل ہے اور رنگ مفعول ہے۔
بگو و صدمہ و شست و شست لکھ قد چرخ رسانیا
سراز نفس و حقن تباہی بخود رسید لاس
حل تو جھل اور پہاڑ کے گرد و درتا ہے کیونکہ چرخ سا کامر تب نہیں پاتا یعنی شے اپنی جگہ کا جو حرکت
رہا ہے اور اک نہیں ہوتا حالانکہ عاجز ہو جانا بھی رسائی ہے کیونکہ وہ دامنِ شتا سے توجہ
شتا سے تفت نہ تو سانس کے جلانے (تسلسل) سے سر نہیں پھیرتا حالانکہ چرخ سا خود منزل

مقصود و تک پہنچ جائیگی تلاش میں نہ ہے۔
خیزد ز تویر و پر کہ نشانِ چرخ در صفا لایا
مہر و مکروہ جہاں رسان شش و انداز
حل نہ کشیوں (زاد ہوں) کے مکہ سے خند کہ اور انھی ظاہری صفائی کے ذریعے میں نہ ان جہ
ریشوں (پول اور عریض ڈاڑھی والوں) کا گڑوہ و مضبول و براز رکھتا ہے یعنی یہ کارِ سراپا خاست
میں انکا مضبوطی جوں و براز میں (تھرا ہوا ہے)۔

نہشتہم از لباس پیش رو و کوفتہ از پشت رو
 بنامش پیش رو و پشت رو و در پشت رو
 جلوسین لباس (تعلق دنیا) سے باہر نکالیں۔ کیسا لفظ درستی ہے۔ یعنی ضمن کوئی
 انھوں کا لباس نہیں پہنا سکتا۔ خاموشی میں ہی بیٹھوں۔ کاساترہ طرح کی خاشاکا زین
 رکھتے ہیں۔ یعنی ہر طرح کی حالت میں ہر قسم کے شکار سے بچیں۔
 خطا سے بچیں۔ شکار میں ہر قسم کی غلطی سے بچیں۔
 لغتہ اشراہام زینچہ و جہیزہ پانچاٹھ تھہ کہا جاتا ہے مثلاً اشراہ و غیرہ۔

حل اسے بدل تو نکلتی سرور کی نگاہیں علمی پرستش کرتا ہے۔ دیکھیں یہ شخص خود
 ہستی پر اس طرح ٹھکے ہوئے ہے۔ پیچیدہ کہیں کی جانب۔ یعنی خواہ ہستی کی سبب
 پرستش کو جسے ہر جہاں سے اس کا کچھ بھی نہیں چلا کر۔ آتش سے پیٹ نہیں ہو سکتا۔
 نگاہ معنی باباں تختہ اسرار از اس کے حامل لطیفہ و اشکاف سے نہروار لکھ کر معانی نکالتے۔
 در بافتہ کہ وہ دل مابین دو عدم لفظ معہست و در دازین معیت اختیار رہا۔ اور خوب معین
 فہم پروردہ و دارا کے حقیقت میں و توئی بہت سنگم تیرہ اوں۔ در تیرہ غیب و اطلاق را باشارت
 احدیت منسوب کر دے۔ نہروار اسطر و در این تیرہ از شہادت اضافی بنام تیرہ و احدیت پروردہ۔
 حل مجیدہ دان کی کتاب سے جو لوگ معنی پاسنے واسنے میں انہوں سے تامل کے لئے
 سے ایک لطیفہ نکالا ہے اور فکر کی چپستان یا پھیلائی سے خاص معنی دریافت کئے ہیں کہ
 دو عدم (اعمال) جہر عدم سابق و عدم لاحق محیط سے) ان کے مابین (مہتی امکانی) کا تعلق
 صرف لفظ معہست ہے اور اور اس معیت سے رہا۔ اور خوب (آفرینہ دار، آفریدہ شدہ) کی
 امتیاز یعنی متغیر و توانی کا سمجھنا اور توانی کی حقیقت پانا سہو۔ تیرہ کے کم سے غیب مطلق
 کے تیرہ کو احدیت کے اشارہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ (خدا تعالیٰ کی وہ معیت گویا اشارہ
 احدیت ہے) یعنی احدیت کے سوا کوئی شے مابین دو عدم موجود نہیں اور اس نتیجہ کا ظاہر
 جو ہے کے لئے نسبت شہادت سے واحدیت مراد لی ہے۔ یعنی احدیت اور واحدیت میں
 کوئی فرق نہیں صرف ایک نسبتی فرق ہے۔ معنی صلیح اللہ و قہار کی جانب اشارہ ہے۔
 یعنی دو عدم کا مابین بھی معیت واجب الوجود کا ایک وقت ہے۔

حق میگوید نہ منی انزل شہم
 یکنانی منی کرد غیبی دو عدم
 آندہ لئے شمار لائقین احد
 جوشی مع از میان بفرض دو عدم

اس قدر آشوبانی ہوں کہ ہم چھوٹے ہو کر تیار سے باہر ہو جائیں یہی روئے رہے ہوتا ہو جائیں۔ ہر بار
 زخم کا کساد ہونا اور غبار کا گستاخ تعلق **وہیں صبح قیامت آئیں کہ ہر ذرہ سرکار لعل**
 محل پر شخص فاکاؤں کا رہتا ہے میں وہاں کے کرتے چاک ہو گیا ہے اس سے پہلے تعلق دیکھا ہوا ہے سرکار
 میں پیدا ہوا گا کر یہ ہو گا تو قیامت آئیں گی کہ ہر ذرہ کا کہن سے سرکار قیامت کے آنیکہ دلیل ہے ماشاء
 اللہ جب اور غبار کا کہن ہے۔

بایں سرور بگم کہ ترک اندیشہ و فصولی **مباد چون بچہ خون نماں سرست ز دلق کہن**
 محل با پس اس سامان فقر کے جو فقر حاصل ہے فصولیات دیکھا ہو کہ یہ بچہ قیامت سمجھ لیا ہو
 کہ جو طرح دلق کہن کا بچہ نو دار ہو جاتا ہے اسی طرح تیرے دلق کہن سے خود دلقی سرکار لعل یعنی خود تو
 کہن پر بچہ نو دار ہے مطلب یہ ہے کہ دلق کہن پہنچنے سے بھی درویش کو خود دلقی کا نقشہ درویش کا ہو
 برگ تیرے کہن کے پاس کچھ بھی ہو۔ ہر ذرہ کا حاصل خود دلقی ہے اور سر مغول ہے یعنی سادہ کو خود دلقی
 شل بچہ از دلق کہن تو سر بارہ ناظرین خود سے سمجھیں۔

بچہ از دلق کہن تو سر بارہ ناظرین خود سے سمجھیں۔ **چہ غیرت آئیں کہ غیر خود را زنگہ و زون**
 محل اضطرار کا بچہ زانوی رنگ نہیں کہتا یعنی اضطرار جس سے عبارت ہے وہ غرور سے اور ہر رنگ سے
 تو اسے غیرت کے اعتبار سے خبر کی غیرت اس امر کی قطعاً نہیں کہ اپنے کو مرد و عورت کہہ سکے کار
 مطلب یہ ہے کہ گرہ انسانی سے خبر اضطرار اس زون ہونی چاہئے جیسے آفتاب کو زور خداد آفتاب ارادہ کر
 یا کرے کہ گور کا اس سے سادہ ہونا ضروری ہے۔

قدم باہنگ کینش زون غایت نیست **نقش کا لب تہی غاید و مسکند و زون**
 محل کہنے پر جاہ از دلقی عافیت کا فہم بدوق کے سنہرے جب دیوان نکلتا ہے تو فی الفور غالب
 تہی کرنی ہے کہ وہ ہوجاتی ہے یعنی کیند و راوی عافیت سے خود رہتا ہے۔

و جان اہل صفا چہ لب انداز خود فروشی **سحر خالی است گم گشتی است گاہ سخن برآرد**
 محل اہل صفا کا دماغ انداز خود فروشی کا فرش نہیں پھیلتا میں وہ خود فروشی نہیں کرتے صبح اپنی سانس
 دینا کہ جن کے ساتھ زمین کا لٹی لٹی ہوئی سنگت رہتی ہے وہ دیکھتے خود خود کسی عافیت چھلکاتی ہے۔

عبارت باب چہ لہ شد صفا کا آئین بچہ **بجاست عریاں گم مارا ز جلیت برآرد**
 محل اہل صفا کے عافیت کے ساتھ عریاں ہوا ہے کہ بعد قدرت جب میری آغوش میں ہوتا ہے اور اس کو فہم نہ تھا
 کہ وہ کی غرور تہی ہے تو آئین سے صاف کرتا ہے یعنی جو طرح سے رنگ میں کہہ دیتا اور عافیت بیاہ

اسی طرح آئین میں بھی نہیں پس اپنے بچے کی خدمت سے اس کی ضرورت ہے۔
 نفس بصر یا کسی اور قسم کے زوال کے لیے اس کی ضرورت ہے۔
 حل میں اپنی سانس کو سوساں کے ساتھ گلا رہا ہو اسے تبدیل تو یہ حال اور کیا ہو چاہے اس کی تندی
 پر جوت ہو کہ مثل شمع چلتی ہے دنیا و ملک نکالے یہی جنگ و جدل میں جل رہا ہوں اور میں غرتا۔
 نگاہ سے عالمی وضع خود خرمندہ از احتساب نادانی غل اوقات کس لباس۔ چنانچہ سرگرم آتش ہست
 ابو خادیم سرور آب تکلف لباس۔ اگر نفست اتر سے دارد عرف ایشا و خود کس تپش مردم ہر ذرہ
 و رہا شمی در گرا نماند۔ یہ سہا است کشتا و قدحہ خویش بر د از تاج حجت دیگران بخراشی۔ یہ سہا است
 کہ ناقص طبیعت از ورق گردانی لیلی و ایام تحصیل نیست کمال محال است اجزا ہلال ابرو بعد سال فوٹا
 گردید و کون جلدیت را بگردش ساختا و از بدولت نشاء و بیوگی دشوار کہ طفل الشک در ہزار قرن
 پیری خواہد رسید۔

تو کا خوش کن اینجا توئی در من نمکیند
 گریبان عالمی دارد کہ درد من نمکیند
 بہ کشتی بہت ریلے نامرودے نیازی
 کہ در آغوش تو کاسک اینجا سر سوزن نمکیند
 گھر تو بیمار ہمیش خود نشاء و فاسر کن
 بساط آرائی نامرودے در گلن نمکیند

ناتمام لی صبح اللہ۔ حقہ اشارہ کیغی بہت از حضور ایت حق کہ آن فشا و ثبوت دوام ندارد
 مگر مرد و مطلق۔ در تیز آرا د حدیث همان کہیت مصروف بقدر و اشغال است و همان نشاء و فاسر
 اسرا و احوال و احوال۔ مگر وہ کہ از ہر تحقیق جہ غلظت نہاد از درو رفیق دما سے نہ سمانیدہ
 جوہر نشاء و طبیعت تاک کہ ہم کردہ اند و ہر گے گل را در ازاج جو ابرنگ آوردہ ہر چند نظر آو
 ظہور در شفق کمالی شریعہ داشتہ میکانہ از ہر خردی بر رخ آن میکا و مشند و بان کرد و فوٹا
 در حلقہ مراتب آو آب نشاء و فاسر۔ زمانہ از مرکب جہا آزادی میفر و مشند۔ غافل کہ این یکشت۔ کا
 جہ قدحہ و ہا نور و ناقص آو۔ یہیے بستہ است۔ دین یک نفس لیسیم چہ مستعار در فکا و شفاء است
 تا بطل جہا یہ ہوستہ۔

حل ایک عالم اپنی وضع (ظہری حالت) میں خوش ہے تو نادانی سے احتساب لینے میں کیا
 غل اوقات است ہو چھٹی تو نادان کی کی ظہری حالت تجھے معلوم نہیں تو کیوں انکھا یا خود یا غل
 اوقات بتا ہے اور ایک جہا آتش سودا (اپنی دھن) میں سرگرم ہے تو اس آتش پر اپنے وعظ
 کے دم سرد سے شکایت کانی مت چو کہ کہ وہ آگ شمشادی ہوئے والی نہیں گرتی اس

اُسی وقت ہمیں پھر آخر سے تو اسکو خود اپنی رہائی میں صرف کر یعنی اپنا صاحب بننا کہ تو کو گونگے سامنے
 یہود کو ثابت نہ ہو۔ کیونکہ جب تو آپ اپنی اصلاح نہیں کر سکتا تو دوسروں کی کیا خاک اصلاح
 کر گئے خود فضیلت و دیگران را فضیلت۔ اگر تیرے ناخن میں رسائی ہے تو اپنی ہی گرہ کے کھولنے
 میں مشغول ہوتا کہ تو اس ناخن سے اور کون کا زخم نہ چھپیلے۔ ظاہر ہے کہ ناقص طبعیت والو کو کمزور
 دل کی دردی گردانی سے شخصیں مننے کمال کمال ہے یعنی وہ کمال کے مننے کو سمجھنے کی قابلیت
 ہی نہیں رکھتے مثال یہود سوزن میں بھی باہ کمال نہیں ہے نہ کہ اور کو درد طبعیت والے کو غصہ ساخاوار
 (اُسی وقت) کی گردش سے بزرگی کا نشہ حاصل ہونا محال ہے کہ نہ کہ طفل اشک ہزار ترن (ایک قرن
 بارہ سال کا ہوتا ہے) میں بھی پورے سال تک پہنچے گا۔

حاصل تو اپنا کام کر کیونکہ یہاں مٹی سے تونی نہیں سمائی یعنی پتھر اور لٹیکے کیا مطلب ہے یہاں گریبان کا وہ
 عالم (حالت) ہے کہ یہ سوزن میں نہیں سماتا یعنی چلا جاتا ہے۔ یہاں بھینٹا لی سے بے نیازی کے
 تار و پود کو ایسا ربط ہے کہ چاک کی لعل میں سوزن کا سر نہیں سماتا یعنی سوزن سے چاک پیرا ہے۔ پس
 تو کس کس کو اپنے وقت کی تکلیفیں کر گئے اور کس کس کا چاک ٹپک گیا۔

یہ قول کرنا ہوں کہ تو بہار ہے تو پڑی آگے اسکی نشو و نما خاتم کو پہنچا۔ جہاں میں تیری آگ کی
 بسا ط آرائی نہیں ملتی۔

الحمد لله وقته! احیاء حضرت سے ایسی کیفیت کا اشارہ جو ثبوتِ دامن کا نشہ نہیں ہوتا
 مگر معدوم مطلق پر یعنی یہ کہنے لگے ہے جو ذاتِ احیاء بن نانی ہو جائے۔ تیز آوازِ احیاء میں ہی
 کیفیتِ تجد و مثال میں مصروف ہے۔ (صوفیوں کا عقیدہ ہے کہ ان جودتِ بدلتا رہتا ہے
 ایک حالت پر نہیں رہتا) اور یہی نشو و نما احوال و افعال کا دستور ہے۔ تہ جن کو گونگے نے مٹھ لیا
 سے گھونٹ نہیں پایا و دریاغ دور یقیں تک نہیں پہنچا یا یعنی اس دورِ شراب کے قابلِ پند و
 بنایا۔ وہ حصولِ نشہ کو درختِ انگور میں اور بوسے گل کو ہوا کے سراج میں لگا کر تہہ پہنچا دیا
 نہ انگور کے رخت میں نشہ تہہ نہ ہوا میں خوشبو۔ خوشبو تو در حقیقت قبول میں ہے نہ کہ ہوا
 و جامع میں پہنچا تو ہے ہر چند کہ ہوا کی حرارتِ نکالیدہ شرعیہ میں دیکھتے ہیں مگر بعض اوقات
 دیکھتے ہی کہتی کہ میں اور باوصف اس کے کہ ہستی دنیا کی رقوقِ حلالہ اسب اداب میں دیکھتے
 میں گازی یا بنگر آراؤ کی کہ فرخت کرتے ہیں یعنی آہوں آراؤ کی دوکان کھول لگی۔ پراخی
 جہاں اپنے طبع دیکھتے ہیں، نکالیدہ شرعیہ سے بچتے ہیں۔ اس کے خلاف میں کہ اگر شہت نہ لے گیا کہ

۴۲

نہ جرحہ دل ناتوان خیال تہم نشان
کہ مبادا تو کف نازین تو نش سایہ درخشان

حل دل ناتوان کرم کا عشق کی خیال کو بھی بتا نہ دے گا۔ ایسا تو کہہ دے کہ نازین تو اپنے فسوں
سے تہم کو مٹا دے اور ہر خون گھر دے کیونکہ میں جرات دل کا مٹا نہیں چاہتا

جو عشق کی یاد گار ہے۔

بہنیں زبونی دست دل صنائع خرم
کہ سیرا گرش ہم ہزار شاہ مستون کند

حل ایہ صاف ایسے کہ ہزار دست دل عاجز ہے اور میں کسی کام کا نہیں بھجی اپنی امید کی
مستون سے شرمندہ ہوں یہ کہ اگر میں اپنی امید کو نہ خرابی دوں گا تو وہ انکو ہزار گمروں کا

ستون بنا دی گئی ہے ابھوس امید کی کارستانی تو یہ گہ بہتا ہوا خاک ہے نہیں۔

کف پا عود ہمیں شوخ و تنگ خاک عرش پر تو
روان چنان و چین کہ عروج بہت

حل میری کہ نہ بہت کا کون علاج کرے کہ یہ کجعت کف پا کو پیشانی کا عروج اور تنگ
عرش پر میں بناتی ہے۔ اسکا ایسا چاہا ایسا ہو جائے بہت دون کا کون علاج کر سکے۔

نفسانہ ایسا اور تیرا نہ مانع عیش ہے
بغسٹو تیرا گوش چاہے امید بندہ پر کند

حل نفسانہ تیرا دولت کا سا مانع ہے نہ تیرا خوشی کا سراپا ہے میں پردہ گوش میں خوش
و کرم کہ ہے کہ یہ کیا بندہ غفلت نکال سکتی ہے یعنی ہم نے کیا یاد میں ماسوا سے غافل

میں کوئی تیرا نہ ہو خوش نہیں کر سکتا۔

نرویز قہر قہر تیرا تو ہوس کر
کہ نہال بخت سیہ گرا اور شہنشاہ کند

حل میں اتنی قسمت شکست و تیرا قہر ہوں کسی دوسری ہوس کے تیرا کی جانب نہیں جاتا
یونکہ میرے بخت سیاہ کا پورا گل آؤر بھی ہو گا تو یقیناً جو شہنشاہ بخیر میں اپنی موجودہ

دلت میں خوش ہوں کیونکہ کجعت بد نصیب ہوں۔

بہن خیر یہ کہ کھامیہ رنج و غمش
بتا تو کہ ہر آفت گد سیر قطرہ کہ نگون کند

حل میں یہاں کی جیت کا چمن بنا ہوا ہوں (حد درجہ جیت میں ہوں کہ کسی قلم کے رشتہ
اب جس قطرہ کو سرنگوں کرے تو یہ قلم میں گہرا بلکہ گہرا ہے

ہاں قہر بہا غفلت نہ کر گسٹا حلا
نہیں جو توانا ہم جو غمش و غمش دارو

حل شری کر گیا ہوں جیسا ہوں بھی بسا ہوں جیسے جہاں خرمی بہار غفلت (دارو)
داخل دو زبان جنوں مغفول ہے یعنی معشوق کی نگرش سب سے بہار غفلت بہت

بڑا بیہوش اپنے قہر سے بہن رکھتی ہے بہار کی خوشی میں عاشقوں پر بیہوشی طاری ہوتا ہے اور بیہوش
 میں آنکھ نہیں لگتی مگر چونکہ یہ بیہوش بہار غفلت سے جو محمود و زکریا سرور کا کار قہر کا گہرا پدا ہوا
 ہے لہذا غفلت ہی کا بیہوش دنیا کے سر پرچم کی طرح سوا کوئی بہم نہیں ہوسکتا خواہ غلام میں
 ہیں اور بہار غفلت جیسے ہم سوئے ہیں گراں مشاع ہے۔ مطلب یہ ہے کہ معشوق کی فحشلی
 آنکھ سے دنیا کو مدبوہ کر رہا ہے۔
 چو نہ قبول ان تر فراسم تر خاک گل میکند حمام **فلک روز عباد را گم بزمیا کو کھانہ وارو**
 حل جب قبولیت کا اثر آگیا ہو جاتا ہے تو خاک سے جنا لگتی ہے آسمان دور و زہر سے لے ہارا
 غبار کی تیر سے پاؤں کے نیچے رسکتا ہے اُس سے خاک کے اور اس ذریعے سے ہم تر سے
 قدسوں سے لگایں اور پاؤں میں ہوں۔ تقریباً ہی مضمون غالب دہلوی نے لکھا ہے۔
 مشہد عاشق کو سون چو لگوئی ہو حنا **کشد دیند نقاب کجانی پیش گیساز**
 حل پیش (عقل) سے نقاب امکان کے بند کا کھولنا آسان نہ سمجھو۔ کیونکہ اس ممکنہ
 میں ہر گز اپنا رنگ دوز باش (نیر سے) کے احاطہ میں کہتا ہے کہ مجھ سے الگ رہو کسی
 حقیقت معلوم نہیں ہو سکتی مطلب یہ ہے کہ کوئی نہیں سمجھ سکتا کہ امکان کی کیا چیز ہے اور اس کی
 پیدا کرنے میں صنائع حقیقی نے کیا حکمت رکھی ہے مگر حنائیہ میں وارد کا
 فاصل ہر گز ہے اور رنگ مفعول ہے۔
 بگر و صد و شش و دو رشتہ کج تقدیر عجز نہائی **سرا ز نفس حق بی بخود رسید ملائی**
 حل تو جگلی اور بہار کے گرد و زنا ہے کیونکہ عجز رسا کام تر نہیں پاتا ہی ہے اپنے اپنے کا جو حقیقت
 رسا ہے اور کس نہیں ہوتا حالانکہ عاجز ہو جانا بھی رسائی ہے کیونکہ وہ ماننے شائے تو حد
 شائے تست ہو تو سانس کے بلا سے (نفس) سے سر نہیں پھیرتا حالانکہ عجز رسا خود منزل
 مقصود تک پہنچ جائیگی تلاش میں ہے۔ **وضو و مکروہ حجاب شیان بزار نشانی**
 خزانہ و میر و قریب کدیشان **وضو و مکروہ حجاب شیان بزار نشانی**
 حل زہر کشیوں (زنا ہون) کے مکروہ سے خد کا اور داخلی غلامی صدفائی کے قریب میں نہ آئے جہاں
 ریشوں (طیل) اور عریض ڈاڑھی والوں کا کھوہ وضو قبول و بزار کہتا ہے یعنی یہ کار سرا پا نجاست
 ہیں انشاء وضو ہی بول و بزار میں لکھا ہوا ہے۔

جل خدائی خالی کو نہا ہے کہ میں نہ ازل ہو نہ نابھ ہوں (کیونکہ اس سے تعین و تکلیف لازم آتی ہے) میں تو شاکست پر سے لا بہین احمد ہوں۔ میری یکتائی نہ وہ علم کا خیال کیا پس نصیحت درمیان سے عدم فرض کر کے جو ش زن ہوئی۔ یعنی پھر میرے کوئی شی موجود نہیں دو عالم کا تہ وہی فرضی اور اعتباری ہے۔

نکستہ صحبت داناد عالمیکہ معموری سوادش بشا غفلت سے عطیہ غیبی۔ و سوانت ہونا در غفلت کہ آرائش او بکدرت بسیار است۔ غیبیت بہت لاریجی۔ جہاں نے فکر تن پروریا مردہ بہت ماحصل زندگی کر اہنت و غافلے در تنگخیز خود پرستی افسردہ۔ سرما می از جنگ طبیعت بجا بہت۔ درین آئین نہ بجوم تاریکی دلہا شمع روشنیت ہواں کرد و از غلبہ انوار طیار ہم رنگان بہم غیب توان آورد۔ اینجا بودا شے ثابت غیبت دودمان کمال است و سوسہ حرص و حسد خشک پیراں خیال۔ تا چشمہ التفات بہم کشودہ آبر و سوسہ مہرے کہ نہ نازند ریختہ است و تالیف محویت ہوا غفلت باز کردہ آید شہرازہ اذلائے کہ نہ بہتہ نہ غیبیت جمعیت پایش از تفرد قدوم اندوہ و کلفت و اختلاط پایش از جہاںی مایا یاس و نداشت سازفتلو تا سر لوٹ شکوہ محمد وزیر۔ بہتہ جہتو حاصل کرد کہ برین افسردہ پیر جہتیک عثمان جہت توان یافت از ساز تفرد آہنگ ای مقام نمایاندہ شید و در صحتیکہ تنہا اقلتہ توان کرد از شاخ و شستہ حصول این انجمن غیب توان ہمید۔

حل دانائی صحبت الیہ عالم دنیا میں بجا سواد غبار غفلت سے معمور ہے یعنی سب غافل ہیں ایک عطیہ الہی ہے اور عارفوں کی موانعت الہی (امی دنیا) میں چنگی آرائش بسیار کہ کدرت سے ہے یعنی سب شدہ اندوہ۔ اے یہ سوسہ میں ایک یقینی لوٹ ہے ایک جہاں تن پروری کی فکر میں افسردہ۔ بہتہ زندگی کا حاصل کہتہ نصیب ہے اور ایک عالم خود پرستی کے شے میں افسردہ ہے طبیعت (فرض) کے جنگل سے کستہ رہائی تیسرہ ہے۔ ایسی روش میں دلوں کی تاریکی۔ کہ جہم سے شمع کا روشن ہونا ممکن نہیں اور طبع کی سبب اتفاقی۔ یہ بظاہر کوئی کوئی باہم نہیں لائے (اتفاق طبع) سے پلوں کر گئی کوئی نہیں ملا سکتا) جو اہل اللہ سے طبع موافق نہیں ہرگز بہاں طبع کی ناپائی داغ کمال کا دھواں ہے جو غیب کمال کے داغ تو پرتیاں کوئی ہے جہنگ غیبت۔ یہ کوئی کمال نہیں ہو سکتا اور جس دھند کا دھوسہ چہرا میں چلا گیا ہے (گو کہ وہ) یعنی نکلیضہ دہنے والا ہے

لکھتے ہیں کہ انھوں نے کتبہ حضرت علی (ع) کو لکھا و حاصل نہیں ہوئی ہے اور لکھا کہ
میرا وقت کسی بات میں نہ لگاؤ اس لئے اخلاص کا شیرازہ ہو و حقیقت ہاں دعویٰ نہیں کیا گیا تھا
یعنی حکمران کی جانب سے نہ لکھا گیا تھا۔ یہ نہ اس لئے ہوا کہ وقت و اخلاص سے پہلے نہیں لکھا گیا

تھے۔ یہ نہ لکھا کہ وہ اور کا وقت تھا۔ اس پر بھی تو کسی میں اور باوجود اخلاص کا جہاں سے پہلے ہی پاس
اور نہ وقت کا سرمایہ میں لکھا گیا کہ اس کا سرکار و زمانہ نہ لکھا گیا کہ اس کا وقت نہ لکھا گیا۔ یہ نہ لکھا گیا
کی نسبت لکھا کہ یہ کا کا وقت ہے۔ اس صورت میں اگر اس پر جو وقت کا قہار ہو سکتا ہے
اس وقت کے قدر دار۔ اے وہ اس کے سامنے نہ سمجھتا تھا۔ یہ نہ لکھا گیا کہ اس کا وقت
الہی کی پابندی کا ہے اس کا وقت اس کے نتائج سے ہو گا۔ ان وقت سے پہلے جانتا تھا۔

مطلب یہ ہے کہ موجودہ حالت میں اگر کہیں اہل اللہ اور عارف پاسے جاتے ہیں تو
یہ اتفاقی اور ایک نہ لکھا۔ اس وقت و زمانہ و مواقع اور جو وقت اور وقت میں مبتلا ہے۔
درجہ ان وقت اور وقت کے آدم کم است۔ باز رہا صنف آدم آدم خرم کم است
حلی و دین میں آدم کی قدر و قدر مخلوق سے کم ہے۔ یہ آدمیوں کے گرو دین وہ

آدمی جو خرم اسرار و وقت ہو کم ہے۔
ہو و اس وقت کے مزاج و مزاج ان وقت
حلی زمانہ کے مزاج میں اس کی پویا نامکس نہیں شاید اس میں سے اس جانب ہو کم

اس عالم میں تو اس کا نام ممکن نہیں۔
یا چین میں ہو کہ عالم غرقہ و زمانہ است
حلی بار صفا ایسی وجہ کے کہ عالم اس کے ٹوٹان میں غرق ہے مدت کی پیشانیوں میں

نہ کا اتنا کہ یہ یعنی دنیا حرات حرص و ہوا میں مبتلا ہے۔ یہی نہایت نہیں ہوئی۔
بسکہ مدت و ہم و ہمیں نفس و زہدیت
حلی لوگوں نے اپنے نفس کی حبیب میں تلواریں پار کی ہیں۔ یہی نفس و نفس کر رہے ہیں تو

بہت زخم جاسے جو کہ گریہ کر رہا ہے۔
نہ وقت کے لئے وہ ان کے لئے ہے۔
حلی جو بہت ناگوار جو اس کا ایک نقطہ ہی کافی ہے۔ اور نہ ہی خواہی اگر کہ میں ہوں وہ بھی کم
انرا دل ایسی پیش کم و زخم و زخم و زخم

حل دینا میں پیش و گم کا شور ابل جی سستہ سستہ کچھ راج میں جو چکر سے سستہ زیادہ
کیا وہ زیادہ اور چکر سے کم کیا وہ کم سستہ دنیا کا پیت نہ زیادہ سستہ بھرتا چکر سے کم
سستہ بھرتا چکر سے کم سستہ

چکر سے کم سستہ بھرتا چکر سے کم سستہ بھرتا چکر سے کم سستہ بھرتا چکر سے کم سستہ
چکر سے کم سستہ بھرتا چکر سے کم سستہ بھرتا چکر سے کم سستہ بھرتا چکر سے کم سستہ
چکر سے کم سستہ بھرتا چکر سے کم سستہ بھرتا چکر سے کم سستہ بھرتا چکر سے کم سستہ
چکر سے کم سستہ بھرتا چکر سے کم سستہ بھرتا چکر سے کم سستہ بھرتا چکر سے کم سستہ

کا کام سے پس انداز کو پوری کیا سستہ بھرتا چکر سے کم سستہ بھرتا چکر سے کم سستہ
وہ چکر سے کم سستہ بھرتا چکر سے کم سستہ بھرتا چکر سے کم سستہ بھرتا چکر سے کم سستہ
چکر سے کم سستہ بھرتا چکر سے کم سستہ بھرتا چکر سے کم سستہ بھرتا چکر سے کم سستہ
چکر سے کم سستہ بھرتا چکر سے کم سستہ بھرتا چکر سے کم سستہ بھرتا چکر سے کم سستہ

بودا چکر سے کم سستہ بھرتا چکر سے کم سستہ بھرتا چکر سے کم سستہ بھرتا چکر سے کم سستہ
چکر سے کم سستہ بھرتا چکر سے کم سستہ بھرتا چکر سے کم سستہ بھرتا چکر سے کم سستہ
چکر سے کم سستہ بھرتا چکر سے کم سستہ بھرتا چکر سے کم سستہ بھرتا چکر سے کم سستہ
چکر سے کم سستہ بھرتا چکر سے کم سستہ بھرتا چکر سے کم سستہ بھرتا چکر سے کم سستہ

چکر سے کم سستہ بھرتا چکر سے کم سستہ بھرتا چکر سے کم سستہ بھرتا چکر سے کم سستہ
چکر سے کم سستہ بھرتا چکر سے کم سستہ بھرتا چکر سے کم سستہ بھرتا چکر سے کم سستہ
چکر سے کم سستہ بھرتا چکر سے کم سستہ بھرتا چکر سے کم سستہ بھرتا چکر سے کم سستہ
چکر سے کم سستہ بھرتا چکر سے کم سستہ بھرتا چکر سے کم سستہ بھرتا چکر سے کم سستہ

نرسید و اس کی تو بہ نظام غم سیکھنے
 حل ہادی ہمت کا دامن کسی سیکھنے تک نہ پہنچا جو غم میں مبتلا ہو کر فریاد کرتا ہے۔ چہنچہ
 ایک مانتھ دیکھتے ہوئے کو بے کمر تو دے کی ہلرے زمین پر ہنگامہ ہے یہی کوئی کسی کی ہلرے

اور فریاد کی نہیں کرتا ہے غم غم گھٹا
 سرور فرحت است اگر ہی سہو غم گھٹا
 حل آگاہ ہوئے کہ فرحت کا سامان گہنگوی غنڈہ شاہ اس طرح جلادیا ہے جس طرح سالس کی ہلرے
 کے چرخ کو ہمارے شوب کی فسانہ کوئی میں ج۔ ہے۔ یعنی ہم فنوں کی جھک بار رہتے ہیں کہ سیکھو
 بخاری ہانت کی سیکھنے کی فرحت نہیں جیسے سب غافل ہیں۔

غمز تمیز کی عاقبت نشو و نما منت کر
 حل آسایش کی بے تیزی کا غم ہوش کے لیے ندامت نہیں بتاتا یعنی بھو آسایش کی تیزی اور
 جس ہی نہیں ندامت کسی۔ میں آرزو سے رہا سرور ندامت سے بھل میں نہیں کھینچا لگا کر

تیسرے کوٹوں۔ آسایش تو بچا گیا حاصل ہوگی آسایش کی سرسبائی نہیں رہی۔
 بھونیکہ تیسرے شمشاد شمس کندہ چھان گشتان
 حل جس جہالت میں عشق کی تاج اشارہ چھان گشتوں کا امتحان کرے۔ نیاسے گندہ کیا جنوں

سب سے پہلے چریں ہی کا۔ تریں سندھ جو کہ گیا۔ یعنی سستیجہ ہوا شہید نیل ہی ہو گا۔
 تیسرے شمشاد شمس کندہ چھان گشتان
 حل سالس سندھ ہال و پر کے کوہ گئے ہیں یہود و تہ و ما۔ کیا کتاب درستی میں یہ اظہار نفس افروز
 اور منتقد ہے اس کے پر گہل نہیں سکتے اب میں آ۔ پتہ درخت شہتہ امید کو گرہ میں وقفہ کروں
 گر شرط یہ ہے کہ سالس سندھ شمشاد کا اوان میں چھان گشتوں تاکہ کرہ کیلئے کی امید ہی نہ ہے کیونکہ میں

ہر طرح ایوں ہو گیا ہوں۔
 بہتر کو چھ شمشاد شمس کندہ چھان گشتان
 حل میں ہر کوئی میں دور اور ہر قسم کے ترانے (لوگوں کی باتوں) سنیں مگر فہم نہیں آتا۔ اب چھ شمشاد
 کی اگر کہ چہ ترانہ لوگوں کے سالس کے نیست نہ تک پہنچ جائے۔ یعنی نیست نہ توانی کی رگت تک نہ میں
 پہنچا کہ میں خود گشت نہ شمشاد شمس کندہ چھان گشتان
 غم نہ گشت نہ شمشاد شمس کندہ چھان گشتان
 چھ شمشاد شمس کندہ چھان گشتان

حاصل این زندگی که چو شمع کاغذ آگاهی کی گردن بر نه نال - آئینه پرسان دم کجای
 تو هم که چو شمع چو شمع آئینه کمالا هو جانیگا - یعنی زندگی کو تو نور گشتا تو زندگی کے چهرے
 کیا تو یاد دانی ہے لب اور گس آگاهی پر الزام فصول ہے کہ وہ چتر ہے -

کشتا چو پتیا کی چتر بر ترانہ سبب اشتر - بقدرت پریم الفکر کہ ہو اور وہ باز نفس
 حل کجای بالی طرح بر ہے اثر ترانہ کاروان کجول پسے لب کو اس قدر کج کہ سانس سے وہاں
 کجایا سے سرنی خاموش رہے یا کج کہ زندگی تمام ہو جائے - یہ قاعدہ ہے کہ کسی شے کے وہاں
 یا چتر ہے سبب جو او عین موتی ہے نکاتی ہے -

نکتنہ شیا کو عالم از در شہ تیہا کو ہمار سیت آفتہ لب بری آرد بر گولی بازی گرد و
 ہر شوقی نیگہ ستانہ افعال در مینوردد - اینجا ہے کہ درت دسلہ عین اقبال اشتر
 را بار ناپسندی اگر سخن نگر دو کر است - و سبب عبار آئینہ کہ فیض نقاباش نقیہ متهم
 سید کاری بر نہایک - کہ کلفت ناقبولہا سخن را در خاک می نشاند و صرف جملت کجاشتر
 نادر را در ننگ غلطان اگر افہام خلایق جادہ کی نمیبود و خامشی را چتر سے خود و اگر انور
 بر طبع فطاعت و کاشت و کشت بر جہت تقضیل نمیداشت - شکایت این درد کجایا
 برد و اطمینان اندوہ بر کہ باید شمرد -

حل عالم کی طبیعت حقین سے پہاڑی ہوئی عین جو بات لب پراقی ہے واکو کی
 ساقی کشت جانی ہے اور شوق جس شے کی متہید کرتا ہے شرم کی اسکو لیت دینی
 دنیا میں ایسا ہے کہ درت دل کے اقبال کی برکت سے ناپسندی کا دوبار سخن ہے اگر
 نہ چہرے کے کو حاصل ہے اور ایسا ہے عیار آئینہ کے فیض تقابل سے سانس سید
 کاری سے متهم ہو کر سینی سے باہر نہ نکلی کہاں ہے - ناقبولی کی گرد کلفت سخن کو خاک
 ہونے لاتی ہے اور ہے اثری کی ندامت کا اثر نالہ کو آواز میں غلطان کرتا ہے - اگر قسم فانی کی
 کار سے چٹائی تو خاموشی کو تر جیم ہوئی اور اگر انسانی اعتراض طبیعتوں کی خالص ہونین
 تو گشت نشینی صمدت پر فضیلت نہ کشتی اس دور کی شکایت کہاں بیخانی اور اس نقیہ
 کا نام کہے سا - دنیا میں سے عند سلیہ ہمو اسے دگر - مشکوہ - مرد کا سے نوایہ
 شور زانم درین عین یارست - گفت خاموش را نہ بسیار است - عالم فیضی یا فروغی
 از توانا سے ہر نگاہ پرست +

حاصل کیا، پھر اس نے اپنے وہ سرست پہنوا است شکایت کی کہ اسے نو پھر اس میں کچھ شکر
نہیں رہا ہے۔ جو اسے کچھ چھپا رہا گو کہ وہ بہت ہیں اور عالم اس جنسی سے ہوا ہے۔
اور کان انہی پہنچ رہا آوازوں سے پھر میں۔ میں شکایت و فصول ہے۔

نکستہ حصولِ نعمت کہ الٰہی ہے۔ سلطنتِ مگر سنگی خیال بہت وسیع بلای زلالی جمیدیت سے وسیع
نکستہ الٰہی سراب خیال۔ بلال نماز خود ہی نگہ دار آئینہ داری آفتاب، سرسبز و صاف
تانبہ جنگی سفال، بر بنیاد علم، آشفنگی از موج گوہر بخند، تنہا، دریا، آفتاب، جنگی، مستعد
دور کشی ہم پر ساند و آئینہ بانگ کس پر واز باطن آسمان را فکرم بگردانہ بدینا سے خالی یک۔
قابل پر کردنی و چاہا ہے لہر یک دست فقر و غنیمت گدازینا سے جسکو اگر چاہو۔ سرکار، رو بہ
از استقامت، ریاضت، است و کدورت، ناک، دل اگر آئینہ وارہ فکر و بے یقینی کا نہ نکستہ
بغیر فقر دست از شفقتِ خدا، دگر کشیدن، مکان، نیست، آدمی ملک بر بنیاد و حین دامین
از غبار افعال، جبر، بستی، قدرت، مال عروج نکشاید، غلو و معصومہ در ہر حال مستعد و بدین حال
است و امتلا و در حقیقت اوقات مادہ غشایان و افعال۔

حاصلِ نعمت، کمالِ عرفان کا حاصل ہو تا پھر فائدہ کشی کے خیال ہے اور زلالی جمیدیت کے سراب
ہو تا پھر وہ وسیع نہ مٹی الٰہی کے خیال کا محض دھوکا ہے بلالی سے جنگ ہے۔ اپنے کو خالی
نکستہ آفتاب کی آئینہ داری تک نہ پہنچا (جاننا آفتاب کے نور سے منکس اور مستغنی ہوتا ہے)
سبھی جنگی جنگی سفال کی مانند ہو جائے موج گوہر کی آشفنگی و در بنیاد کر سکتی ہیں، موج
نہیں بناسکتی۔ بنایا شش سنگی کی ایک سافس میں دریا کے چرہ اپنے کی استعداد و جمعی
سے اور آئینہ تہریں پر واز اندوہی میں آسمان کو نکستہ کر جانا ہے۔ (آئینہ میں آسمان کا
عکس نہ لگتا۔) تمام خالی طرف پر کرنے کی اور تمام لہر پر ساندہ خالی ہو چکی، فائدہ
میں جہم کی گزشتہ ان کے سبک روی کے پھر پھر میں تو یہ ریاضت کی مدد سے۔ پھر اور دل
کو در بنیاد اگر آئینہ کی مانند صاف ہو جائیں تو پھر یہی فائدہ کشی سے فقر کے نہیں۔ سے رہا
باز رہا حکم نہیں۔ آدمی فرشتہ نہیں بن سکتا اور غبار افعال سے راسخ نہ ہو سکے گی کہ
سے بہت قدرتی عروج کا بازو نہیں کہول سکتی یعنی تعلقات سے بچنے میں باطنی ترقی حاصل
نہیں ہو سکتی دل بیل و دست بکار رہنا چاہئے۔ مدد سے کا خالی رہا ہر حال میں نکال۔
کچھ پھر مستعد رہنا ہے اور شکم پھر حالت میں پیشی (مستعدی اور گرائی کا مادہ ہے۔)

یہ دنیا کی بہت سی نیکیاں ہیں۔ گنج آوری دارۃ دار اور اقل انصاف حکم اکثری حل بیان کیے۔ خالی خزانہ جمع کرنے کا سرمایہ ہے کیونکہ کم عدد کو جب صفرا دیا جاتا ہے تو وہ بڑھ جاتا ہے مطلب یہ ہے کہ قناعت سے دولت حاصل ہوتی ہے۔ فیض خواہی دروداع الفت اغنیاء کوش چون صفائینہ لکیر و جہان دگیری حل اگر تحصیل فیض چاہتا ہے تو دل سے ہر قسمی الفت دور کر لے گی کہ شغل کر۔ جب تیرا آئینہ صفائی قبل کرے گا تو خود تجھ میں اور ہی جہان نظر آجگا۔ معصہ خالی کن بر اوج عزت معنی در ہست پیرون از دکان باؤ تو این منبری حل معہ خالی کر (تاک لذات ہوا) اور عزت صرفان الہی کی بلندی پر آمادہ (دوئی) کی

دکان سے یہ منبری باہر ہے۔ آتشہ استخیر از نخلت تن پروری ملکشی دیوار پرورد دل از تعمیر خاک۔ اسے خیر از نخلت تن پروری حل تو خاک کی تعمیر (تن پروری) سے رو سے دل پر دیوار کھینچ رہا ہے۔ اسے خیر اس ندامت سے عرق عرق ہو گیا کہ جب دل کے سانسے تاریکی ہو گی تو وہ نظارہ نور خان سے محروم رہیگا۔

نکاتہ تاکہ پر شکست خود نہ بستاند راہ جنگ عالم برہریت کشادہ است و تباہی طاقت نہ شکستہ خراش ہزار خاں پریش جگر کا وہ ضعف اختیاری سپرے است در دفع مایات اضطراب و شکستہ پریشیاری حصار سے از رنگ باران آفت خمار۔

حل جب تک تو اپنی شکست (کسر نفس) پر کمر نہ باندھیں گے دنیا کی لڑائی کا وارزادہ نہیں کہلا رہیگا اور جب تک تو طاقت کا پتہ اپنی آستین ہی میں نہ توڑ لیا کر تم جگہ کے چیلنے کو نہ اڑاؤں گی خراش آمادہ رہیگی۔ ضعف اختیاری دفع بدبائش اضطرابی کے ملنے ایک ڈھال ہے یعنی تو ضعیف بننے کا اختیار رکھتا ہے اور نزول حوادث میں مضطر ہے یعنی وہ تیرے اختیار میں نہیں اور ہوشیار رہنے کا شکستہ آفت خمار (مستہ) کے سنگ

باران سے بچنے کا ایک قلعہ ہے۔ بصرہ خون کی گلی گلی نیراز خورشید قاتلش منہ پریشانی حسرت کی قہر گشت کمالش حل میں ہوں اور میری پریشانی حسرت ہے کہ موقوفہ کمال کا مقصد کم ہے تو اپنے نفس پر جا۔ نے کی حکمت تک ہی کی طرح پہنچاؤ خیر کی زبان سے جی قاتل اپنی زبان

سے نکل کر نیکو نہیں کہتا بلکہ جھوٹی زبان پر کرتی ہے جس کا قتل ان فاضل اشعار ہے۔
 ستم ستم دوق گزشتہ نشت غبار کو چہ عیانی
 حل - کو چہ عاجزی کو تیرا گزشتہ نشت غبار کو چہ عیانی
 بدن میں چون نہیں رہا تو پاؤں کا آبلہ نوز گزشتہ پانی سے غبار کو چہ عیانی
 بہار یا ستم گشتی زندہ ہم پر در عافیت
 حل - ستم گشتی کی ہزار امیدوں کے ساتھ اب ہم آسائیں گے روزا سے پر جا کر ہمیں طرح گشتی کو آسائوٹ
 جلا کر ناریکے دامن میں ڈال دیتا ہے یعنی اب یہ یاس ہے کہ ہم پر ظم نہوگا۔ جب کام ہی تمام ہو گیا
 تو ظم کیسا۔ حالانکہ عاشق ظلم جانتا ہے۔
 خوش گشتی غزل و عشق غزل و عشق
 حل تیرے لئے یہ ہم پر جو کھوں عقل کو شاد اور عقل کا سرخون میں گسیٹے ایسا ہو کہ حق و باطل
 کا تو ہم جو عقل سے پیدا ہوتا ہے۔ اسکے کارن ہجو جنوں کی شرم کھینچی ہے یہی عقل ہجو و روانہ
 بناوے۔ بھلا وہان الہی میں عقل کا کیا کام۔
 بشہیدیم و فاکر اسد زہوسم ہم
 حل - معشوق کی تہ و فاکر شہید سے کون ہم سہری کر سکتا ہے جبکہ اسکے زخم حاصل کے صرف
 دہرے سے آسمان کا منطقه البروج بھی توڑ ڈالا ہے۔ زخم حاصل میں ترکیب تو صیغی ہے یہی
 تلوار کا وہ طویل و عریض زخم گھوٹی دوش عاشق ہیں حاصل (بہی) کہ طرح لگا ہے۔
 دل فراتہ جسے چھو سہر گر کی آرزو
 حل - چہ ہوس کہ خفہ میکشہ نگاہ گزشتہ مالش
 کہیں نہ مصرعہ ثانیہ میں نگاہ موصوف اور آئینہ مالش صفت ہے یہی معشوق کا وہ نگاہ
 جو آئینہ بکلا جانب مال ہے جبکہ وہ آئینہ دیکھتا ہے۔
 حل - زہ کا دل چو آئینہ اور آفتاب کا سر آرزو کی زبان ہوا ہے معشوق کی نگاہ جو آئینہ کی
 جانب مال ہے جس سے کہ کیا کہنے کہ معشوق کو نہ دیکھ کر بڑا ناگوار کی ہوا جائے گا کہ وہ
 بنیال آئینہ دل ان دو جہان بخش چھانم
 حل - میں آئینہ دل کے خیال میں روز جہان کے روبرو جمالنت کا شکش ہوں یعنی آئینہ
 کے لئے عکس اور جلو کی ضرورت ہے۔ اور یہ ہجو ہر نہیں اب شب خون مار کر کہانے کے
 حاصل کروں کہ آئینہ دل کے مقابلہ کا دم ہوں یعنی آئینہ دل بیت صفا و شفا ہے مگر جلوہ معرفت

کہاں سے لاؤں جبکہ اس اسمیں ڈالوں۔
 بہو اور مظلومیت نشان چھوڑے اور شرم از نظر کہ نہ چاک پیر چہرہ عورت و مہ سائلش
 محل میں مظلومیت نشان کی خواہش میں انفس صبح کی طرح اپنے سانس سے کیا تھے حال
 کروں کہ نہ کہ اسے حیا کا پیرن چاک کر دیا ہے یعنی میر انفس صبح کی طرح بے حیا ہو گیا ہے
 اور اس کا دم سائل (بہینے والا خون) اس شرم سے عرق بن گیا ہے۔ یعنی سانس چل رہی
 مظلومیت حاصل نہیں ہوتا ہو چکی ہیں زندہ ہوں بہ بری شہر کی بات ہے
 نہ میر کی سزا جنوں غم نہ دل کہ نالہ جنوں غم مر چھوڑا چھوڑ کر کہ وہ فراقی انوش
 محل میں نہر کرتا ہوں کہ جنوں کا سامان کروں نہ دل کہ نہتا ہوں کہ رو کر اسکو خون
 کروں میں یہ سروساں کیا نہ میر کروں کہ معشوق کے دل سے فراموشی دور ہو یعنی وہ

یاد کر سے میری جانستے عاف نہو۔
 کہتے از حقیقت خیر چہ آگہی دہدت خیر بخطیکہ دائرہ لفظی نالہ بیہوش
 حل جو شخص اصل حقیقت سے خیر ہے کس آگاہی پر جو کسی خبر دے جس خط پر لفظی
 تو اسکو بیدل کے نالہ قلب کر۔ جو لوگ نام و نشان ہیں انکی حقیقت کوئی واقف نہیں کہ کہاں
 جاتے ہیں یعنی نالہ ہی بند و اور۔ یہ شہر میں۔
 نہر نشانی و (جو) غم و ہر صفا آگاہی نہر نشانی تبسم امثال کہ پیدار گزیا قوت شعلہ رنگش
 محل معشوق کا حسن جو آئینہ فرنگ کی طرح صاف اور نکدہ رہے اسکو اپنے جوہر کے پیش کرے
 (دکھانے) انکی کچھ پرواہ نہیں۔ اس کے باقونہ شعلہ رنگ (لب) کی ایک گرتے تبسم کی بہت
 سی امثال پیدا کر دی ہیں بی بی اسکا جوہر ہے یعنی معشوق کے تبسم سے اسکا جوہر روشن ہو
 عیان ہو رہا ہے تبسم امثال یعنی امثال تبسم۔ صافستہ مغلوبہ۔
 رنگستہ چشم نشانی و (جو) غم و ہر صفا آگاہی نہر نشانی تبسم امثال کہ پیدار گزیا قوت شعلہ رنگش
 محل معشوق کی آنکھ کی وجہ سے جو غم کی جانب مائل ہے اس کے بھل نے اپنے بازو
 سے کچھ تبسم امثال (بستی) کے عباد کو ٹوڑ دیا (مشادیا) ہے حالانکہ ابھی سرمہ پیکر
 اور تیار جو کر اسکی آنکھوں میں نہیں لگا تو سرمہ کے انصوں (فریب) سے غافل نہوا چکی
 تو اسکا فاقہ چھوڑ کے تنگ ہے مطلب یہ ہے کہ غیر سرمہ کے معشوق کی آنکھ اس قدر رقت
 ہے تو سرمہ سنا ہو نے پر کیا قیامت ڈھائیگی۔ امکان کا جو جو ش غبار (الاشیء محو)

غضب جب اوسکو بھی آنکھ کے بسمل لئے نہ رہتے وقت اپنے بازو سے محو دم کر دیا
تو آنکھ کے سقدار قاتل اور مہلک ہو گئی۔ اللہ اکبر۔ حق یہ ہے کہ ناکہ قبلی میں یہیل
فرو ہے۔ چہرہ بارادرسرہ اور سرہ کا عاقدہ تھکر کے نیچے دبا رہا۔ سبحان اللہ کیا کیا
مناسبات ہیں۔ اور بائیں ہتھ نہراکت۔

بھڑا کر کہ نہرلس اوکند کھل کر آبرو زراغ خود چھو چشم آہو چھو چشم آہو چھو چشم
حل جس مرغزار (سینہ زار) میں معشوق کی نرس چشم گوشتہ ابرو سے نگاہ کر
تو پتنگ اپنے داغ سے (چیتے کے جسم پر لٹھ ہونے میں) چشم آہو کی طرح ناز سے پتنگ
کرے یعنی معشوق کے صرف گوشتہ چشم سے دیکھنے پر پتنگ پر۔ اثر پڑے کہ اسکا
ایک ایک داغ چشم آہو بجائے حالانکہ چہرہ خوار ہوتا ہے۔ پتنگش میں خمیر

شیں مرغزار کی جانب راجع ہے۔ کہ چشم آہو کی طرح ہوجم آفوش نے اسکو تنگ پکڑ رکھا ہو۔ گھر
چنانچہ خلوت خزاں تھا کہ وہاں سے کہ چشم آہو کی طرح ہوجم آفوش نے اسکو تنگ پکڑ رکھا ہو۔ گھر
حل ایسا نازین چہرہ سے نقاب نکھو کہ یعنی بے پردہ ہو کر کیونکر خلوت سے باہر
شش جہت سے موج گوہر کی طرح ہوجم آفوش نے اسکو تنگ پکڑ رکھا ہو۔ گھر
سے مراد موج آب گوہر ہے یعنی جھڑجھڑ آب گوہر کو اپنے آفوش میں تنگ پکڑے
ہوئے ہے اسی طرح ہوجم آفوش نے اسکو تنگ پکڑ رکھا ہے۔ طرفہ یہ ہے کہ
وہ نازین ہے نہراکت کی وجہ سے اسکا پکڑ زور نہیں چل سکتا۔ ہوجم آفوش کے

شکستہ ہیں کہ ہوجم آفوش ہے۔ قبول نازش جنوں میں کہ از بکر برون کن ویکو قوی نیکیوں کہ چنا چمن ہر شکش
لغت قبول بالفہم آگے آنا اور باد صبا کا چلنا اور کوئین میں ڈول ڈالنا اور بافتہ
قبول کرنا اور باد صبا اور وہ عورت جو دوسری عورت کے نیچے کو گود میں لے اور پالے
شعر میں مراد بالفتح ہے۔

حل تو اس قابل نہیں کہ معشوق کا ناز نیچے قبول کرے۔ پس جنوں ہونا اختیار کر
کہ از بکر سے ہر بار کھال یعنی پہلے اپنا جگر گلا اور دیکھو ذوق نیاز میں چہرہ تن خون نہا دیکھ
کہ خدا کے چنگل (ماقدہ میں) کیا طہور کرنی ہے کچھ بھی نہیں اسکا حلالی ماقدہ تو تعافل
سے دل کا خون ہی کدے گا۔

سرسب اور اک نفس ناگزیر یہ جہان تعلق سبھ شماری - نہ برہمن را اگر کشائش دامن احتیاط
 ز نثار تعلق گنجین تامل کو شد کہ تا قوس و پرستان فطرت چہ آنگہک دارد و نہ شیخ را آفاقا
 رجوع خلق بجز اترہائی گریختن تا فہم ناید کہ لبتیک پسید گاہ کعبہ دل چہ بچہ می شمارد و ناچار فہمیک
 گو فویش نہ بستہ نہ از کیدہ غیر شمارند و سر یکہ خیال خود نذر ویدہ نہ از گریبان دیگران سرگردانند
 از غافل آباد افکندہ این دان مگر در شاہ خاموشی گریزی نابہ تقاید نہ با نہا جرمے توانی فہمید
 واد صمد زار غولستان دہم وطن گوش التبا گیری تا از پردہ غیب توانی شنیدہ -

حل ایک دوسرے کی وضع کا مقلد نہ بنا طالع کیلئے رہن تحقیق ہے اور عادت و رسوم
 کی تابنداری سر منزل توفیق الہی پر پہنچنے کی مانع ہے بہت سی استعدادیں قوت کے پردے
 میں غیبت سے محروم رہیں اور اُن میں سے ایک نے بھی اپنے خیال کی باگ میدان وقوع
 میں نہ پھرائی - فرصت نے سبز الو کو (تاکہ مراقبہ کر سکیں) اس قدر دور نہیں کیا کہ لگے ہوئے
 تا قوس کی دستک سے سبز الو کو ہلا نیکی لئے آواز دیکھیں یعنی فرصت میں نافہ پر نافہ کا کلمہ پڑھنے
 سے نافہ پڑھ گئے ہیں اب اُن میں دستک دینے کی بھی طاقت نہیں رہی - بھلا مراقبہ کر سوا کو
 کو فرصت کہاں - اور تفسیر اوقات کی کلفت نے حقیقت کے سامنے ایسی دیوار نہیں بچتی
 لگے گی ان مذمت کے چاک سے راہ کہول سکیں - یعنی تفسیر اوقات پر شرم بھی نہیں آتی
 دل چاہی (کیسوی اور اطمینان) سب کو بشرط عزلت میسر ہے بشرطیکہ صحبت معذور رہے
 مطلقاً کیواسے تسلی کا نسخہ (کتاب) ہر شخص بغل میں رکھتا ہے بشرطیکہ مدرس لوگ اُسکو
 اپنے حال پر چوڑوں یعنی خلوت اور مراقبہ کے نہ احم نہوں - پانی نے جس طبیعت میں راہ
 پانی تری دکھانے کی تکلیف پر ضرور مائل ہوگا اور اگر جس منہاج پر غالب پڑی وہ حرارت
 کی دوکان کو لٹے پر ضرور سرگرم ہوگی - مجتہا نے والوں کو حکم تسلط و رسوم یعنی رسوم اُنہی کا
 ہر در آخالیکہ انہوں نے جیسے سر نہیں لگالا - تا قوس کے شور و غوغا میں صرف غوطہ
 خواری نصیب ہے اور مسجد والوں کو درحالیکہ حساب اور اک نفس کا خیال نہیں ہوا یعنی اپنے
 سانس کو نہیں چاچکا یا الہی میں مشغول ہے یا نہیں - بہ دستور تسبیح کے دانے گنتے سے
 تعلق ہے نہ ہر ہر کو دام اختلاط کی کشاکش سے نہ زائر تعلق دیوی کا ٹوٹا ہوا ہتھکڑا ہے تاکہ
 وہ اس تاس میں کو شمشیر کہے کہ فطرت الہی کا دیرستان (وہ مقام جہاں لاکھوں تختائے
 ہوں) کیا آواز کرتا ہے لیکن سچے برہمن کیلئے ہر جگہ اور ہر شے بے جان ہے جس میں وحی الہی وجود

مورنی رکھی ہے۔ نتیجہ اور جو غلطی کی آفتوں سے تنہائی کے قلعہ میں بھاگنا میت ہے
 تاکہ کچھ کچھ دل کی تپید نگاہ کی لٹیک کی تسبیح پھر رہی ہے یعنی کعبہ دل جس مقام پر
 تیرتا ہے وہاں کی لٹیک کی تسبیح کس قسم کے دانے پھر رہی ہے۔ یعنی ہرگز اور شیخ
 درویش پابند رسوم تقلید میں اور تحقیق سے غافل۔ ناچار اٹھنا نہیں ہونے لے اپنی گھر میں نہیں
 بانڈا اسکو غیر کی قیاد میں لگن رہے ہیں یعنی یہ سمجھتے ہیں کہ یہ لغت جاری ہی ملکیت ہے اور جو
 سرزنش لے لے اپنے خیال میں نہیں چورایا یعنی اپنی ذات کی معرفت میں معلقہ نہیں کیا اسکو
 دوسروں کے گریبان سے نکال دیتے ہیں یعنی وصول اسے اللہ میں دوسروں کی تقلید
 کرتے ہیں تو ان کے آفتک ہر دور سے خاموشی کی پناہ میں بھاگ تاکہ
 زبانوں کی تقلید کے بغیر کوئی حرف سمجھ سکے یعنی یہ تقلید چور کہ وہی حرف سمجھ میں
 آسکتا ہے ہر زبان سے نکلے بلکہ فطرت الہی کے بہت سے حرف ایسے ہیں جو بغیر حکام کے
 اور زبان کے سمجھ میں آتے ہیں اور صمد ناز غولستان و ہم وطن سے التجا کان پکڑ
 (ہم اور وطن کے درویش کے رہنے کی جگہ ایک صمد ناز ہے جس سے قانون کو صمد
 نہ جانتا ہے) تاکہ تو پروردہ فیتہ ایک آواز سے ہی دنیا اور مافیہ ایک ہم وطن ہے کوئی
 شے واقعی نہیں اسکو چور اور وحدۃ الوجود جو یقینی اور واقعی ہے کسی جانب آس
 انکار سے غیر بات قصداً نہیں
 بصیرت غافل از حقیقت غافل کرد ترک تقلید گیر تحقیق اینست
 اصل خدا کے سوا غیر کا انکار کس ہی تصدیق پر اپنے دل کے گرد پھر یعنی طواف کر بس
 توفیق کا دلیل ہی ہے فحوق کی پیروی نے سچے حق سے غافل کر دیا۔ تقلید کو
 چور میری تحقیق ہے۔
 شدہ تمام مقصد عالم تراش پرزہ قد غلط تہ یا سستہ و دیر اگر کتب ہم راہ عدم غلط
 حل قدم رکھنے کی بیہودہ تلاش نے ایک عالم کے لئے مقصد کا سچا غلط کر دیا کعبہ اور
 بنیفا نہ دونوں باتوں کے نیچے ہیں۔ بشمولیکہ ہم عدم (فنا) کی راہ غلط نکرین یعنی فنا فی
 الوجود جو جاہلین قدم رکھیں وہیں دیر و کعبہ موجود ہیں۔ بیہودہ تلاش نے
 ہماری راہ گم کر رکھی ہے۔
 افسانہ ہر جگہ ہر طرف آشکارا کس بجایا رسد پڑا لشکر کی کہ کشا آشکارا غلط

حل منزل ہوس کے غبار میں کسی نے سانس کا شہر بچہ را یعنی یہ خورندیکہ سانس کہاں
جاتی ہے جو سہا ہی غلم (پونٹا ہے) کا نشان غلط کر دیکھا وہ کہاں پہنچا یعنی سہا ہی تو نام
کے چھپ چھپ جاتا ہے جب وہ آسا سرخ کم کر دیکھا تو ضرور آوارہ ہو جائیگا۔ سانس کو فکری
قرار دیا ہے یعنی سانس خود واجب الوجود کی جانب جاتی ہے تو ہی اس کے پیچھے چلا چلا۔

نرسید مجھ سے زندگی نہ موت محکمہ یقین کہ گواہ دعویٰ باطل تو درجہ بود و قسم غلط
حل تیری زندگی کے غصہ کا ثبوت محکمہ یقین تک نہ پہنچا کہ ہو کہ دعویٰ کے گواہ ہو گئے گئے
اور قسم غلط بھی۔ مطلب یہ ہے کہ تیری زندگی یقینی نہیں بلکہ ایک امیر اعتباری دانستہ ہے
ز صفا و شہید ہے کہ یہ گمان یقینی تو یہ کہ غلطی تری من و بہر دو ہم غلط
حل شیشہ دل کی صفائی سے پری ڈھونڈھ تاکہ تو شک سے یقین تک پہنچ جائے یقین
اپنے دلو الیا بچھ اور مصاف بنا کر پری عاشق ہو کر اس میں قید ہو جاؤ تو جو شیشہ کی آب پانی
ڈالتا ہے تاکہ وہ صاف ہو جائے تو میں اور تو دونوں غلطی پر ہیں کیونکہ پانی ڈالنے سے

شیشہ اور بھی مکر ہو جائیگا۔
بہر شخص معینیت و عکس درم امتحان
حل تیرے شخص میں (ہستی کی) خود پر دم امتحان سے عکس کا دروازہ کھلے گا یا یعنی امتحان
لیا کہ اس آئینہ میں عکس بھی ہے یا نہیں۔ خط کیا معنی جب تیرے عکس کی چالچ بہتا
کیا گیا تو آئینہ کی ساری کتاب ہی غلط ہو گئی یعنی تیری ہستی محض غلط۔ دہی اور خیالی ہے اس آئینہ

میں عکس تک نہیں دیکھ سکتا۔ اگر خط
من مایہ کتب آب و گل کتب سہرہ کتب
بد نام است ایسی کتابیں کہ کتبہ دودم غلط
حل بڑے ظلم کی بات ہے کہ اگر کتب آب و گل کتب دودم کے ہوتے تو اسکو شہر مندہ کرے کہ اس کتبہ میں اگر
دودم کیلئے تیرا سبق غلط ہو گیا تو ہمیشہ کی زامت میں ہی تو اسکو نہیں لے سکتا۔ یعنی اگر تو
خدا کے قہر سے کو دنیا میں دودم کے لئے بھجوا گیا ہے تو نہ امت ابدی بھی اسکا کفارہ نہیں
ہو سکتی من و ماسے خواہ فارسی کی ضمیر شکم مراد لیا۔ لے یا عربی کی ما و من یعنی غیر دودی مقدار
اور دودی القول و دل و صورتوں میں ایک ہی مطلب ہے۔ کیا معنی کہ معنی دہائی بھی ہے تبات

ہے اور ماوراء فی فانی
خط سہ نوشتہ کتاب زہر و شوق
چو نقوش کی روشنی کہ خود بکا خد غلط

الحمد لله رب العالمین و نری چہاں بزم ہر روز
وقت - تیرا دوشہ کہ راوی چہاں بزم ہر روز
حل - یہاں تیرا دوشہ کہ راوی چہاں بزم ہر روز
ہیں قدم بہر حل نہیں کہنا تاکہ تیرے نشان قدم کو بھول نہ جاؤ۔ مطلب یہی
کہ ہر وقت غفلت نہ رہو۔

چونکہ صاحب معبد آرزو و ہر دم نوید چاہے کہ اگر از بندگی و سیرت میں اثر و حاصل کرے
حل۔ میرا سجدہ گاہ آرزو و مجھے ہر کسی طرح کسی آبروی خوشخبری دے اگر کسی سے ناقد کہ بلند
ہوئے (مقامات) سے دعا کا اثر بقیہ نکرسے یعنی میں آرزو کے معبد میں بیٹھا دعا کر رہا ہوں
اب اگر ہر جمع کا طالب ہوں کہ دعا کے واسطے جب میرا ناقد بلند ہوتا ہے تو اثر و حاصل
عزیز انفعال ابرجنا ہے مطلب یہ ہے کہ مجھے دعا کا اثر مجھے منفعل ہے۔ یعنی بیرونی
دعا قبول نہیں ہوتی۔

دعا قبول نہیں ہوتی۔
 چہ قدر کہ توشش مدعا نظر انتظار خجالت
 کہ بجائک ہم نہم جو اشک اگر ہم وفا کندہ وقت
 ترکیب۔ نظر انتظار خجالت مفت مرکب۔ ہے۔ یعنی میں خجالت کی نظر کا مستطہ ہوں
 کہ خجالت مجھ پر نظر کرے یہی طرف متوجہ ہو۔

حل۔ میں حصول مدعا کی کوشش میں بچاوت کا اس قدر منتظر ہوں کہ جب تک میرے ساتھ عرق و فداکاری کا شکر نہ ہو، میں بھی نہیں مل سکتا۔ یہ قاعدہ ہے کہ اگر کوئی جتن تک ہمیشہ عرق و فداکاری پر نہیں کر سکتا۔

بہترین عرق ہو خاک پر نہیں گر سکتا۔
 بے نفس سید کا انعام چوتھیں ہیجہ شیعہ
 حل۔ تو اس کے ساتھ حج کی طرح عدم سے شیعہ کی پیشانی پر نیچا ہے۔ زندگی اس شخص

سے شرمندہ ہے۔ جو اس ہوا (ناپائدار ہستی) میں عرق نکرے یعنی بے ثباتی پر شرمندہ ہو۔ صبح و آفتاب میں نائل ہو جاتی ہے اور شہم کو با اسکا عرق نہایت ہے۔
 زنیاز بیدل زمانا و نہ لغاوت طاووتو اگر طبیعت میں فعل نہ خود ہم ہر گز نہ عرق
 حل۔ بیدل کی عاجزی اور عشوق کے ناز سے طاووتو کچھ لغاوت نہیں دیتا۔ یعنی ناز نہ
 نیاز و لو ایکس ہیں بشرطیکہ طبیعت فعل کے باعث عرق کچھ اپنے آپ سے جدا نہ کرے۔
 کیونکہ عرض نیاز کے وقت عاشق کو نہایت عرق آتا ہے میں ہر وقت خود دہش میں ہوتا
 ہوش میں فیکہ وقت صرف عرق کا آنا ہے اگر یہ نہ تو میر سے نیاز اور ایک ناز میں کچھ
 قرق نہیں۔

شکمہ۔ شمع میں محض اپنے پہلو سے چرب غذا سے شعلہ بھاسست و حباب میں دریا از پیکر
 بالیدہ مبتلا سے آغوش فنا۔ پر خواری اگرچہ در طلب ہونے کی خلل نیکند و خلل صوری
 نیاز و ہر چند نہ سبک روحی نگردد و دست از گرائی بر نہارد بیماری جو یک ایک علاج
 بیزد و فادامیری جز بقصد و جلاب رنگ اصلاح نگردد۔ پس باتشنگی بسا زابطو فنا
 تہب نشتر فروی و باگر سنگی برد از نامقیم منزلہ نشوی۔

حل۔ اس محض (زیام کی شمع شعلہ بھاسی غذا کے پہلو سے چرب ہے۔ یعنی ظلم
 ہی اسکی غذا ہے اور یہ ظلم ہی سے روشن ہے اور اس دریا کا بادلہ اپنی ہر ہی ہوی
 پیکر سے آغوش فنا میں جانے پر تیار ہے۔ خوب شکم پر ہو کر کھانا اگرچہ طلب صوری
 میں خلل پڑا ہے اور ظاہری بیماریاں پیدا نہ کرے۔ اور ہر چند سبک روحی کا مانع ہو
 بھی گرائی اعضا سے دست بردار نہیں ہو سکتا یعنی پرتواری اور کچھ نہیں دے سکتی
 اور کمالی ضرور پیدا کرگی کچھ کو کسی بیماری ایک لقمہ سے علاج پذیر ہو سکتی ہے اور
 شکم سیری کا فساد قصد اور جلاب سے بغیر اصلاح نہیں پاتا تشنگی سے موافقت کر
 تا کہ تہ آب نشتر کے طوفان (قصہ) میں غرق نہ ہو اور گر سنگی سے موافقت کر تا
 کہ پائخانہ میں نہ پٹھار ہے۔ پرتواری سے سو و ہضمی ہو کر دست آتے ہیں۔

ہر روز نزاری کہ زہن سازند گردن نظری کہ میند از ناری
 و قلمب ہلائی استخوان درینتر بگزار از ان پیش کہ مگر از ناری
 حل۔ نہ ہر گز نہ ناکر کچھ عا جگر کچھ گز۔ گردن ادنی نکر کچھ گز اگر کچھ اسے

دل امتحان کی بلادری پیش ہے اس سے پہلے گل کے چہرے گل لیں یعنی مصائب عشق سے پہلے ہی بنیاد چھوڑ کر امتحان کیسے قائم وقت ہوگی۔

گھر میں رہی نہ طبع خود کا گھر آ
از پیچ و خم و سوسوسہ خام برآ
اسے منکر کیفیت پرواز کا منکر
مے زینہ تو نیز تا سراسر با م برآ
حل۔ اگر تو سا کہ تو خود غرض طبعیت (نفس) سے باہر آو و سوسوسہ خام کے پیچ و خم
باہر آو تاکہ کی کیفیت پرواز کا منکر سے جس طرح بھی بغیر زینہ کے با م نکلتی پہنچ جاتی
ہے تو یہی بغیر زینہ کے با م ایوان معرفت الہی تک پہنچے۔

گھر میں ایک لکڑی کنجہ آبرو کے لیے ایک چوہا چھوڑا اگر شہر میں غور و نظر سے
 حل - تو دریا سے تقدس کا گھر ہے نہ میں پیچھے - آبرو کے لیے ایک کنجہ آبرو کے لیے ایک کنجہ
 تو بیکے کی طرح غور سے سہو اور سیکھ ہو گا -

نه سفر و بیدار شدیم و روزی چهار روز نشدیم
علی بیهم و در یک مهنه پختیم و قرار روزی بیست و نه روزی که بودیم

کبیر جہاں باؤں سے کہے یہ آسانی کے ساتھ گھسیٹ لیتا ہے۔
 زینت خرمی وار غلامی بدل کر فتنہ خوالہ فتنو
 کندہ سنگ دامن خستہ درون نکندہ کی بھینک

حاصل سجود غم الہی میں گرفتہ ہے اس لیے اور ارغون کے رنگ کا فسوں

دہم تکریم ہو کہ وہ جسے سون کا داس جو پھر دن سے بڑا ہوا ہے وہ محض ادا
سے سبک نہیں ہو سکتا (حضرت بیدای دامن گوش نہیں لاسکتے تاکہ گرائی

تو خود اڑا ہوا تھا ہے جسے تک باہر نہ لکھیں گا دل خالی ہو کر کجا نہ ہو گا دل میں خود
 ہو رہا ہے نہ خودی یا ہوا ہے نفس کا موجد ہو نا مل رہا ہے
 گن اجائی اگر کہہ دے کہ شمس اور کائنات کے قفا کو ہر گز نہیں پہنچ سکتا
 ملتی ہے گواہی پہنچے تیرے دل کا کیا ہی نشانہ بنا ہے لیکن دل بکھول نہ پا پھیلا
 تاکہ اس صدف (استیاج) کے گہر کا قفا تو اپنے دست دعا سے ہلکا کرے یعنی تو
 کرنے اور تاقہ پھیلائے سے السان سبک ہو یا ہے۔
 غم بے ثباتی کا رواں ہمہ گزیر دل لکران بجائے آئین دکا کہ شود اگلا
 حل۔ گاروان کی بے ثباتی کے غم نے میرے دل پر سب کچھ گرا کر دیا اس دکان
 کی جنس کہاں ہے کہ جس کی آواز سے سبک (ارزان) ہو جائے یعنی جس سے
 تو گاروان کوچ کرے اور ہمارے حل پر اسکی بے ثباتی کے غم سے جو گرانی ہے
 وہ رنج ہو۔
 بحر خوش خواہ بہر فکر نہ در اینہر تقدیر و سہ گاہم آفرین گز تو گزراں گزراں
 حل۔ اسے نہ اپنے نو دنیا کی کثرت و فراوانی سے ہیج کیونکہ اسکو وہ منتر حاصل نہیں جو
 تو نے مجھ پر آفرین قدم اس سے گز۔ قدم وقار اور نکل سے رکھ اور باؤں ہیکل یعنی تیرے
 اگر نہ نظر و نشان ہم پہنچے بکشت عثمان چو بحر جنبش یک نفس ہزار زینہ براسک
 حل۔ اگر تیرا دم جنت معرفت الہی کے بے نشان چہرے کی جانب لیجانا چاہے تو صبح کی
 طرح صرف ایک سانس کی جنبش سے ہزار زینوں پر چڑھ کر جہت بیٹ جا ہیج۔
 تو گرانی میرا زرد شدہ خلق غرق نہ کرو ہو تو اگر تیری کی اینجہ ہو شود اتفاق نشان
 حل۔ میرا زرد (ہوا و ہوس) کی گرانی سے تمام خلق تا خود ہو (شو رغل) میں غرق ہے اگر
 تو یہ سب کو گھوڑا خالی کرے تو شنواری کا تیرے ساتھ متفق ہو نا آسان ہو جائے۔ لوگ
 خالی گھوڑوں کے دریو سے دریا میں تیرے تیرے ہیں اور بھرا ہوا گھوڑا قلوب جانا ہے مطلب
 یہ ہے کہ اگر تو اپنا سر نہ اڑا ہوس سے خالی کر لگا تو معرفت الہی تک پہنچ جائیگا۔
 نکشید بیدل ازین چرخ چھالت پیران چو غبار زخم مرزہ من نشو و چرا ہر جا سبک
 حل۔ بیدل سے اس چرخ سے اور نے کا عرق چھالت حاصل نہ کیا یعنی آسے اور نے سے
 شمر نہ آئی کیونکہ دنیا کا چمن باطل۔ بے ثبات ہے۔ چہرہ بے غم اور یہودہ فرخ غبار لعل

ہر جگہ کیوں سبک نہ ہو۔ قاعدہ ہے کہ تری اور غ سے غبار رب جاتا ہے۔
 دل ترمیدہ بخون لڑنے کو رنگ اور گل ستم سخت پختہ نازین ہوا دن و شب بدگل
 حل۔ اپنے ترمیدہ (میلین) دل کو رنگ اور سوانے گل (دنیا) کے ٹسون سے خون
 میں نکسیدٹ (غیر ملحد) ہم برا ظلم ہے کہ اس چمن کاغذ پھول کے چٹکنے کی آواز پر اپنی
 پاک (انکسہ) کہوے کیونکہ غریب پھول ہو گا تو معدوم ہو جائیگا۔
 بندہ کیونکہ ہر بندہ بساؤں کے غفلت مگر از حیا عورتے کند کہ سید بخندہ دعا گل
 حل۔ اسے مستحق جس باغ میں تیرا تبسم کھلنے کا فرشتہ پچھانے یعنی توجس باغ میں شہ
 تو باغ کو استغفر بحالت کا حق آئے کہ پھول جو اپنے کھلنے کی دعا مانگا رہا ہے خود اسکی
 دعا مانگی کی بحالت پر زندہ نہ رہا ہو۔ مطلب یہ ہے کہ تیرے تبسم کے سامنے باغ کے تبسم
 کی کوئی حقیقت نہیں رہ منفعیل اور نام ہے۔
 بفروغ شمع بعد چمن گل بیت لکلی چمن چو گلیم از فروغ من کشید ساریا گل
 حل۔ سو شمع زبن کی فروغ کیلئے اس چمن پر صبح مائل سے اور جہ طرح صبح کے میرے
 برو روش سے مکمل آنا لیا ہے (بنا کر دیا ہے) اس طرح گل کے بادوں سے بھی ستا
 آسیدٹ لیا ہے کیونکہ سایہ میں تاریکی ہوتی ہے یعنی چار طرف روشنی پھیلائی ہے
 لیکن صبح تو شمع کو بچھا دیتی ہے پھر جائیکہ آسکو فروغ دے مطبوعہ نسخہ میں کشید
 کا ہے اس صورت میں یہ معنی ہو گئے کہ صد شمع چمن کی فروغ پر شمع مائل ہے
 یعنی شمع آسکو بچھا نا پاتی ہے لیکن میں اور گل دونوں تاریکی میں ہیں اور یک شمد کو
 جمع خواطب کا صیغہ قرار دیا جائے تو یہ معنی ہو گئے کہ جب صبح سمع انہیں پر مائل ہے
 یعنی اسکا جھانا اور دنیا میں نور عالم کر دینا پاتی ہے تو میرے برو روش سے مکمل اور
 پاسے کل سے سایہ گہ۔ سیدٹ لونا کہ ہم بھی راہ نشینی میں آجائیں۔
 چمنیست عالم کبریا پری ارک ورت ماسوا نشود تہی گمان از تجوم رنگ تجا و گل
 حل۔ کبریا والہی کا عالم ماسوا کی کدورت سے پاک ہے یعنی غیر کاہن وجود نہیں
 ہمارے۔ گمان میں اسے مخاطب تیرے رنگ وجود کا کیسا ہی تجوم ہو مگر پھول کی
 جگہ خالی نہ ہوگی یعنی سننے پھول ایک سے ایک عمدہ اور کامل عمدہ کیلئے ہنگے
 زلفین لپیٹ بساؤں رنگ اثری زرد و زلفی کہ چہ بافت سبزہ کلا مہر و چہ دو چہ زلفی

۲۸)

ہندوستان کی بلندی اور مسافت سے کسی اثر نے آگاہی کا دروازہ نہ کھولا یا ایسی کو سیکھا
کہ ہندوستان کیا ہے۔ وہ کہا تو یہی جینی اور خدیجہ نے قلم اُتارنے لگی کہ سیاہ سرو

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

وہاں پہنچ کر ان کے ساتھ کھڑے ہوئے۔ وہاں سے اٹھ کر اپنے گھر کی طرف چلے آئے۔

تو نے کہا کہ چاہیے کہ طلب و فاقی آرزو کہ نہ اس خیال کا سر نہ رکھے کہ بوجہ فراخ خندہ و عذر
 آنے لگا کہ تو نے تو کی قدرت کے ساتھ طلب سے وفا کی آرزو کر سکتا ہے یعنی
 آرزو کہ خود تو جیسے سادہ و فاکر کی کہ تو نہ کہ گدا سے گل نہ (اضافہ بیانی ہے) اپنے
 لئے نہ کہ غائبہ کو خندہ (کھینچنے) کے فراخ کے وفا فی نہیں بنایا۔ پہول کو لیا کہ ہے
 (آرزو نہ ہو کہ کسی گدا کو فراخ بنا کر دے) اور خندہ جسکے ساتھ یہ طلب یہ ہے کہ جب خود
 خندہ ہو تو کیا ہم نہیں تو تو ہی طلب کو بوجھل بگشت کے نظارہ سے پیدا ہوتی ہے کیا
 نہ کہ تو فراخ ہو گا۔

خصل میں ایک غریب کے خیال میں بیچھا ہوں اور ایک اہلینہ کے خیال میں بیچھا ہوں
 زخم اور اہلینہ کے سر اور دل پہ جو دوسرے شہر علیہ میں مذکور ہے میں اپنے دل شکستہ
 کو جو کربان ہوا ہوں شہر علیہ میں ہوں ہمارے پاؤں کا اہلینہ ہوا ہے اور اہلینہ میں سے
 پاؤں کا اہلینہ ہوا ہے

[illegible]

آہنا کہ چشم بر گل تحقیق وا کنند
از ہر چہ فہم رنگ بنگہ دھما کنند
حل۔ جو لوگ آنکہہ گل کی تحقیق پر کہولتے ہیں اس چیز سے کہ سجدہ رنگ قبول کرے
یعنی سجدہ آد سے پرہیز کریں۔

در مختصی کہ غیر خوشی علاج نیست
نہر بہرہ دست نکیہ چون پیر کنند
حل۔ جن بحث میں خاموشی سے۔ و علاج نہیں سخت یہودی ہے کہ چوں و پیر
یہود و مساکین (تکلم ہون)

غریبان بشارت بشارت انکار یہ ہیں
نصویر جامہ کہ بار د قبا کنند
حل۔ ننگہ لوگ انکار یہ ہیں شہ مقام میں تصویر جو جامہ رکھتی ہے اسکو بھی
قبا (چاک) کر دیتے ہیں۔

شور غبار عاز نفس ہم فروں ترا
چون سرمہ چند نقشہ عروج صد کنند
حل۔ ہمارے غبار کا شور سانس سے بھی بڑھکر ہے سرمہ کی طرح کب تک عروج
صد ای نفی کریں سرمہ آواز کو بچھا دیتا ہے۔

زین نار ساقی کہ بخود ہم غیر ہر
پرواز تا کے آنظر کبریا کنند
حل۔ اس نار ساقی سے کہ لوگ خود اپنے تک نفی نہیں پہنچتے یعنی اپنے کو نہیں بچا
اپنے وجود کی کنہ سے ناواقف ہیں کبریا کی جانب کب تک پرواز کر سکیں یعنی اپنے کو بھی نہیں
پارے تو خدا کو کیا خاک پالیں گے۔

جولا ننگہ خیال جہان جامہ خندہ است
لنگان دمیکہ طعنه وضع عصا
حل۔ جہان کا جولان گاہ خیال ہنسی کی جگہ ہے لنگر طے جبکہ اردن کو لافٹی کے
رکھنے کا طعنہ دیتے ہیں حالانکہ وہ خود لافٹی کے بغیر چل نہیں سکتے یعنی خود دنیا دار
(مکار دنیا پرست) تھاوا اور شاخ کا لوگوں کو ترک دنیا کی تائید قابل مضحکہ ہے۔

خائفہ درین جنون کہہ دار دکان ہوڑ
تا محرم یقین تحقیقت کر کنند
حل۔ ایک مخلوق اس جنون کہہ دار دکان ہوڑ
میں ہے کہ حقیقت عرفان الہی کا غم یقین کسی کو بنائیں حالانکہ سب مدہوش اور
بجبر ہیں۔

نکتہ۔ کمال الہی کہ جامع حقیقت جلال و جمال است در مجازستان عالم کون ہر چہ نشہ

ظہور مسجودہ بقتضائے طلبہ کی از سر نو وصفت کہ ظاہر و باطن یک یک نہ باطنی
 محتاج گردیدہ یعنی در مرتبہ کہ فروغ ہدایتی باطنی آرائی نفس اعلیٰ پر داشتہ
 است جو ہر شئ اس آثار فطرت باعتبار نبوت کہ جمال معنوی بہت موسوٹر
 ساختہ و در مقامیکہ لمحۃ قدر دانی با وجود استعداد ہدایت ہے تعینی افتادہ
 بہت شائے امتیازش با سہم ولایت کہ جلال حقیقی بہت واکشادہ در آئینہ انوار
 ولایت صورت جذب یعنی قدرت جلال مضمون بہت موسوٹر و در سطح آثار نبوت
 معنی و نبوت یعنی عوض جلال مستتر ہے شائے محدود و مشخص است و ادبوت با مو
 و نبوت خلوق نسبت نشاء ولایت دارد شائد اقتدار ولایت ہر گاہ خلعت تقویٰ
 ہدایت ہے پس شد سہرا از جیب نبوت بر سے آرد پس ولایت را در حالت اخفا ہے
 جمال لفظ معنی نبوت تصور کر کہ نسبت و نبوت را در معرض جلال بچنان عرض
 جوہر ولایت خیال آرد دن تصرف این دو کیفیت رنگ صورت و معنی الیزال
 در تمام اعیان ساریست و قدرت این دو موج چون حقیقت روز شوبہ تعطیل
 و توقیف در محیط امکان جاری ازین دفتر بغیر ہر نقطہ کہ ہر ازند سواد اعظم بہت
 دقیق و ازین سوانہ کہ ہر قطرہ کہ وار سند محیط چیرہ نیست عمیق در و بہستان حقیقی
 نے نال مطلع و مقطع جبل و آگاہی سواد خط پر کار روشن بہت و در دستگاہ بغیر
 بے ملاحظہ بہت و رد رنگ صفای مضمون غلبہ رنگ مشہور ہے -

حاصل شدہ و حدہ لا شریک کا کمال کہ جمال کی حقیقت کا جامع ہے مجاز کی حکمہ یا مجاز
 کے گہر (دنیا) میں جو کہہ ظہور کے نشے تک پہنچا ہے یعنی جو شے ظاہر ہوئی ہے غلبہ
 وحدت کے اقتضاء سے دونوں صفات ظاہر و باطن سے (وہ کمال) ایک خاص نام
 کیساتھ متنازع ہوا ہے یعنی جس مرتبہ میں کہ ہدایت کا فروغ اعیان دنیا کے انتظام
 میں شغولی ہوا ہے آثار فطرت کے جوہر شناس (خدا) نے نبوت کے اعتبار سے
 جو جمال معنوی ہے اسکو جمال کے نام سے موسوم کیا اور جس مقام پر قدر دانی کاملہ
 باوجود استعداد ہدایت ہے تعینی کے پڑا ہے اس کے امتیاز کا معنی ولایت کے نام سے
 جو جلال حقیقی ہے کہ نگاہ ہے - یعنی نبوت سر اسر جمال اور ولایت سر اسر تعین
 جلال ہے انوار ولایت کے آئینے میں بغیر تو ہم کسی موسوم کے جذبہ کی صورت معنی

قدرت جلال پر ہی ہوتی ہے اور نہ ہی آثارِ نبوت میں دعوت کے معنی اپنی پیش کرنا
 حال الہی کا بغیر شاہد کسی مودوم کے صحتی ہیں۔ یعنی دعوت انبیاء میں بغیر پیش کرنا
 حال الہی کے دوسری شے نہیں اسلئے دعوت کا وجود جب امور دعوت خلق اللہ
 میں مشغول ہوتا ہے تو نشاد ولایت کی نسبت رکھتا ہے یعنی نبی میں ولایت ضرور ہوتی
 ہے اور قدر ولایت کا مشوق بہ تعویض ہدایت کا خدا سے ہوتا ہے۔ تو نبوت کی
 جیب سے منکال لانا ہے یعنی ولایت نبوت ہی سے پیدا ہوتی ہے۔ پس ولایت کو اخلاص
 حال کی حالت میں معنی نبوت کا لفظ خیال کرنا چاہیے یعنی ولایت ایک لفظ ہے اور
 نبوت اس کے معنی ہیں اور نبوت کو پوشیدہ رہنے کی حالت میں جلال خیال کرنا چاہیے
 اور اس پر جو ہر ولایت غرضی کو سمجھنا چاہیے۔ ان دونوں کیفیات میں تصریح نہ کرنا اس صورت
 و معنی کی طرح اعیان شائہ کے مزاج میں ساری ہے اور دونوں صورتوں کی قدرت راز
 و شہد کی حقیقت کی طرح بغیر تعطیل اور توقف کے جاری ہے۔ اس وقت کہ جس قدر
 کی جانب غور سے مشغول ہوں ایک دقیق مواد اعظم ہے اور اس سامع کے جس قدر کی
 آہنگ تک پہنچیں حیرت کا ایک عمیق دریا ہے۔ دبستان تحقیق میں جلی و گاہی کے مطالعہ
 اور منقطع پر تامل کے بغیر خلا پر کار کا سودا روشن ہے یعنی اہل تحقیق پر کوئی بات چھپ نہیں
 سکتی اور دستگاہ یقین میں بغیر حلافت نبوت اور رور کے صحیفہ کارنگ صفا مضمون ایک
 روشن اور صاف عینک ہے یعنی اہل تحقیق و عرفان کو نبوت کا جمال اور ولایت کا

جلال عینی طور پر نظر آتا ہے۔
 دربار غنیمت رنگ معقول گل
 چون شکر قفس میں چرخ رنگ و خوش رنگ
 حل غنیمت کی ہماریں رنگ بھول سے ضل میں یا شکر میں۔
 دہی گارنگ کا رنگ بھول گیا یعنی یا تو جمال الہی پر دھوا میں مست تھا یا نور اعیان شائہ
 میں جاوہ گر ہو گیا۔
 آن صد انکشافی خوشی خوشی تار بود
 ناگہان چون سر پر بزم پروردگار
 حل۔ جہد اخلاصی سے تار کے نقاب میں خوشی (بابہر تعلقاتی فی) اچانک جیب میں
 باہر سے نکال دلا دلا ہو گئی۔
 شہوئی رنگا گرہ پر دہر صفا است
 چون بیرون جو شہد صابرہ دارنگ

اصل - رنگارنگی شوئی اگر چه در شفا کی پروان دارائی یعنی آئینه مایه وار کی شفا
کو چسپا کرنا تا جس باجوشش مار رنگ کی پروان دار شو گوئی یعنی پہلے تو شفا کی چسپائی تھی
ابا دیکھو شفا کی خود رنگ کو چسپا کر لگی جب فیض کی گزشتہ میں تو پہلے رنگ نمودار ہو چکا ہے
شفا کی آئینہ پر نازل ہو جاتا ہے -

دیر پویشی - با خود داشت سیر وحدت -
تاشوہ و اگر دگشت خانہ نیز رنگ شد
اصل - بندگی ہوئی انکسیر و درشت کی سیر کرتی تھیں بلکہ ان کے گھومتے ہی انکسرت کا رنگ
خانہ بن گئیں -

بر سر افشانی نہ تنہا بیضہ تنگی میکند -
بال میرجم برجوم بیضہ خواہد رنگ شد
اصل - چرافشانی بیضہ ہی تنگی نہیں کرتا - یعنی اندر (فیض و وحدت الوجود) کے باعث
بڑے اور پافشانی کم - بلکہ بیضہ کے نجوم (وحدت الوجود) پر بال (سیر انکسرت) بھی
تنگتہ - یعنی بڑے بڑے وحدت ہی وحدت ہے - اس میں کثرت کی شفا نہیں -

ظاہر باطنی اور باطنی ظاہر است -
ہو شرح اظہار و کرم معنی رنگ شد
اصل - بیان ظاہر و باطن اور باطن و ظاہر ہے یعنی وہ دونوں ایک ہیں (وہ الظاہر
ہو باطن) پس میں حیران ہو گیا کہ معنی سمجھنے میں ہوش کم ہوں رنگ (حیران) ہے -
سچ ہو کر در جو الان میں معنی خود -
کو کشش با خود و امن کشید و رنگ شد
اصل - اس میں کسی ڈرڈرڈ کی پتہ حاصل تھا - خود ہماری کوشش نے دامن میں
پاؤں پہنچا اور نگہ میں ہو گئی - یعنی ہماری محبت سے نہیں ہوتی ورنہ واجب الوجود تو

ہر شے میں حیران اور رنگ گرد رہے ہو گئے تھے -
انکا و ہم دورانی لغت -
حسن پر رنگ دامن بیخبر آئینہ بخت گم
اصل - دورنگی کا ہم کہاں ہے میں تو پیالہ میں چینی ہوئی بھنگ ہوں چو پانی میں
مگر ہر رنگ اور شے ہو گئی ہے جس جو بہ حقیقی رنگ ہے اور میں بیکرا خود میں
آئینہ لے ہو ہے چون کہ اہم میں انکسرت رنگ ہمارا کس نظر آئے گا -

شکوہم بر خرق شرم در پانچ ماہ -
بچو ششم کی حیرت چمن آئینہ رنگم
اصل - انکسرت میں یہی شوئی بر خرق شرم کی کیا شے کہتی ہے میں شرم کی مانند ایک
بھول ہوں جسکی چمن آئینہ اور رنگ حیرت - ہے یعنی میں بہ تیر حیرت ہوں - حیرت چمن

دور آئینہ رنگ دونوں کی جفتیں میں ناظرین غور سے سمجھیں۔
 مہریت الودہ ہو سہا کی دولتی نہایت عکس اور کفتم از آئینہ زود و زور نگہم
 حل۔ دونوں کی ہوس میں جو مہریت الودہ میں و محبت نہیں ہیں۔ مینے اپنے کو استقامت و عشق
 حقیقی کا عکس کہا تھا اس نہایت لگانے کے جرم میں خود بھی کو رنگ کی طرح آئینے
 سے چھیل ڈالا کیونکہ عشق کے جمال و وحدت میں عکس کی دولتی کہاں (عکس اور کفتم
 یعنی خود را عکس اور کفتم ہوس)

شیشہ برنگ نم لپٹ سٹپنے غفلت چشم نگشود درین بزم رگ خواب بزم
 حل۔ اپنے اپنا شیشہ دل چھپر پراگہ شاید اسکی آواز سکر میری غفلت بیدار ہو لیکن
 غفلت تو ایسی سنگین تھی کہ اس محل میں اسکی رگ خواب نے میرے رنگ (حالت)

کو اکہہ کہو لکڑی نہ کیا۔
 زبیا بان بچہ تبیر شو مرام تسلی مہریت ہر ذرہ جنوں کا رخ پلنگم
 حل۔ میں اس بیابان میں کس تبیر سے تسلی کا مطیع ہوں کیونکہ ہر ذرہ میرے عقین
 داغ پلنگ جنوں کا پلنگ (صفت مرکب) بنا ہوا ہے (داغ پلنگ میں وحشت ہوتی ہے) مطلب
 یہ ہے کہ بیابان کے ہر ذرہ نے داغ پلنگ سے وحشت اخذ کی ہے اور وہ جنوں کی چٹنگ زنی
 کر رہا ہے یعنی جنوں کیلئے بچے اچھا رہا ہے پلنگ کے مہم شکم کے معنی (میرے لئے)

یا میرے عقین (میں)۔
 طہرے از شوق نہ لبستم چہ بندیا چہ بوقبے بجا دگر افکند فشار دل تنگم
 حل۔ نہ بچے دنیا کا شوق ہوا نہ عقیدہ کا۔ دل تنگ سے فشار نے بچے ایک دوسرے عالم
 (افشا و محبت محبوب لم یزل) پھینک دیا۔ یعنی دنیا و عقبی دونوں کی محبت سے میرا دل تنگ
 آگیا تھا فشار کا کام مجھے کرنا ہے مگر یہاں فشار نے دوسرے عالم میں پھینک دیا۔ یہی
 ہے کلام کی شوقی سچان الیہ۔

توان کرد این بجز بگر صید بختیہ جو ہر آئینہ دار پیر و از خدنگم
 حل۔ میں اس عاجزی کے ساتھ مجاہدیت کے کسی شے کو شکار نہیں کر سکتا۔ میرے
 تیر کے پرواز کا آئینہ کا جو ہر کہتا ہے جس میں جبریت ہوتی ہے۔
 در برت تاشوم منفعل ساز فشردن چو نفیس کاش بیائیکر عنایت

حل۔ تاکہ تیری راہ میں قدم نہ جانے کی طیاری کا منفعل نہوں۔ سانس کی طرح جھیکے
 پاؤں میں باگ (طاقت رفتار) نہیں لگتا ہوں یعنی جیلر میری سانس چلنے سے
 عاجز ہے اس لیے طرح پاؤں بھی عاجز ہے پس میں قدم جانے سے منفل ہوں
 کاشن معنی کش۔

عالمی شہر چوگر پہلے سپر ریجنوومن وامن نازکہ دارو شکن آرائی رنگم
 حل۔ ایک عالمی طرح چارٹا ہے اور میں ریجنوومن۔ وامن نازکس
 کے پاس ہے میں تو ہمہ تن اپنے رنگ کی شکن آرائی بنا ہوا ہوں یعنی
 رنگ میں میں چٹین (اؤٹوم ڈال رہا ہوں کہ وہ شکستہ رہے تو وامن
 کہاں سے آئے۔

نئے نیاز فرم نہ منحنانہ سیرنگ دو عالم کلک تصویروں درمیں ہر موست رنگم
 حل۔ میں سیرنگ دو عالم کے منحنانہ سے بے پروا ہوں یعنی اسپر فریڈت نہیں
 ہوتا میں تو تیری تصویر کا مو قلم ہوں جسکے ہر مو میں ملک فرنگ موجود ہے۔
 پہل فرنگ نے تصویر میں شراخترا کیا ہے گویا بال کی کہاں نکلی ہے۔
 شو موج خطر افعانہ تشویش کے وارد عافیت دور آراستہ در کام ہننگم
 حل۔ موج خطر کا شور اور تشویش کا افسانہ کون رکھتا ہے یہی موج کے خوف سے
 گواہ چیتنا چلاتا ہے میری کشتی تو عافیت نے تاکے کے منحنہ میں آراستہ کر رکھی

ہے یعنی میں خود اپنی ملکیت چاہتا ہوں تو موج کا کیا غم۔
 میکشد مجھ پر طاقی شمع تختہ بیدل آئینہ صدر رنگ شتابت درنگم
 حل۔ ہیرت شمع کی عمل بیطاعتی کو کھینچ رہی ہے یعنی شمع ہر وقت اپنی بیطاعتی
 سے ہیرت میں رہے اسے بیدل میری درنگ سو طرح کی مشتاب کا آئینہ سے جس
 طرح شمع بظاہر ٹھہری ہوئی ہے مگر حقیقت میں روان ہے اس طرح میں تختہ کی

حالت میں روان ہوں۔
 تو کیم مطلق تو کیم لپکتی فینیکس جوانیم در دیگر رنگا کہ من کا روہم چو براہیم
 حل۔ ایذا تو کیم مطلق تو اور میں گدا ہوں تو بلا سنے کے سوا تو کچھ نہیں کر سکتا کوئی
 دو سر گھر دکھا۔ اگر تو مجھے اپنے دروازے سے نکالے تو میں کہاں جاؤں۔

آئیں وہ انہی آداب سے اور سرگشتی کے چھینکے کے غلابا مارنا ہی عذاب عبادت ہے
جسے رغبت سے بہشت کو اپنے اوپر جہنم کر دیا ہے۔ اگر دل گناہ کی شرم سے
بانی ہو جائے تو گو بہر خواہ۔

نکمت۔ آدمی بہشت اقصیٰ احوال دشمن آسائش خود بہشت اگر در منزل
است فضولی ہوا تو سفرش بہ بیابان سرگ دوری وطن میدارد و اگر بہ سفر بہشت غار خار
سودا وطن دامنش سے گزار دہ در صورت سفر بہر مایہ کیفیت سفر است و نہ در وقت
وطن باغیر از جمیع وطن۔ حالے در تلاش ہی حاصل نفس گذارند و میگردانند۔ خلق
بتردد بیفائدہ رنگ مستی باشت و دیدارند۔ نقد عافیت مفت قدر دانے کہ ہر جا چاہے
گرم کردار و مفت زوق وطن شہر دوہر کا پہلو گر شدت قدم خور سندی و مسکن
مالوف افشرد۔

حل۔ آدمی اقصیٰ امید کی وجہ سے تمام حالتوں میں اپنی آسائش کا دشمن بہشت اگر
منزل نہیں ہے دوری وطن کی مگر گنہگار ان گاہی ہے یعنی اس بات پر تر ہے کہ کسی
طرح وطن میں جاؤں اور اگر سفر میں ہے جب ہی سودا سے محبت وطن کا خار خار
اُس کا دامن نہیں چھوڑتا۔ نہ سفر میں کیفیت سفر کا بہرہ یاب ہے نہ وطن میں جمیع
(اطمینان) وطن سے باخبر ہے۔ ایک عالم فضول تلاش میں اپنی سانس کو گھلایا ہے
اور ایک مخلوق بیفائدہ تردد میں ہستی کا رنگ کھیل رہی ہے۔ ایک قدر دان یہاں نہیں
جگہ گرم کرے یعنی مقیم نہ نقد عافیت کو جو مفت ملا ہے زوق وطن کے مضامین سے
گئے اور جہاں کہیں پہلو چھوڑے (قیام کرے) خوشی کا قدم نہ سکن مالوف

(عالم بقاء میں بھاسے)

مقصود از ارم بہشت ای کو شش کلن آراوا بیدار خان طلب جاویم سر منزل بہشت
حل۔ ہمارا مقصد تو محض ارم ہے اسے کو شش کلن تکلیف نہ دے۔ بولوگ طلب ہے
و ماغ زماشا بہشت آئیکہ لئے راستہ بھی سر منزل ہے۔
شکلہ کلان را کو شش قناعین کردن است ہر کجا عشق آدم ہا سو خستہ تمام حاکم است
حل۔ بولوگ شکلہ کار (محبت میں چلے شخصہ میں) آئیکہ خاکستر پر قناعین کرنا لازم ہے
جسکا کسان عشق ہے اُسکا حاصل جہان ہے۔

تشیخ کا لڑانہ انجانہ قناعت کر دینا
 محل - جو لوگ تشیخ کا رشتہ میں جیسے بیٹے ہوئے ہیں انکو خاکستہ قناعت کرنا لازم ہے
 چنانچہ اس وقت تشیخ سے اسکا محاصل جانا ہے۔

نکتہ - معصوم ترین انسان کی سچ سے سچہ قناعت خیرات میں بہا و برآمدہ انتظار فضولی بہت و دشوار
 ترین قیاسیاتی سچ متوقعہ اور وعدہ گاہ امید اندازندہ ناقولی -

محل - سخت تر قناعت جیسے خیال کا قناعت کر کے کوئی امید وار نہ ہو (اسکو خیال میں بھی
 ناکامی) انتظار سے کوئی پرفضولی بہت اور مشکل ترقیامت جسکی حکم وعدہ گاہ امید نہیں

کوئی امید وار کر سکے ناقولی ہے یعنی انتظار فضولی ہے اور وعدہ نامقبول ہے
 دیکھنا کہ مستقبل آئندہ دار قناعت پیدا ہے تیرہ روزی اجڑا آئندہ

عمری بہت از امید ولی نقش آئندہ
 گر کھن کم نگاہ فتنہ واسے آئندہ

محل - بہاول کعبہ مستقبل قناعت گاہ آئندہ دار ہے یعنی آئندہ کے صاف کر نیے صاف
 غافل ہے وہاں اجڑاؤ آئندہ کی تیرہ روزی ظاہر ہے - اپنی آئینے سے جب مستقبل قناعت کے

آؤ آئینہ بہت ہی بڑا ہے ایک مدت سے ہم امید والی کا نقش باندھے ہوئے ہیں مگر
 کھن کم نگاہ ہو تو آئینہ پر فوس ہے۔

بیکمین - جو کہ مستقبل کے مجموعہ انتظار قناعت
 محل - میں اپنے دوست کی گھات میں ہوں کہ اسکو شیخ کی طرح انتظار سے گرا دوں

کیونکہ شیخ کا دعویٰ ہے کہ ہستی بالکل فضول ہے۔ میں سر کو پاؤں کے پتھر پھینک دینے
 والی ہوں اور سر سے گرنے والی رنگ گردن ہوں یعنی ہم تن بجز ہوں خود

کا دور کرنے والا ہوں پس ہستی کے وجود کا دعویٰ کیونکر قبول کر سکتا ہوں جس پر
 خود ہی غور ہے۔

تغییر عالم - جو کہ مستقبل کے غبار سے چاندی کی خواہش اور زر کی فکر فضول ہے
 محل - عالم غبار سے دنیا کے غبار سے چاندی کی خواہش اور زر کی فکر فضول ہے

سینے تو ایسا اثر ہی حاصل نہیں کیا کہ آؤں اور محل باہر والوں یعنی سینے دنیا کے
 سیم وزر سے متاثر ہو سکے گا یا خواہش ہی نہیں کی۔ یہاں غبار کے سو گیا خاک ہے

بہاؤ وادی - جس کا چاہیے کہ اسکا
 محل - غبار کے سیم وزر سے متاثر ہو سکے گا یا خواہش ہی نہیں کی۔ یہاں غبار کے سو گیا خاک ہے

محل۔ جس اور کوشش کے سوا داری میں کونسی امید میرا دل کھینچے یعنی مجھے
 دنیا سے کسی قسم کی آرزو نہیں آسمان ایک اٹلس لائے تاکہ اسکی چوٹی بنا کر کہہ
 کی پہلے پڑاؤں میری امید کا کل تو اس سے ملو داغ ہے۔
 اگر تم در طلبِ فایز بناؤ داغِ غمتِ رضا دو چہا با کشن دل گدازم طرح یک جگر افغانم
 حل۔ اگر ترسے داغ کی بنیاد پر رضا را ہی چو فای طلب دے کہ میں اپنی وفاداری
 پوری کروں تو دو دو جہاں کو دل کی آگ میں گلا دوں اور اُن سے ایک جگر کی بنیادوں
 میں تیرا داغ غم مجھے اس قدر عزیز ہے۔
 تیرا نشانِ بوفاقِ قرین مگر از سجودِ ادب مکن چو شمشادِ جبین کہ بانِ بکا کز در
 حل۔ بجز سجدے سے جو ادب مکن ہے یعنی شکی گھات میں ادب لگا ہوا ہے قرین
 وفا ہونا ممکن نہیں ناں تیرا پیشانی آنسوؤں کی طرح پاؤں نکالے تاکہ مشرق کی بکاف
 اگر ڈالوں (داخل ہوں) یعنی مضرط مرنشک ادب کے ساتھ چلتا ہے اسی
 طرح میری پیشانی پاؤں نکال کر چلے۔
 المیکہ بجکر آؤم بجار سید نہ آؤم کہ بکوہ اگر ز آؤم بعد از ذکر افغانم
 حل۔ بولم کہ جگر پر لاؤں اسکو سینہ سے کہاں نکالوں کہونکہ اگر بیاؤں میری اسکی
 گزراؤں تو اسکی مدد سے بہار کو کہر سے گردوں یعنی بہار کی مکر ٹوٹ جائے۔
 چہ قدر بزمِ صلاب مگر کہ دمِ شتاب ہوسن مگر مشرق گر و شمس سن انیم آؤم میرا فغانم
 حل۔ اب وہی دنیا کے میدان میں ہوس کی جنگ پہلے بکشتک شرمندہ کر کے
 دل سے شکست پانے یا اسکے بڑے بڑے ہو جائیے جو گردید اہو اس سے ہلکوں
 کو نہ کروں اور ڈو حال چھینکوں۔ قاعدہ ہے کہ گرد سے ہلکوں چھینک جاتی ہیں۔
 میرا غم از قہر پاخور و چہ بفری بالظرفانم
 حل۔ جس را دین یک دید (بہر خوف) کا کل مجھے کہہ کر کہی ہوسن کر تاسیہ داناں
 میری کیفیت ہے کہ کہ گمیں سر کو پیش نظر راننا ہوں تو میرا پوچھو کہہتا ہے یعنی
 پلکوں ٹھانڈی دین کہ میری پیش پا کوں ڈالے۔
 چو صحابہ پریم از تری چو آئینہ پتھر تری مگر الفعاں سیکری ہو تو کہ نہ پرا فغانم
 حل۔ میں شصت شراخواری (عیش دنیا کی ہوا میں پاؤں اڑتا ہوں) جیسے تری

سکے باقی اہلکاروں کے لئے (۱۰۰ روپے) صرف آٹھ سو روپے میں سپینے لگے ہوئے منصب
 تہذیبی ہیں جن میں اہلکاروں کی کماحقہ ہونا ہے۔ کاش انھیں اس سلسلے میں
 ہو جو اس سلسلے میں اہلکاروں کی سپینے لگے ہوئے منصب کے میں اپنے ہر گز اور جن میں اس
 مند ہو جائے کہ ان کی سپینے لگے ہوئے منصب کے میں اپنے ہر گز اور جن میں اس
 دیکھ کر میری (۱۰۰ روپے) سپینے لگے ہوئے منصب کے میں اپنے ہر گز اور جن میں اس
 پچھلے میں اپنے ہر گز اور جن میں اس سپینے لگے ہوئے منصب کے میں اپنے ہر گز اور جن میں اس
 حل ہے۔ ایسی شکل میں رہنمائی کے ساتھ ہوں اور چلنے کا غم ہے۔ میں شیخ علیہ السلام
 کی نعل میں گو ہر ڈالوں گا تو وہ شہر ہو سکے۔ یعنی شیخ کے پاس بھرے ہوئے

اور کیا سہا ہے۔
 میری گانہ میری سہا ہے۔ میری سہا ہے۔ میری سہا ہے۔ میری سہا ہے۔ میری سہا ہے۔
 حل ہے۔ میری سہا ہے۔ میری سہا ہے۔ میری سہا ہے۔ میری سہا ہے۔ میری سہا ہے۔
 میری سہا ہے۔ میری سہا ہے۔ میری سہا ہے۔ میری سہا ہے۔ میری سہا ہے۔
 آسمان پر چھوٹے تھے۔ میری سہا ہے۔ میری سہا ہے۔ میری سہا ہے۔ میری سہا ہے۔
 غبار کو چھوٹے تھے۔ میری سہا ہے۔ میری سہا ہے۔ میری سہا ہے۔ میری سہا ہے۔
 زمین پر چھوٹے تھے۔ میری سہا ہے۔ میری سہا ہے۔ میری سہا ہے۔ میری سہا ہے۔
 میری سہا ہے۔ میری سہا ہے۔ میری سہا ہے۔ میری سہا ہے۔ میری سہا ہے۔

میرے افسر کی کہان ہوئی۔
 زلفیہ میری سہا ہے۔ میری سہا ہے۔ میری سہا ہے۔ میری سہا ہے۔ میری سہا ہے۔
 حل ہے۔ میری سہا ہے۔ میری سہا ہے۔ میری سہا ہے۔ میری سہا ہے۔ میری سہا ہے۔
 میں وہاں سے لگے لگے میری سہا ہے۔ میری سہا ہے۔ میری سہا ہے۔ میری سہا ہے۔
 میری سہا ہے۔ میری سہا ہے۔ میری سہا ہے۔ میری سہا ہے۔ میری سہا ہے۔
 میری سہا ہے۔ میری سہا ہے۔ میری سہا ہے۔ میری سہا ہے۔ میری سہا ہے۔

میرے افسر کی کہان ہوئی۔
 زلفیہ میری سہا ہے۔ میری سہا ہے۔ میری سہا ہے۔ میری سہا ہے۔ میری سہا ہے۔
 حل ہے۔ میری سہا ہے۔ میری سہا ہے۔ میری سہا ہے۔ میری سہا ہے۔ میری سہا ہے۔
 میں وہاں سے لگے لگے میری سہا ہے۔ میری سہا ہے۔ میری سہا ہے۔ میری سہا ہے۔
 میری سہا ہے۔ میری سہا ہے۔ میری سہا ہے۔ میری سہا ہے۔ میری سہا ہے۔
 میری سہا ہے۔ میری سہا ہے۔ میری سہا ہے۔ میری سہا ہے۔ میری سہا ہے۔

نہ خیال نہ تیرے ہم قوج بہار شکستہم خوشنما آنکھ سیر پر گئی رطاسم شیشیا
 حل ہر جیسے خیال معشوق کے باعث سینے آنکھ بند کر لی ہے بہار کا پیالہ توڑ والا ہے
 سیر گل کو بیچ بکھا ہے اسے مخاطب تیرے حق میں بھی اچھا ہے کہ میرے ملا ہے شیشیا
 غامی سے پری کی سیر کر سے - یعنی یہ ان خیال ایک شیشیا غلط ہے جسم پر ہی
 قید کی گئی ہے تو اس غلط سے پری کو دیکھ نہ نظر نہ دن اور با دیگر دن کا ایک گرتہ ہے
 ہوشیہ بازی کا قاشاد کہا ہے -

ہو سوہم زغالہ اثر چچ مدعا شکستہ نظر نہدا استخوان منہ لوگر بند نشان تیر ہو دم
 حل - یہ انالہ ہے اثر ہے کسی نشانے پر نہیں لگتا مہری ہو س کس نہ لگا کیلئے اپنی
 نظر توڑ سے - اب میری اس تیر ہو ائی (نالمہ) کے نشانہ کیلئے نہ تو اپنی استخوان لگا ہے
 پھر بھی بے اثر ہے میری کیونکہ استخوان پر تیر اثر لگا مطلب یہ ہے کہ میر انالہ بانہ دی
 پر جاتا ہے گر بے اثر ہے -

نہ شیشیا کہ گم مکان شہ پر کہ ہر ہم از میان ننگی لبشود امتحان ستم آتشیاں رما نیم
 حل - نہ تو میرے لئے کوئی نقص ہے جسکو اپنا مکان بناؤں نہ پر ہے کہ درمیان
 سے آٹھاؤں اسے مخاطب تو عشوہ امتحان سے بچے رمائی کا ستم آتشیاں نہ بنا
 یعنی رما کر دینے سے میرے اڑنے کا امتحان کرنا بچے ستم کے آتشیاں میں
 قید کرنا ہے کیونکہ مجھے نہ اوڑا جاتا ہے نہ میرے شتم کو کہیں جگہ ہے (ستم
 آتشیاں رما نیم) ننگی کا مفعول ہے -

یکجا است رفیق آندان کہ تیریم کشد از وطن ز فسون صنعت و نظم وطن ہو س ازما
 حل - آنا اور جانا کہاں ہے کہ بچے وطن سے غربت میں پہنچے ہیں اپنے وہم و گمان
 کے فسون صنعت سے جدا ہو آزا ماہون یعنی جدائی کی غرض ہو س ہے
 ہیں تو بہت چاہتا ہوں کہ کسی طرح وطن سے نکلوں لیکن نہ جانے کی
 طاقت ہے نہ آئے گی -

بچہ خانہ رسیدہم نہ زلزلہ پردہ و میدہم شمر نہال شیشیا چمن بہار خند انیم
 حل - میں ہزار ہوں سے آگاہ ہوں تب جلوہ کے جہاں میں پہنچا ہوں - میں
 حقیقت الہی کے قہاں کا قہر اور بہار خدائی کا چمن ہوں (وحدت الوجود اور جنس

باری کا عالم اجمالی و تفصیلی میں
 سرگرم فسون میں دل میں جو نقش و خون
 حل۔ کہیے کے سر میں میرا ہی فسون عشق ہے اور تجا نہ کادل میرا ہے۔ یہی فسون کا خوش چو
 سے مخاطب تو میرے جنوں کی سیر سے نگر رہی ضرور یہ کہ یہ کہہ میں ہمہ جانی قیامت
 ہوں میں نے عالم امکان پر قیامت برپا کر رکھی ہے
 یہ نگاہ حیرت کامل پر خیال عقده مشکاکم
 حل۔ میں کو کون کی نگاہ میں کامل حیرت ہوں اور خیال میں عقده مشکاکم ہوں میں تو
 قدرت بیدل کے جہان سے ہوں نہ زمینی ہوں نہ آسمانی (حقیقت واجب الوجود ہوں)
 شکستہ۔ تحریر و تقریر برابر اکثر موافق قدرت عوام است نہ مخالف بہمت خواص میں مقام
 کہ خواص اس سے تکلف الفاظ معنی مانظر بہت عوام باوجود اصلاح بیان در فہم عبارت
 نیز معذور۔ تہذیب کلام تا بجنیف نفع ان سرمد طبع عوام از چہل مطلق نرماند و ہر تو اقرب
 تا جہدہ بجاک فمال رنگ از طبیعت سایہ مرتفع نگر داند۔ اگر حسن تحقیق بہ کمال ذاتی جلوہ
 غایب بر غصیف نگاہان نہیں تصور ظلم است اگر جمال معنی از کشف اصلی رنگ نگر داند بر
 لفظ آشنا بیان عالم صورت مستقیم۔ درین صورت عالم مدرسہ جال الہی سنان قیام
 قال منہر باید فہمیدہ در موز خلوت کلدہ یقین از حرف و صورت عقل و ہم و گمان
 مبرا باید اندیشید۔
 حل۔ تحریر اور تقریر اگر مرتبہ عوام کی فطرت کے موافق ہے نکلے ان خواص کے مطابق
 جو معنی مقام ہیں کیونکہ خواص بدون تکلیف کے الفاظ کے معانی دیکھتے ہیں اور
 عوام باوجود واضح کردینے بیان کے عبارت کے سمجھنے سے معذور ہیں۔ کلام کا مرتبہ
 جب نفع ان کی بیتی میں نہ پڑے عوام کی طبیعت کو چہل مرکب سے پیچہ زائیکا اور اقرب
 کا حسن جنس خاک بر ما تھا چھپے سایہ کی طبیعت سے رنگ (تاریکی) دور کر دیا
 در حسن تحقیق جسک اپنے کمال ذاتی سے جلوہ دکھائے تو انجن تصور کی ضعیف نگاہ
 پر ظلم ہے کہ وہ اس جلوہ سے کہ دیکھنے کی تاب نہیں رکھتے (اور اگر جمال معنی
 اپنی اصلی کیفیت سے رنگ کو نہ چھڑائے تو عالم صورت کے لفظ آشنا میں پرستہ ہے
 (کیونکہ انہیں معنی کے سمجھنے کی طاقت نہیں) اس صورت میں عارفوں کے مدرسہ حال

کو کتب فیل و قال اجد سے پاک اور خلوت کندہ نقیصہ کی دوز کو محفل دہم گان
(ایل دنیا) کے حرف و صوت سے بے راسخ چاہئے۔

مہر جن ہم دست گزروں خضر فریب، زینت پنجاب نگاہ بو الہوس اغیار عاشق یار می بیند

حل۔ یہی محفل (امکان) ہے کہ یہاں خوب وزشت ہے فریب سے عاشق سے
اغیار کو بو الہوس کی نگاہ یار دیکھتی ہے یعنی اغیار کو یار بکھتی ہے عداوت کے ساتھ
اور یہ مصیب عاشق کے غیر (رقیب) ہیں اغیار عاشق بیند کا معنوی اور یار
معنوی ثانی اور نگاہ بو الہوس فاعل ہے۔

بحال اگر کہ وہ بینی طراوت مایہ گلہا چو بر آئینہ باشد کلفت زنگار می بیند
حل۔ وہی پانی جو چھلون کیلئے مایہ طراوت ہے جب آئینہ پر ہوگا تو آئینہ اس سے بے رنگ
کی کلفت دیکھگا۔ یہ بیند کا فاعل آئینہ ہے۔

دل پر قطرہ گرد اپنے است خواص حقیقت را تامل در عزم ہو گره ہمد بار سے بیند
حل۔ یہ قطرہ کامل خواص حقیقت (عارف) کے لئے ایک گرد آئینہ جس سے وہ حقیقت
کے موقی نکالتا ہے یہاں تامل مرثیہ سوار گره دیکھتا ہے یعنی رمز حقیقت
سے واقف ہونا مشکل ہے۔

صدرا کو ہم دشت است جولا نگاہ آزادی سرشک انہ نارسائی دشت لکھنا رمی بیند
حل۔ پہاڑ کشنا اور چٹا ہے گردہ آواز کیلئے جولا نگاہ آزادی کا دشت ہے کیونکہ آواز
پہاڑ پر دوڑ جاتی ہے اور سرشک جو نارسا ہے دشت کو بھی پہاڑ جانتا ہے کیونکہ آنسو
نہ دوڑ سکتا ہے نہ بند ہی پر چڑھ سکتا ہے۔

حقیقت سطر میرنگی است کہ نقص کمالی خود یکے اسرار ہو خواند یکو اظہار سے بیند
حل۔ حقیقت الہی میں فی حد ذاته کوئی رنگ نہیں وہ میرنگی کی سطر ہے کیونکہ اپنے
نقص و کمال کے موافق کوئی اسرار سمجھتا ہے اور کوئی عین اظہار جانتا ہے پہلا مرتبہ
ناقص کا اور دوسرا مرتبہ عارف کا ہے۔

یکو از تپیدن بو جو دشت ہم غر آید یکو در نقش با ہم صورت رفتار می بیند
حل۔ ایک کو کسی کے ترپنے میں بھی دشت کی بو نہیں آتی ایک نقش با ہم صورت رفتار می بیند
ہے کہ گرم رفتار ہیں۔

تفاوت گزینا شد قضاوت ساز و قوت ما چرخ شکل دو سیک چشم احوال چار و بند
حل - اگر سامان قدرت تفاوت کا مقصد نه نو بیست کی آنکس کیوں دو پیکر شکل
کو چار و پیکر ہے۔

نفس ناول حلقہ اللفظ پرستی یا عاشق را برین جادہ تا منزل همان زنا را بیند
حل - عاشق کے لئے سالس دل تک الفت پرستیوں کا خط (دستاویز) ہے ہر
اپنا راستہ منزل تک وہی زنا دیکھتا ہے۔ یعنی اسی راستے (زنا سے) منزل
مقصود تک پہنچتا ہے۔

قوم سنا کا حیرت کن کہ در وحشت گہ فرصت خیال آئینہ کا آرد و دیار سے بیند
حل - تو ہی حیرت کا سامان یہ کہ کہ فرصت کی وحشت گاہ میں خیال طرح طرح کے آئینے
لاتا ہے آرد و دیار دیکھتا ہے کیونکہ عاشق کو فرصت کہاں اُسکو تو فرصت سے حشر
ہوتی ہے پس حیرت کا پید اگر نا ضروری ہے تاکہ وحشت پہاگ جائے حیرت
سکون چاقی ہے۔

نگاہ شوق پیدا کن قاشا کا قاشا کن دو عالم جلوہ است و آئینہ شوار مو بیند
حل - شوق کی نگاہ پیدا کر اور قاشوں کا قاشا کر یعنی دیکھ - دو عالم محبوب حقیقی کا
جلوہ ہے مگر جب جلوے کا اثر نہیں اُسکو مشکل نظر آتی ہے۔

مکتبہ حسن اگر بستانیش آئینہ پرواز در خور جلوہ خودش باید ستود و صحن چون بتو
لفظ کو شہر ہماں رنگینی بہار خود خواہ نہو رنگ توجہ کمال است پھر منظور کلفت لفظ
جا برداشت و شرم بہر ان آگاہی دامن مرغوب بزم امش تصور انباشتن در نہ ہو ہم
در غبار ہستی جبہ قباچہ ناپیدائی می شود گری نگاہ آفتابش آئینہ چشمک عروج زود
و قطرہ مدوم در قمر ناکسی بر شہ قیز نے پیوست ہرگز نیدن اقبال محیطش کلاہ گوہر
آرائی شکست پس در دراکہ در آغوش پرتو آفتاب جادہ کمر ازناہش نباید شہر و
قطرہ کو چھو سامان بزرگی بختہ جز بچگی نام توان بردن۔

حل - اگر حسن آئینہ کی تعریف کرے تو وہ آپ اپنے جلوے کی تعریف کرنا بلا ہو
جسکا عکس آئینے میں پڑتا ہے اور معنی جملہ الفاظ کی کوشش کر لگا تو اپنی ہی پیا
کی رنگینی دکھائیگا کیونکہ معانی الفاظ ہی پیدا ہوتے ہیں توجہ کمال کیلئے رنگ ہے چہرہ

پر جو اسکا دیکھا ہوا ہے تو وہ کہہ لے اٹھیکا تو اپنی جگہ (مرتبہ) کو نقد مارن پھنچا دیا اور
 میدان آگاہی کیلئے شرم سے سر غروب (وہ شہ) جسکی بجانب آگاہی کی رحمت ہے)
 کے دامن کو خسران پیش نہ ہو ۔ یہ ایک قاعدہ ہے کہ میدان میں چلتے سے
 خاک اڑتی ہے اور دامن پر پرتی ہے حالانکہ سر غروب کا دامن اس سے پاک رہنا
 چاہئے نرہ کو موسوم غبار ہستی میں تسلیم فنا کی پیشانی بچاتا ہے یعنی معدوم ہو جاتا
 ہے نگاہ آفتاب کی گری نے اسکی تنگ غروج کا آئینہ صاف کر دیا (یہ قاعدہ ہے کہ
 غبار جب اڑتا ہے تو اسکی ذرے سے شعاع آفتاب میں چلنے لگتے ہیں اور قطرہ معدوم
 نور ناکسی میں کسی غیر کے رشتہ سے پیوند نہ کرتا تھا بالآخر دریا کے قبول کر سنے تو اسکی کاہ
 گوہر آرائی کوئی یعنی خوشنما اور قیمتی کر دیا کیونکہ قطر سے سے دریائیں مٹی پیدا ہو سکتی ہیں
 پس جس ذرے کو آفتاب اپنے پر تو کے آغوش میں بگھلے اسکی پائندہ نہ کہم نہ گھونا
 چاہئے کیونکہ چاند اور زورہ دو تو آفتاب ہی سے مستفید ہوتے ہیں اور جس قطرہ کو دریا
 بزرگی کا سدا مان چلنے اسکو دجلگی (ندی ہونے) کے نام کے سوا دوسرے نام سے
 نہ پکارا جاتا ہے کیونکہ قطرہ اور ندی وہ تو کاسر ہا یہ دریا ہے ۔

دو لہا آئینہ کمر درد تھا چلبہا ی حسن خاک شد در زیر رنگ جو ہر سپرد انکرو
 حل ۔ اسے افحس بہرست آئینے ہیں کہ جن کی ہے پرہائون کے درد (مدوم) سے
 رنگ کیونکہ خاک ہر شے کو جو ہر سپرد انکیر
 اسے بسا چھپا کر انرا اتفاقا تہا ی اسر
 حل ۔ اسے افحس بہرست آئینے ہیں کہ اسر کی اتفاقیوں سے آنکھ لئے رشتہ دار
 حیرن باس سے ستر کلا ۔ یعنی وہ نہ اسے ۔

شیشہ کا درخت افحس اسکا چہرہ تھا خود خود درہم شکست بائیسے سوا انکرو
 حل ۔ افحس بہرست اسکا چہرہ تھا خود خود درہم شکست بائیسے سوا انکرو
 سوا انکیر یعنی شیشہ شراب نہ بہری

گرچہ رنگ بہت موقوف بہر جاوہریت درہم ہوئی ہر شے گل بال شونی وانکرو
 حل ۔ کوئی شے اگر بہت رنگ سے نوجاوہر جاوہریت بہر ہر شے رنگ بدلی میں ہوتی
 ہیں اور کوئی شے اگر عام ہو ہے بغیر گل کے شونی کا بازو اسے نہیں کہو لہ دخنو شہر ہر

پہول کے پیدا نہیں ہو سکتی کیسیت منظور تو شد کنز عالم استغنا نکند
 قید کلفت سے بیدار نہ ہو سکتا مگر کلفت کی محنت
 حل نہیں ہو آفتاب کی آشنا ہے قید کلفت کی محنت نہیں یعنی آفتاب کی محبت
 میں میری ہو جاتی ہے سو جو درہنہ اسکے لئے کلفت ہے کون ہے جسے تیرا منظر
 نظر ہو کر عالم سے استغنا نہیں کیا یہی جس پر تیری نظر ہو گی دینا دینا سے مستغنی
 ہو جائیگا۔

پہچنان در حسرت دیدار چاہا لنگا نالہ امرا جز یہ ہو احو قاشقہ رخسار نکند
 حل۔ نگاہ حسرت دیدار میں بدستور برہم ہی ہے مگر دیدار نہیں ہوتا میرے نالہ اور جز
 ہوانے قامت دیدار کے کہیں تو صورت نہیں کیا۔ یعنی نالہ اگر دل سے نکلتا ہے
 تو صریح ہوانے قامت میں۔

غبارِ باہم بہر تپیدن از بیدار دوزخ گارم ہستہ فرمود خامدہ ناز فریاد دوزخ گارم
 حل۔ میں غفلت فریاد ہزار مرتبہ لکھوں مگر ہر تپنے میں غبارِ دوزخ گارم یعنی فریادِ بے جا ہے اور
 تڑپنا فضول ہے۔ یہ اقلیم سر میں گہسا ہوا ہے ہر تپنے میں فریادِ لکھ رہا ہوں یعنی قلم ساکت ہے
 اور میں فریادِ لکھنا چاہتا ہوں۔
 جسکتب طالع آزمائی ندامت از بانگنی تا قفا زانو و نارسائی دماغ فریاد دوزخ گارم

حل۔ میں طالع آزمائی کو کتب میں جانگزی سے رٹائی نہیں کر رہتا۔ یعنی چاہتا ہوں کہ
 جانگزی کروں مگر نہیں کر سکتا۔ اب نارسائی کے زانو کے پیچھے فریادِ دماغ لکھ رہا ہوں
 بچے زانو کے پیچھے غنچہ وغیرہ رکھ کر لکھنے کی مشق کرتے ہیں مجھ سے فریاد کی طرح جانگزی تو
 نہیں کر سکتی صرف فریادِ دماغ۔ دماغ لکھ رہا ہوں یعنی خیالی جانگزی میں مصروف ہوں
 اگر مشقِ تارو و سر ز قفا نرسائی ہستہ فرمود خامدہ ناز فریاد دوزخ گارم
 حل۔ اگر قفاش کے ذریعہ سے مشقِ تارو (موقلم) کے سر مشق پر پہنچ جائے
 تو پھر دیکھو کہ پردہ چشم سے لیکر سر تک کیا کیا حیرت آباد کی تصویر نقش کرتا ہوں
 مگر عینِ عدم ہے لہذا ہستہ میں معدوم سے در زمین دنیا کو حیرت کا مٹا دکھا
 دیتا۔ تارو سے مراد سرگان ہے جو در سر سے مہرِ عینِ مذکور ہے۔

ز سر عنوانِ ناز مالی باد کہ توبہ قفا نرسائی شگفتہ مالی پیرِ بیدار دوزخ گارم

حل۔ یا خلا میری سطر عنان سے جس کو بچنے مل دیا۔ یہے مکتوب شوق کبھی خالی
 نہ ہو۔ میں شکستہ حالی کے آستان سے ہٹا دو کو ایک پر لکھ رہا ہوں۔ میرا مکتوب شوق
 شکستہ حالی کا ہے یہی میں ہٹا دو کا اسیر ہونا چاہتا ہوں اگرچہ میرے بال و پیر
 ٹوٹے ہوئے ہیں۔
 تعاقبات کر دیا عالم جہان گیم چرانہ عالم فراست بہار نکستہ عالم فراست بائیں نگار
 حل۔ تیرے نفاظ نے مجھے باطل کر دیا ہے میں کیوں کر نہ روؤں کہ کو نکال نہ کروں۔
 اب یہ لکھ رہا ہوں کہ خدا کو سے میرے رنگ۔ حال کی فراستوں ہی مجھے فراست ہو فراستوں
 کا فراستوں ہر یاد دلانا ہے یعنی تو مجھے یاد کر سے۔
 نہ کرو دی جو گیم از سوار نہ رنگت جو اہم از بیکار شکستہ ملک اعتدالی لوح ایجاد رنگارنگ
 حل۔ نہ میں کسی سواری گروہوں نہ تھا ہوں نہ کسی ہمارے رنگ چاہتا ہوں میں تو
 اعتبارا کثرت قلم ہوں جس سے لوح ایجاد پر کر سے کوڑے کچھ رہا ہوں یعنی میں
 ایک فضول اور ہے اعتبار سستی ہوں۔
 دین فطرت نام کنوں دریا زوئی خلد میر
 حل۔ میں فطرت کا رافع نہیں کہتا کہ قلم کی نوک سے اس کو باہر نکالوں۔ دل کی نہیں ہے۔
 خون کو دہرا ہے جبکہ فساد کے سامنے کہہ رہا ہوں۔ یعنی اشعار میں خون دل میں جو خود
 بخود جو شہ مار تے ہیں قصا کو فساد گارنے کی ہی ضرورت نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ بلا
 تحریک حرکت مضامین پیدا ہو رہے ہیں۔
 ہرگز نہ توئی اماں اسمہ دام کی مسیبت ہنوز نقشے زربال عنقا بھفرے لکھو نگار
 حل۔ میں گروہوں سے باہر گیا ہوں یعنی مجھ میں نمود کی گروہی نہیں مگر اپنے اسم سے
 سخی کا نام رکھتا ہوں کہ اسم تو ہے مگر جسے نہیں (ہستی کا نام ہی نام ہے جو وہ نہیں)
 گویا صفرا یا دہر مال عنقا سے ایک نقش رکھ رہا ہوں۔ جب بال عنقا سوم ہے نقش
 ہی موروم ہے یا وہی باقی نہ لگی۔
 ہنوز نقشے زربال عنقا بھفرے لکھو نگار
 حل۔ میں تجھ ہی حقیقت الہی یا حقیقت دیو کا نقش لکھنے میں رشتہ و مست ہوں یعنی یہ
 ہاں میں رشتہ ہے لکہ نہیں سکتا۔ جس وقت تخلیق کا یہ قلم توڑ ڈالوں گا نقش ہزار

جیسے ہزار نقاش پیدا کر دو نگاہیں ترکیب سے نقش پر رنگ باندھ رہا ہوں یہ
سراسر قضا ہے۔

یعنی عرفان الہی کا حصول اور راک اور عقل سے غیر ممکن ہے ان آلات کو مٹانا

مکمل کر دینا ہے۔
دیرینہ تلاش کی کامل خواندہم فہم و فہم کاظم لیں کہ ہم تیل خط استامی نگاہم
مٹل۔ دنیا کے مکتب میں کامل سنی سے سینہ نقش باطل کا انہوں نہیں پڑنا
وہ کمال سنی تو کافی ہے کہ بیل کا نام استاذ ازل کے خط رقم سے لاپرواہ
ہوں کہ کبھی باطل نہ لگا۔

نہ نہ زجر و نہ ظفر نہ خون نہ شک و نہ گمان
پڑھن جہریدہ نامی اس نوشتن کے حزن
مٹل۔ یعنی یہ بات لائق نہیں کہ جو ہر طرف سے اپنے کو شہد و شک کے جنوں میں
ڈالے۔ یعنی دنیا محض شک اور شبہ و گمان ہے اور جو ہر طرف سے وجود دیکھتی ہے
اور نہ لائق ہے کہ سانس (حیرت انفس) کی طرح ماوس کا دفتر محض نفسانی
ہو جس سے خود بھی لکھ رہا ہو خود ہی مٹا رہا ہو۔ یعنی دنیا کی جہود گیوں سے باز آ اور جو ہر
فطرت و جبریت کا سام لیا گیا ہے۔

پہلے ہی بیکار ہو گیا ہے کہ ایک شہد
کہ تو ان زجر و نہ ظفر نہ خون
حالی۔ تیرے جہر و نہ ظفر نہ خون کے ہر طرف سے بادل و گلاب وغیرہ تکلیف چیزوں کا
غم کروں کہ پختہ ہو کہ تیرے طرف سے ہزار پتے پر لک لگانا ممکن ہے۔ یعنی انکا
تیرے تشہد کا حرف نہ زبان پر آیا اور نہ لک لگا ہو گئے ہزار پتے موجود ہو گئے۔ محض فوق

کے تشہد کا پتہ ہوتا ہے۔
تیرے تشہد کا پتہ ہوتا ہے کہ درید جہد و نہ ظفر نہ خون
گفت۔ کہ تیرے تشہد کا پتہ ہوتا ہے کہ درید جہد و نہ ظفر نہ خون کے تشہد کا پتہ ہوتا ہے۔

حالی۔ تیرے تشہد کا پتہ ہوتا ہے کہ درید جہد و نہ ظفر نہ خون کے تشہد کا پتہ ہوتا ہے۔
تیرے تشہد کا پتہ ہوتا ہے کہ درید جہد و نہ ظفر نہ خون کے تشہد کا پتہ ہوتا ہے۔
تیرے تشہد کا پتہ ہوتا ہے کہ درید جہد و نہ ظفر نہ خون کے تشہد کا پتہ ہوتا ہے۔
تیرے تشہد کا پتہ ہوتا ہے کہ درید جہد و نہ ظفر نہ خون کے تشہد کا پتہ ہوتا ہے۔

چشمہ و کروشیاہ تو چہ بظاہر چاہ تو بکشتا و لبست نگاہ تو دراز ملک ملک نزل
 حل۔ تیری سپاہ جس نے کیسا ظہور کیا ہے اور تیرے نفاض جاہ نے (اُس نفاض
 نے جو تجھے عاشقوں سے اسے جاہ کے باعث ہے) کیسا ظاہر کیا ہے کہ تیری نگاہ
 کی بہت و کشاوین انسانوں اور فرشتوں کی حرص کا دروازہ کھلکھٹانا ہو جو دے۔
 یعنی تیری نگاہ بہت و کشادہ ملک و ملک کو اپنے حسن پر فریاد کرتی ہے۔
 بچہ راز نگہ افشاں غم امتحان و گمبیر بہر حکم قسم است اگر زریں رسد بکلی
 حل۔ بیان رنگ ہیں جو فنا اثر ہے کسی کے امتحان کا غم نہ ہمیت۔ جو لوگ رنگ
 فنا کے محرم ہیں اگر انکار رنگ کسوئی پر کسے کیلئے پہنچے تو برا ظلم ہو گا کیونکہ انہوں نے
 تو رنگ کا خوب امتحان کر لیا ہے کہ وہ فانی ہے اور وہ اس راز کے محرم ہو گئے ہیں
 زینب جو چین خلق دون چھلست طعنه گزشتہ نشوی جبروت مردہ را ہوس آزمایہ ملک نزل
 لغت۔ ملک بقتیں نقشا کا نشتر اور چھینا اور نحو اس اور نامبارک اور بلا اور سختی اور
 درد سر اور بالفتح آتش اور باضم دُنبے کی نرم اون۔
 حل۔ تیرے تعلق دون (عادت کمینہ کا مزاج ایسا میس اور گندہ ہو گیا ہے کہ خود
 طعنہ اپنا و فسون دم کرنے کے وقت شرمندہ ہے کہ میرا اثر انگان جاتا ہے مرد
 کے زخم پر نشتر مارنے سے تیرا ہوس آزمایہ و نافضول ہے کیونکہ اُس سے خون نہیں
 نکلا کرتا۔ یعنی کمینہ عادتوں نے تیرے مزاج کو مردہ کر دیا ہے۔
 اثر دماغ رعوت شدہ تنگ دستی و ذلت کیجی است و شدہ رانہ کہ تو ان علم بنگ
 حل۔ تیری رعوت کے دماغ کا اثر دستی و ذلت کے لئے تنگ ہو گیا ہے یعنی تیری
 ذلت میں وہ دستی نہیں جو تیری رعوت میں ہے گوشتہ رانہ میں روزانہ ہو گیا ہے
 ترکہ ماسو نے ایشہ کر لیا کہاں ہے جبکہ ذریعہ سے آسمان پر چہند اگر کے غور
 کا انعام تو دستی ہے کیونکہ ہر سے بول کا سرچیا (ناظرین وقت اور ذلت پر غور کریں)۔
 مگر زرخال وہ عاکہ حکم فرصت ہے بقا چھٹی بہت بر سر زخم ماکل انتھار کسرت
 حل۔ اسے قائل ہوا ہے حاصل مدعا سے گزند یعنی اپنا مدعا پورا کرے کیونکہ فرصت کو
 بقا نہیں۔ یعنی زمانہ میں فرصت بہت کم ہے کہا از ہم جو اپنی سر پر کوک و محض
 کہ نہ کہ ہم کمال و منتظر رہا ہے ہوئے ہے تو وہ گویا ایک چمن ہے پس تواس

چمن کی سیر کر مطلب یہ ہے کہ کار و کار کی زخم لگانے میں تامل نہ کر۔ ناظر غرضیت
غور سے سمجھیں۔

پڑو ہم ہرزہ عنان بوسہ غرق گمانشو
دشتنا بجر گمان ہر بخیاں باطل حکم زلف
حل۔ وہم کے پیچھے پیہودہ مت دوڑ۔ دہو کے سے گمان میں غرق مت ہو دریا
گمان کی شناوری میں خیال باطل کی حکم کرنے کو جا۔ یعنی دنیا میں ایک شک

اور دہو کا ہے اس سے نکلے۔
عزرا حمو و جنون کہ حکم اگر آوے
لغت۔ کنگ باہضم لاھی یا سونٹا۔
اثریکہ تبدیل از نہ تو نیست کم ز کنگ زلف

حل۔ اسے حاسد تو جنون ہے یعنی تیرا حسب (نقص) ہی جنون ہے۔ بیدل
ادب سے خبردار ہے وہ ادب اور تہذیب کے ساتھ جو اثر الیگا وہ تیرے حقیق
سونا مارنے سے کم نہیں۔

نکتہ۔ حکم الفقرا و کفوس واحدۃ مناسبت محرمیت کلی بہت یعنی حضور و نشاء و حرمت
کہ دران مقام ساز اعتبار رنگ مغاشرت نیافتہ است و تو ہم دوئی پر وہ کیٹائی اشکاف
بحسب لطافت آشنائی ان مرتبہ ہر گاہ مبالغہ تو صیف غیر ہم کو شدید ہند فی الحقیقت
خود در نقاب آشنائی پوشیدہ نہد و اگر بالیش عبارتے پر داحت اند جز طرح۔

شہو و معنی نیند خفتہ و بیگانگی طبایع عام از یکدیگر باعتبار تشخصات جزوی بہت یعنی
امور عالم کثرت درین چار سو جزا جناس مخالف است اشکال و افعال پر ہم غیبہ نہد غیر
اسباب سو دو زبان ہنر جنس انہما ز سرسیدہ بسبب کشف غائی این مواقع اگر ہم
چشم بر صورت خود میکشاہند چون عکس آئینہ غیر از نقش دوئی مشاہدہ نمی نمایند
و ہر چند سنجیب خود فرو برد چون شعلہ قدم جبر کام از دماغ سپر نہا بیجا متفق
ہست کہ ناقص چہماں و بہتان کوئی از فہم کاہی در پیگاہ الہی جہر اند و پست فطرتان
طباع ادنی در درک حقایق اعلیٰ معذور۔ کیفیت معین از لطیف مطلق چہ نماید و
رنگ حکم از صفا و آئینہ چہ پردہ کشاید۔

حل۔ یہ حکم کہ فقرا و کفوس واحد کی مانند ہیں کلی محرمیت مناسبت سے ہے (یعنی
عارف دوسرے عارف کے حال کا محرم ہے) (ولی را ولی مدینا سمد) مراد نشاء و

[illegible]

فکرت است۔ آری ریشہ استعدا دیت۔ بہا بیاری اتفاق و عناصر قابل اعتبار نشو و نما۔ و
 معنی اورا کی بہتر کتب اخلاط و مزاج ستی نفوس چون چرا۔ و حیات استعداد و ارشاد
 شیا و نبات و انیہ و افعال و آثار صفات و اہماق مرتب بخارج برقی و منتزل است۔ و لایزال در جوش
 مزاج نقص و کمال سبب اعتبار۔ و دور و ترسائل متقیہ ان عالم کہ نسبت بخارجی فرضی خلقتان
 ظهور و رازا نگاہان جهان وحدت کہ اصول مقررہ متعارفہ العقلع مناسبی است در کمال
 چہائی و کشف است پرستان وادی آب و گل را با لطافت و حرمان گلشن جان و دل نقصان
 مواجہت است در نیابت و تیسر فنی و ناشناسانی اہل عوام در عالم حقانی اجلہ نارسائی
 و نالہ اتنی است و میگاہی خواص از وضع کثرت اثر و توجہی بہت نہ نادیانی پوشیدہ نیست
 کہ کثرت متزل مرتب و وحدت است وحدت و کثرت متراج حقیقت کثرت اگر صاحب ریاست
 نیز و از انبیا بہر نیاز ہا سے متعصب عزت است و متقیم آستان را دوری نسبت صدور از
 نارسائی بہت و قصور و غفلت یافند کہ محرم حقانی موجودات ہند و فرقہ کہ متعلق تصور گویند
 ہر شخص مشورہ پس ہر فرد سے ان افراد و خزانہ و کوئی بخدا اسرار خود است بکہ غیر و تفتہ
 رسد کہ از خود نہ آید و این نیز کہ از خود دیگر آمدہ و دیگر سے تواند رسید نہ نشاید
 حق۔ آری استعداد و کمالیک ریشہ سے جو عناصر کے باہمی اتفاق و ارتقاء و آب و باد و خاک
 سے تالیف ہوا نشو و نما سے ارادہ الہیہ اورا کہ کاسمی سے جو عناصر از ارادہ (برودت)

مطلوبت - حرارت - پیوست سے نقوش چون و چرا کیلئے مستعد ہے۔ استعداد
 کے درجات ذاتی مشاغل اور افعال و آثار صفات کے فیض سے ہمیشہ
 ترقی و منزل کے شمار کے مراتب ہیں یعنی جب قدر استعداد پہنچی اس قدر انسان
 ترقی کرے گا۔ اور ہمیشہ مدارج نقص و کمال کے پیش کر نہیں سبب اختیار ہوگا۔ عالم کمال
 کے قیدیوں یعنی مختلف تان ظہور کی شاخوں کے دور و فاصل کو جہان و وحدت
 کے آزادوں کے ساتھ جو شعور کے پھل کی جڑیں ہیں حد درجہ کی جدائی میں منکسرت
 کا انقطاع ہے یعنی دنیا داروں کو جہان و وحدت کے آزادوں (اہل اللہ) سے مطلق
 مناسبت نہیں ہوتی اور وادی آب و گل کے کثافت پرستوں (دنیا داروں) کو کثرت
 جان و دل (عز خان الہی) کے شریان لطافت سے مواحدت کا نقصان نہایت بڑی
 معرقتی اور ناشناسانی میں ہے یعنی دنیا دار نہ اہل اللہ کو پہچان سکتے ہیں نہ ان سے
 مل سکتے ہیں۔ عالم حقائق میں عوام کی جہالت نارسائی اور ناتوانی کے باعث سے ہے
 اور کثرت کی وضع (طرز) سے خاصان وحدت کی میگالگی ایک نوع خاص کا اثر ہے لکہ
 ادانی - یعنی خاصان وحدت اپنی توجہ بحساب کثرت مبذول نہیں کرتے۔ اور بیانات
 بد مشیدہ نہیں کہ تنزل مراتب وحدت کا نام کثرت ہے اور وحدت حقیقت کثرت
 کی معراج ہے اگر کوئی حد نشین اپنی چوکھٹ کی جانب متوجہ نہ ہو تو یہ بات اُس کے منصب
 عزت کی - بلکہ پروا نہیں ہے۔ اور جو شخص چوکھٹ پر مقیم ہے اگر وہ صدر سے درجہ
 تو اس کی ہمت کی نارسائی اور اس کی عظمت کا تصور ہے۔ جو کہ وہ حقائق موجودات کا
 علم ہے وہ میں حقائق ہے اور جو کہ وہ کہ دنیا کی صورتوں سے علاقہ رکھتا ہے وہ محض
 حدت ہیں۔ پس ہر فرد افراد و فتر الہی اور کوئی سے آپ اپنے اسرار کا دیا ہے۔ اپنے
 اسرار پر شیعہ ہے وہ غیر کی گنہ گار اس وقت تک ہے کہ اپنے آپ سے بے غلطی اور یہ بھی
 پایا ہے۔ اچھے سے لکھ دو سر سے تک پہنچے (ورنہ وحدت وجود باطل ہوگی)
 گر ناز جو شیدہ است اسرار کی چون بہ بینی زرد زردت مثل قمر است
 حال۔ اگر ہر شراب کے اسرار اُنکو زرد زردت مارا ہے مگر غیب تو غور سے دیکھ گیا تو انکو
 لگی ہے اور شراب شراب۔
 و سرحد از نشیہ نیست ایجاد گشت
 ریشہ نیک ریشہ نیست گل گشت

حل - اور اگرچہ پہول کی ایجاد ریشہ سے ہے لیکن ریشہ ریشہ ہی ہے اور پہول پہول ہے۔

مگر چہ اہل ہذا غیر ہم گاہ کہ وہ نہ
 ہدیت مجموعی اینہا گل است
 حل - اگرچہ پہول میں ایسے اجزاء نے ظہور کیا ہے جو ایک دوسرے کے
 غیر ہیں یعنی اسی میں تپان اور نیکو تران ہیں اور انہیں داسے حج وغیرہ میں تاہم
 ان سب کی مجموعی ہدیت در حقیقت گل ہے۔ ہر یکے در گلشن خود بلبل است
 ہر یکس محرم نواہی غیر نیست
 حل - کوئی شخص غیر کا محرم نواہی ہر شخص اپنے گلشن میں آپ بلبل ہے۔
 سخت ہے پرواست حسن از لکھ گر
 مایہ و بے نیاز از گل گل است

حل - حسن باہم ایک ہی ہے بے پروا ہے۔ اہر و کاہ کا گل سے بے پروا یعنی ہر دو
 ہی محرم ہے اور کا گل میں بھی مگر ہر دو محرم کے حاصل کر نہیں کا گل کی محتاج نہیں
 چہ دارد این فردا تو کی گزشتہ نام نہ گزشتہ شکست اینہے حج کردن غیر مثال نہ گزشتہ
 حل - ہستی نامہ لاری گیارہ رکبتی ہے۔ یہی کہ سونا نام و رنگ میں گلنا۔ یعنی برا
 نام ہستی ہے مگر چونکہ فانی ہے لہذا باعث رنگ ہے اسکے سوا اور کیا شے رکبتی ہے
 آئینہ کی شکست (یہ تباہی کا جمع کرنا اور مثال رنگ کا فریب کہانا ہے۔ یعنی
 آئینہ بالآخر ٹوٹیکا اور اسکو رنگ لکھا گیا پس اس سے دل لگانا مثال رنگ کے
 فریب میں آنا ہے۔ خوش بہت از ترک خود فانی و رنگ و رنگی بکسو ریشہ ریشہ نشاند

حل - تیرے حقیقی اچاہیہ ہے کہ خود فانی کو چہرہ کر ایک دم ہوس دنیا کی تنگ سے
 نکلے۔ وہ فانی کی ڈاڑھی پر شانہ سے تھپتھپا کہنا کنگلک۔ یعنی لکھی سے ڈاڑھی

کی آتش میں کنگلک مصروف رہے گا۔
 شہر تاسر خود ہزار نہ روز بنید نہ شہر تاسر
 حل - شہر تاکہ اپنے سے سر نکالے یعنی فنا ہو جائے نہ دن دیکھتا ہے نہ رات گیتا ہے
 وجہ یہ ہے کہ فرصتوں کا دماغ جلد اور ویر کا غم نہیں کہتا یعنی خوراک کی منزل
 مقصود پہنچ جاتے ہیں مطلب یہ ہے کہ فنا ہو نہیں سکتی مثال شعلہ کی سی ہے
 سے مطلق شہدت نہیں۔

حاصل ہو اور غایت (اعلیٰ مقام) کے پیمانے سے ایک جام میں اور اپنے عیش پرنا کر
 مشک میں جام آبرو بہ پیش ہمارا آرزو عرق اخیلج را می بینا سے آرزو کن
 حل۔ آرزو کن کی پیش آبرو کا جام مست توڑا اور چونکہ اہل احتیاج کو التجا کے وقت شرم
 آتی ہے کہ مذکور احتیاج کو اپنے پیشہ آرزو کی شراب بنا۔ یعنی اپنے کو محتاج بنا اور محتاج
 رہنے میں خوش ہو اور کسی کی التجا نہ اٹھا۔

دستِ تقدیر مستم کہ مجبوت و خوشی علم گزہ دستِ دلِ مستم شہرہ بیکشا و بادکن
 حل۔ اپنے اوپر تسلیم نہ کر کہ مجبوت رہو جو جائے اور دستِ دل میں ہو گزہ بیکشا
 ہوئی ہے اپنی پالیسی ایک دوسری سے جدا کر کے اس گزہ کو کہو دل۔ یعنی تیرے
 مقصد میں گزہ نہیں بلکہ دستِ دل میں گزہ ہے جب تو آنکھیں کھول لیگا یعنی عرف
 الہی پر تیرے و تفکر کر گیا وہ گزہ خود کھول لیگی۔

بچہ افسانہ مالی کہ نہ تحقیق غافلہ تو تماشای مقابل ز خیال احترام کن
 حل۔ تو کو کہو افسانہ پر مائل ہے کہ تحقیق اس قدر غافل ہے تو تماشای مقابل ہے (مستند)
 مرکب (یعنی تماشای قدرت کی کھانسی ہے) این دان کے خیال سے احترام کر۔

نہ ظہور لیستِ خفانہ بقایا ہے فنا بہ خیالِ حقیقت کہ نہ داری بحسب از کن
 حل۔ نہ کوئی شہید ظاہر ہے نہ پوشیدہ ہے نہ بقا ہے نہ فنا ہے تو جو حقیقت اس پر
 تجھ میں نہیں رکھتا اس کو مجاز قرار دے لے۔ یعنی اصل حقیقت وجود تو مجھے معلوم
 نہیں میں مجاز پر اتفاق کر دیکر عالم شہود فقط مجاز ہے نہ حقیقت۔

چو غبارِ شکستہ در سرِ زمینِ شکستہ قد بر زمین گزار و سرِ سرِ زمین
 حل۔ میں ٹوٹے ہوئے سرِ غبار کی طرح تیرے سرِ زمین میں پھینکا ہوں ایک قدم زمین
 پر کہہ اور مجھے سرِ زمین کر۔ تا کہ وہ قدم رکھنے یا ٹھوکر مارنے سے بچا

بند ہو جاتا ہے۔
 بہ اداسے لکھے بھون تیرے شکر کے قوام وہ نکلے راگداز کن
 حل۔ ایک لکھ کی اداسے بھون کے قوام سے شکر کو قوام دے۔ اور رنگ کو
 گداز شہوق کے کلام میں شہری اور مستم میں نکل ہوتا ہے۔

عقلش حصر یک عالم نبی جان پرده رنگش همه خاک است آسمان به چشم غماز کرد
 حال - عرض اگر بیاس جهان سے بالکل ہم کارنگ تنگ لیگی (سب چو سگی) پانی
 بھی خاک ہو گیا۔ ارباب ہم سے نازا داکر۔

نکند ز شکر کوئی اگر از عقدہ داری مسرت از آرزوئی چو شود یاد زنگ
 حل - اگر تو اپنے رشتہ کی گرہ دور کر دگا تو آسمان کو تازی نریگی (گرہ گھل جائے) سے
 رشتہ بڑھ جائیگا جب آرزو سے تیرا سر خالی ہو جائے یعنی دنیا و مافیہا کی کوئی آرزو نہ رہے
 تو پاؤں پھلا یعنی ابدی آسائش میں رہ۔

ز فسر دین جو بگذری نشووی آئینہ پیری دل بنگین گدازو کارگر شمشیدہ سنا گن
 حل - جب تو افسردگی سے باز نہ لگا لیا تو پیری کا آئینہ (دہ شیدہ) چھوٹا دل کوک پر پی
 کو تیرے کرتے پہنچا گیا۔ اپنے سنگین (محنت) دل کو گلا اور آئینہ سازی کا کارخانہ قائم
 کر دینا پیران (سرمزد رفت) قید ہو جائیگی۔

بنشین بیدل از بیابان زانو خاکی نفس جہد بر سر زوایا کسے پیار کن
 حل - اسے بیدل جیسا سے زانو خاکی کے پیچھے بیٹھ۔ تھوڑی دیر عرض کو
 طلب سے پہنچے پرواکر۔

نکبت - طینت آدمی حکم الناس نیام نکتہ سبابت غفلت است و اطلاق بیداری
 بر حقیقت غمہ دن انجاست از ناکدب و تہمت - انجاسترگان قدم لغزش ہے سپرد
 آگاہی با بر منزل یختری آسودہ است و بازگاہ آغوش تاسے - سے افشرد - ہو سہا
 بہر چیز دی غمزدہ - پس درسا دیکہ قافیہ مشورہ یارنگی است و ساز مشورہ با یار غایت
 آہنگی - نیست جسے کہ بہمت منصوبہ بیداری بردار تا سر را کہ قار شاہیکہ دارد در ایگان
 در نیاز و فرصت شناسان ذوق مضور را دیرین انجمن التیام بر احوال دیدہ با صفت
 اسے است و پریشان ناکردن موسے و شرکان صاحب مارتے۔

لغت - نیام نام کی جمع یعنی سونپرا۔ لے - تسماعن بالضم نادر اور غفلت -
 حل - آدمی کی سرشت اس حکم کے خلاف سے کہ لوگ سرتے ہیں خواہ غفلت میں
 غمیر کیٹی ہے یعنی غفلت ہی انسان کا غمیر ہے اور سونپنے کی حقیقت پر بیداری کا
 اطلاق جو دہشت اور تہمت ہے یہاں قدم شرکان کو لغزش سونپنا ہے یعنی ہلک

اگر نہیں سکتی آگاہی (ادراک) بخیر کی سرسبز پر سوتی ہے اور یہ مقام نگاہ نائل
کو خوش بین دہا ہے یعنی نگاہ کو دیکھنے میں نائل کرنا پڑتا ہے ہوش و حواس بخیر
رکے اگر اسے عین سوئے ہوئے ہیں پس جس بسا دین کا فانیہ شعور کا اس قدر تنگ اور
شہو و کاسا از اس قدر غیبت آنگاہ یعنی اسکی آواز غائب ہے کون مفت اپنی نظر بیداری
کے مضبوط ہیں انہما کے تاکہ فاشا (ظاہر) جو مرہامیہ (قوت بصارت) نہیں کہتا
اسکو رائیگاں نہ مار دے۔ ذوق الہی کے فرصت ہشتا سون کے لئے ہیں (مجنون
آنکھوں کے زخمون کا بہر جانا سخت تکلیف ہے اور موئے شرمکال کا پریشان نہ کرنا سخت
ماتم ہے یعنی بیان تو بیداری ہی بیداری ہے آنکھیں اور پاکس بند نہیں ہوتی ہر وقت
گرفتاری رہتی ہیں عارفان الہی فرصت دیدار کو غیبت سے بچتے ہیں انکے لئے سونگہا
سبکساری کی استراحت دیدہ تر کے کر لیں گے۔ نگاہ از انکر روشن سواد جلوہ خوانی کن
خلی۔ سبکساری آب دیدہ سے حاصل ہوتی ہے مگر رانی کو چوڑ۔ نگاہ کو تھوڑی دیر
کیلئے دوست کے جلوہ کی کتاب پر پڑنے سے روشن سواد کر (قاعدہ ہے کہ جب نگاہ پر
پانی چڑھا دیا جائے تو نیند کی سرگراںی جاتی رہتی ہے۔

نزدیک حضور خوار پیش از مرگے گوارت بہ بیداری علاج چشم زخم زندگانی کن
علی۔ خواب کا افسردہ کب تک بچے پیش از مرگ زندہ در گور کیا کیونکہ خواب ہی
اہل الذر کے نزدیک ایک قسم کی موت ہے۔ زندگی کے چشم زخم (زخم چشم) کا علاج
بیداری ہے۔

اور در حقیر چو افسردگی دیگر چہ پیدا شد چہ نہا نکست پرواز است سی پر فشان کن
خلی۔ اندیشہ میں افسردگی کے سوا کیا ہوتا ہے چمن تیرے پرواز کے سخت میں ہیں پرو
کو کھینچ کر اڑنے کی سعی کر یعنی غافل نہ اور چمن عرفان پر پرواز کر۔

نگاہ سے معذور مگر بیان فکر تحقیق خود اقدان است نہ از سرگراںیا سے بچے در دوسر
زافروادوں۔ دعا کا نائل نہ کہہ معنی وار رسید است نہ غبار مشرکان بر سر سیش پند
معنی انکر غرر حقیقت اشیا است حقیقت اشیا بقدر عرض صورت چہ کہنا۔ دورین کا
کہہ بھنوں خلی خواب پر طبیعت نہاید گاشت و نظیر فکر دامن شہو و ادھک فرصت
ناید گداشت جلوہ سبب نقاب را خیال مشاہدہ نمودن از انکیہا نے محرومی نگاہ است

داروغہ کی مکشوف سے تراشیدیں دلیل و قیاس۔ بے فطرت کوتاہ۔

حل۔ سرگرمیاں ہونے سے یہ مقصد اپنی تخلیق کی فکر میں پڑتا۔ یہ نہ تکیہ جس پر جانکی
سرگرمیوں سے سرزاد کو درویش بننا لگتا۔ اعز تافل (تذکرہ تامل) سے دعا معنی
کی کہ نہ پڑھتا۔ ہے نہ شکران کا غبار نصارت کے سر پر ڈالنا۔ تفکر کے معنی حقیقت شناسی
پہرہ کرنا ہے اور اس میں ایک حقیقت بقدر پیش ہونے سے قوی کے پر وہ کشا ہے یعنی
جس قدر وہ رہتوں سامنے آئیگی اس قدر حقیقت عرفان کا انکشاف ہو گا۔ اس کا شکر
دنیام میں غلبے کے افسوں سے طبیعت پر خواب کو سدا کرنا چاہیے اور درویش بننے
سے شہو دکا دامن فرصت کے جنگل سے پریشان چاہیے۔ جہوہ۔ بے نقاب کو خیال
میں مشاہدہ کرنا عروسی نگاہ کی نظر کشش میں اور جو معنی ظاہر میں آئے ہے ترشنا
فطرت کی قوتوں کی کوتاہی کی دلیل ہے۔

دیہہ ترک ہے ہوس کا خون ہنرست ورنہ اینجا رک کر خواب از شر نہ بیدار
حل۔ آنکھوں کیلئے سوئے کی ہوسوں کا ترک کر دینا شہر ہے ورنہ یہاں تر خواب کی
رک پکوں سے بھی بزرگ ہے معنی غفلت ہر وقت گناہ میں ہے۔

نہیر افسردہ دلی غنچہ ندارد وریار وضع گل آئینہ پر داز پس بار و گرسنا
حل۔ غنچہ اپنے قبضہ میں بجز افسردہ دلی کے کچھ نہیں رکھتا۔ گل کی وضع ایک اور
ہی، بہار کی زمین پر داز ہے یعنی بھول ایک دوسری بہار دکھانا ہے۔

غافل از ظہام آفاق نہاید بودن آخر اسے غنچہ را این بزم طالع مست
حل۔ ظاہر آفاق (عالم صورت) کے شانہ سے سے غافل نہو تا چاہے آخر اسے غنچہ
بہ صورتوں کے طالع کی غفلت ہے جو دیکھنے کی کیلئے پیدا ہوئی ہے۔

سراڑہ ہو افشان خطو بخت است تر آفرین شرعاً ہائے باؤ گزینک عالم دگر آفرین
حل۔ اسے معشوق اپنے طرہ کا سر ہوا میں جھاڑ۔ یعنی طرہ کو ہوا میں بھول اور شک
سے ایک غنچہ پیدا کر۔ آئینہ میں آنکھ بھول اور ایک دوسرے عالم (عالم حشر) کا
بھول پر کار معنی جب آئینہ دیکھ کر دنیا و سگ کر دینا تو حشر کا کچھ اور ہی عالم ہو گا۔

ترخو ریشتر پیش کشم نہ بہشت از اتم غیالان تو قاتلہ تو براوس جگر آفرین
حل۔ میں کم یا زیادہ عشرت کے معذور سے نہ بہشت جاتا ہوں نہ باغ ارم۔ میں تو

تیر سے دل غمخت - کہ خیالی بین قانع ہوں تو میر سے لے کر بکریدہ کر۔ یعنی بین الیسا
 جگر ہمارے سے لافوں کو تیر سے دل غم کا تھیں ہو سکے ہیں بچے جگر کی ضرورت ہے
 جگر پہلے تو دل غم خانی سے لے کر اسی برائے تک قانع ہوں تیرے چہ وہ نشانہ حقیقت پر آفرین
 کمال قانع ہوں تیرے بکریدہ نہ آسما چو صدق چہ وہ نشانہ حقیقت پر آفرین
 حل - نہ آسما خالی کہ کمال تک نہ زمین کی رسائی ہے نہ آسمان کی - اسکی وجہ یہ ہے
 کہ صدقہ کو گہر پیدا کر۔ یہ وہ اسکی ماہریت معلوم نہیں ہیں وہ گہر آفرین کا کیا نشانہ
 دیکھتی ہے صدقہ کو گہر پیدا کر نہ کیا آکر یا طرف ہے - وہ گہر آفرین کی صفت
 کو کیا ہے۔

روز و رات غم و دل تو میر سے لے کر بکریدہ کر۔ دراصل ہوں میں نے چشم کی نظر آفرین
 حل - وہم رنگان کی غم و دل تو میر سے لے کر بکریدہ کر۔ یعنی ہوں میں نے
 احوال - وہم رنگان ہو سنے کا دروازہ نہ ہٹا ہوا دو آنکھوں سے ایک نظر پیدا کر۔ یعنی
 وہم رنگان دلی ہے اور واجب الوجود کو عالم کثرت میں لگا دھرتی کی گہنا علم الیقین
 اور یقین الیقین ہے۔ جہاں تیر کا وجود محض وہم وطن ہے۔
 منشیان چو طوطی لای ہوا زشت صدقہ رقم حقیقت رنگ شہ زشت گستاخ آفرین
 حل - دوسروں کے مطالبہ کی طرح قاصدوں کے غبار میں مٹ بیٹھ یعنی معشوق
 تک نامہ پہنچانے کیلئے قاصدوں کا ممنون نہ ہو۔ رنگ حقیقت کی رقم خواہ اور شہ کی شکر ہے
 پر پیدا کر۔ یعنی شوق کا پر لگا کر معشوق حقیقتی تک جا پہنچ (حقیقت رنگ) رقم کی صفت
 ہے یعنی وہ رقم جس کا رنگ درخشاں ہے کی سیما ہی حقیقت الہی ہے۔

سرو و برگ آفرین چو بکریدہ زدن چو باغ زدن گوفلک سر ماہر پر آفرین
 حل - چمن دنیا کی لاف کا سامان ہمارے خیالی میں جا کر بین نہیں ہوتا یعنی دنیا کی
 راحت ہمارے خیالی میں ہی نہیں آتی۔ اسے مخاطب آسمان سے کہہ دے کہ مجھے
 ہونے غبار کی طرح ہمارا سر پروں سے کچھ پیدا کر تاکہ ہم آرام سے بیٹھ سکیں۔ قاعدہ
 ہے کہ جب غبار میں تم آجاتا ہے تو وہ اڑ نہیں سکتا۔ جانور تو جیہی اڑ گیا کہ پروں سے
 اپنا سر نکالے اور آرام کو قوت جانور پروں میں اپنا سر رکھتے ہیں۔
 چمنیست عالم بکریدہ کی نظر بکریدہ کی غایت چو چار رخ زلف تہی بکریدہ بکر آفرین

حلقہ - جہن راہ ہوس سے بچتے تنگ کہتی پڑھ سکتا ہوں جبکہ دم بھر بھی اپنے سے نہیں بچھا لگا یعنی خود کو ذرا ہی ترک نہیں کیا میں تمام حیرت ہوں کہاں جاؤں جبکہ تیری راہ میں سر بھی نہیں نکالا۔

بختی از سزا و طرب بزم زجا نشسته طالع بختی
گل باغ شعله خجیده من دغا دل بختی

حل۔ تمام سامان طرب کو چھوڑ دوں کس شے سے نشے کا جام طلب کروں کیونکہ
 باغ شعلہ سے نہ سہنے کوئی پہول چرنا داغ کا نر چکھایا یعنی عشق کے مصائب پہون
 چھپیلے شعلے باغ کے پہول میں جسے طرب حاصل ہوتا ہے اور داغ دل نشے کا

حل: جسٹس پہول کی طرح نقاب جلوہ سے مدح میں کے لئے کہہ لے ہیں وہ تو ہے

یہی نقاب جلوہ سے سوچیں کہ لٹا تیری بہارِ شبنم کا ایک پہول ہے اور جسے

شتراب کے طبع ایک عالم کا عیش اپنے گداز سے طلب کیا ہے وہ مین ہون یہ قادیان

کہ شراب کو جب تک گداز نہیں ہوتا اور کوسرور غیش نہیں ملتا مطلب یہ ہے کہ لواط

نقاب جلو سے مستحکم عالم کو مسرور کر رہا ہے اور میں اپنے گداز دل کی شراب سے دنیا کو

سب سے کم کر رہا ہوں۔ کیا خوب تھا یہ ہے۔

چه بلا تمام کنی غیر کیم بدیدر نشانه حیرت کیم
که شهید بخبر ناز تو شده عالمی و تپیده

علی۔ میں کس بلا کی غیرت کا ستھمکس اور کس قدر حیرت کا نشانہ ہوں کہ ایک عالم تیرے

منجھ ناز کا شہید ہو گیا ہے اور میں ابھی تک شرب ہی رہا ہوں۔ یعنی رشک سے

لیون باز نہیں آیا اور میں کہیوں وفا کے دروازے سے نہیں بہا گا۔ یعنی ناز کا یہ خاصہ ہے کہ معشوق ظلم کرے اور نیاز کا یہ خاقہ ہے کہ عاشق وفا سے باز نہ آئے۔

چونکہ گرم بہ طرف کہ گزشتہ محل ناز تو چو دل گداختہ از بدین بکااشت در بدین

حل۔ نگاہ گرم کی طرح جس طرف تیرا عمل ناز گزرا ہے میں دایہ گداختہ کی طرح تیرے پیچھے
اشک کی رکاب میں دوڑا ہوں یعنی آنسو آگے آگے اور میں اُسکے پیچھے پیچھے۔

تو جو چہ طرف سے من شکستہ نمک آبرو بہار عالم رنگ بوجہ جلوہ تو ہم جز بدین

حل۔ تو ہے اور طرب نکو کے سوچ میں ہیں اور شہنم ہے جو صرف آبرو سے رنگ ہے
دشمن میں بخیر نگاہ حیرت کے پیچھے نہیں ہوتا مگر اسے معشوقی عالم رنگ و بوی بہار میں تو

ہے نہ جلوہ ہے اور میں بہت قن مثل شکستہ نم آنگہ ہوں۔ یعنی تیرا کام جلوہ پر دانی اور میرا کام

اظہار بازی اور رونما ہے۔

نہ جنون تریدنی نہ فصول تن پدیدنی بسوا در دلو کہ رسم الف زنا کشیدہ

حل۔ مجھے نہ سید چاک کر نیکا جنون ہے نہ تر پنے کی مشق کافسون ہے میں تیرے
سوا در دین کہتے ہیں کہتا ہوں۔ یعنی لو اپنی نالہ کا حرف ایک الف کہتا ہے یعنی

تو آموز تو مشق ابجد خوان ہوں۔

چو تھر نیامدہ در لفظ دم فرصت نفس انقدر کہ ہم ہر لبت شگفتگی لطافت گل جیدہ

حل۔ پیچھے صبح کی طرح سانس کا دم فرصت اتنا بھی نظر نہیں آیا کہ جتنے ہوئے پہلوں کی
کی لطافت کے پاس شگفتگی کا حصہ بجاوے۔ یعنی ہر لبت توڑنے کی فرصت تو کہاں چٹا

ہوا پہلوں ہی شگفتہ دلی سے نہیں اٹھا سکتا۔ مطلب یہ ہے کہ بہر طرح ہم کو سانس

لینے سے فرصت نہیں ملتی اس طرح دنیا میں مجھے شگفتہ دلی کی جو سیر جہنم سے حاصل

ہو فرصت نہیں۔ زندگی کی نایاب باری اور ہستی کو ہوم کی بے ثباتی کا رونا ہے۔

بلکہ ہم نے دل سے لیا کاشان شوخ مجھ چو چہ من غیر شکستہ لبت سخن زخو دلشاید

حل۔ کہ لیا ایسا دل کا توڑنے والا لہجہ ہے کہ میں اُسکے باعث ہر صغیر و بزرگ۔ امیو شہرہ

نہوں کیا کہ پیچھے خود اپنے وجود سے مثل جس سوا ہے شکستہ دل کے کوئی آواز نہ

نہیں شہنشاہ جب خود حیرت سے لئے میری آواز الفکس ہے تو ہر صغیر و بزرگ کی بیدار افکس
ہوگی۔ جہاں جہاں ہے تو اپنے ہی دلو توڑتا ہے۔

من تیار اچھ کرے نہ چشم نہ فسون ل کہہ جازہ جاموں میں چراغ چم جائز یہ کہن
 حل - بین سیدل باد و غفلت کا نظم - کہہ نہ فسون دل نہ سے میری آنکھ بند کر دی ہے - ہر نفا
 میر سے جلو سے سے پھر چہ درین کہیں ہی نہیں پہنچا - یعنی میری شہرت تو بجا بجا ہے -
 مگر میں غافل ہوں -

نکستہ - چشم پوشیدہ ہر چند فردوس در قفس دارد و آئینہ دار کوری بہت و شکران
 نواہیدہ اگر مجہ اقبالش چراغ زبرد امن باشد دلیل ہے نوری بہت اگر تجلیہ باغ شکران
 از ہم نیست وہاں گنجین ملک گیر برین زخمیا باید ریخت و اگر زین پیہ افسردہ شمع لگا ہے -
 نتوان افرودت و طعلی زارغ و زعفران باید فروخت -

حل - جو شخص مر افسب ہے اسکی بند آٹا ہے اگرچہ فردوس کو اپنے قفس میں رکھتی ہو اس سے
 پر کی آئینہ دار ہے یعنی اندھی - چہ نہ کہو نہ ایمان تابندہ اور وحدت فی الکفرت کے
 نظار سے سے محروم ہے اور سولی ہوئی (غافل) شکران اگر تمام اقبال اسکا چراغ
 زبرد امن ہو یعنی مر افسب کے انوار سے روشن ہو ہے نوری کی دلیل ہے - اگر یکون کا بخیر
 تو ہر نہیں سکتا یعنی بلکہ میں شواہب غفلت کے باعث کمال نہیں سکتیں تو یہ زخم میں
 زہر آتشوں کا ملک، بکھیرنا چاہیے تاکہ کھلیا میں (وزیر بند زخم اندر ہی اندر ہر جگہ ہلاکت
 کا موجب ہو گا) اور اگر تجلی ہوئی شمع کی چربی سے آنکھ روشن نہیں ہو سکتی تو جاموں اور
 کوزوں کے طعمہ کے باوجود اسکو فروخت کر دینا چاہیے -

چشم خواہد کاشت نما در لبستہ بہت سیدل اگر غافل شود آتش صبر میں صیابر
 حل - غافل آنکھ ایک کاشت خدا رہے جگہ اور ازہ بند ہے اگر ایسے گہر کے ڈھانے
 سے سیدل غافل بہت تو سیدل آگ نکا - تاکہ جگہ تباہ ہو جائے -

و نہ کہ آئینہ دار کو ہر راز حل بہت یک کف خاکش کن در رگہ زار بادریز
 حل - اور اگر وہ چشم خواہد آلودہ ہر دل کی آئینہ دار رہے - پھر بھی اسکو خاک بنا کر ہوا
 کے بگڑ رہیں گے - یعنی اگر نہ کہہ جانا بہت کثرت سے جو در حقیقت وحدت کی تعبیر
 ہے غافل ہے خواہ ہمیں کیسے ہی اوصاف ہوں مگر ہر بار دکر رہنے کے قابل ہے -

زنگش در پردہ تکریم شکران جھٹلہ بہت ہر چہ بخواہ دولت زین پردہ ہر زار دریز
 حل - ہر طرح کی رنگ تکریم شکران کے پردے میں سوئے ہیں جو کچھ تیرا دل

چاہے ہزار کے اس پر دے سے رنگ گرا یعنی پکوں کے موقلم سے صفحہ دل

پر نقاشی کرتے گزری غافل باش
مدعا نیست گزسی نظر غافل باش

حل - مدعا یہ ہے کہ نظر کی سعی سے غافل نہ ہو اور خواہ کچھ ہی ہو نقاشا کیے پیچھے

پیچھے نظر بیری کر۔

نکتہ - از بزرگے پرسیدند خواب افضل است یا بیداری - فرمود فضیلت بعضی فو قیت

است و فوقیت غالبیت - ہر گاہ کیدیت نشو و جو کہ منقوش روز این دو حقیقت است

بطلان امتحان در آمد تا مل جمع خیال درس تحقیق آرا یہ عبارت ناقولانی مائے خواب

بے تامل روشن است و معنی قوت غالبیت گفتگو سے لب بربن۔

حل - ایک بزرگ سے پوچھا سونا افضل ہے یا جاگنا - فرمایا جب کیفیت نسو و جو دکی

جوان دو حقیقتوں (خواب و بیداری کی) روز سے منقوش ہے امتحان کے مطالعہ میں

آئے اور تا مل ان دونوں کے اجتماع کو درس تحقیق کے خیال میں آراستہ کرے تو ہوا انور

منسوب ہیں انکی عبارت - بے تامل روشن ہے اور جو قوت غالبیت استدلال کیلئے

جنش لب کی ضرورت نہیں کیونکہ سونا انسان بول نہیں سکتا۔

بیداری میان دو خواب مستقیم گر تحقیق دو صواب است مستقیم

حل - میری ہستی کیا ہے دو خوابوں کے مابین ایک بیداری اور دو صواب کی گزری تخیل

اول تو صواب پھر صواب کے تخیل کی گر دے یہ ثبات کا کتنا ثبوت ہے سبحان اللہ دو خوابوں

سے سرد و عدم ہیں کہ ہر ممکن پر طاری رہتے ہیں - ایک عدم سابق دو صواب عدم لاحق

ہستی مان دونوں کے درمیان ہے۔

از طلسم دو موج حباب مدیدہ است یعنی طلسم نقش بر آب است مستقیم

وہ موجوں کے تلاطم (اُسی عدم سابق اور عدم لاحق) سے ایک حباب پیدا ہوا ہے مراد

یہ ہے کہ میری ہستی ایک نقش بر آب طلسم ہے۔

مخلوب افتاب شمسایہ سائیند آراستہ کہ درجہ حباب است مستقیم

حل - جب سایہ پر آفتاب غالب ہو گیا تو سایہ سائیند نہ رہا - فکر کرنا چاہیے کہ میری ہستی

کس حباب میں ہے۔

روشن نشاندہ نسخہ، من جنسوا آدمی مضمون حیرت چہ کہ کتاب ہمہ مستقیم
حل - میرے نسخہ اور جو نسخہ اسوا دوم کچھ روشن ہوا یا بخدا میری ہستی کو فی
کتاب کا مضمون حیرت ہے۔

سرمایہ وقف غارت و گویا یارب چہ جنس خراب است مستقیم
حل - تمام سرمایہ وقف غارت اور تمام امید گویا ہے۔ یارب میری ہستی
کیسی خانہ خراب ہے کہ کسی مصرف کی نہیں۔

تکلفہ - غیب مطلق مرتبہ نسبت کہ باعتبار مفهوم بجز حقیقت الحقائق نامیدہ ہوا
و غیب اضافی نشان کہ بحسب لطافت تمام عالم اور احشایین گرد و بندہ و غیب
متشکل لطافت موسوم بمثال حکم میلان کثافت آرائی - و غیب مصور کیفیت
منقوش اجسام بہتفاضلے کمال کثافت یعنی تخم مرتبہ پیدائی - پس غیب مطلق
یعنی حقیقت الحقائق خفا محض منقطع الاشیاء است مشعر حقیقت ذات و غیب
اضافی خفا و معین نفی اثبات مطلق اسماء و صفات - غیب متشکل استتہا بہوت
ظہور - و غیب مصور مشہور یقینی حسن و مشہور۔

حل - غیب مطلق ایک مرتبہ ہے جسکا نام باعتبار مفهوم ہماز کے حقیقت الحقائق
کہا ہے یعنی حقیقت الحقائق وہی غیب مطلق ہے کیونکہ تمام حقائق وہی اور
خیالی ہیں، جسکا سلسلہ غیب مطلق تک پہنچتا ہے اور غیب اضافی یعنی وہ غیب
جو دوسری شے کی نسبت سے غیب ہے ایک انشا ہے جسکو بسبب لطافت کے
تمام عالم ارواح مقرر کیا ہے - یعنی روحیں بہ نسبت اجسام کے غائب ہیں اور
غیب متشکل ایک لطافت ہے مثال یعنی عالم مثال سے موسوم کی گئی ہے کہ حقیقت بخود
اشنانی حکم میلان کثافت آرائی کی جانب ہے۔

یعنی عالم ناموس کا انکشاف ایک کثافت ہے جو سب سے پہلے عارف پر طاری ہوا
ہے گویا عارف اس غیب متشکل کی کثافت کو آراستہ کرتا ہے کیونکہ یہ سب اسوا
الغیب ہیں - اور غیب مصور یعنی وہ غیب جو عارف کے تصور میں آئے ایک کیفیت
ہے جو حقیقت نامے کمال کثافت یعنی مرتبہ ظہور کے تخم پر منقوش اجسام ہوتی ہے
یعنی اسورت اجسام لظرفی سے بہ حقیقت عین ذات کے غیر دیکھ والی ہے۔ اور

غیب اضافی ایک خفا معین ہے جو مطابق اسما و صفات کے اثبات کی یعنی کبریٰ سے اور غیب مثل ثبوت ظہور کا اشتباہ ہے یعنی غارشہ جب اس مرتبہ پر پہنچتا ہے تو اس پر ظہور ذات کا ثبوت مستقیم ہو جاتا ہے اور غیب مصور حسن اور شور کا ثبوت یعنی جاسنے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جو کچھ ہے غیب ہے مگر اس کا ظہور طرح طرح سے ہوتا ہے۔ چنانچہ اشار ذیل میں تشریح کرتا ہے۔

ہمہ غیب است شہود اینجا نیست جگہ اخفا است وجود اینجا نیست
 حل۔ سب غیب کا شہود یہاں نہیں سب اخفا ہے جو یہاں نہیں
 اصل ہر سوس و گل نیلگی است جز ہمیں ہی سرخ و کبود اینجا نیست
 حل۔ ہر سوس اور گل کی اصل نیلگی فریضہ ہے۔ یہاں اس سرخ اور نیلگی کے سوا کچھ نہیں
 مشکلہ ناکستہ حقیقت است آخر جزو کرمی و اینجا نیست
 حل۔ شعلہ آفر خاک محض ہے ایک دم۔ (تہوڑی دیر کی گرمی رود کے مساوی)

بیان کچھ نہیں۔
 شہود اینجا نہ ملے ملے حل و دل
 حل۔ جلوہ دھانی کا کہنا ممکن نہیں جس شخص نے یہ پردہ کھولا یعنی جلوہ مطابق دیکھا وہ بیان (دنیا) میں نہیں۔

اعتبار است ہمہ او نام آند تو کھم ہم باش و جو فریضہ نیست
 حل۔ تمام اعتبارات فقط او نام ہیں۔ تو عدم (عدم) ہو جو یہاں نہیں۔
 حکمت۔ ہر رشتہ علاج ہر مرضی بدوائی بہتہ آیت و تدبیر اصلاح ہر طبیبہ ظہور ہر کیفیت
 دالبتہ۔ شرجام ہے سنی شکستن از شاخ جدا نہیں توان کرد و آتش سنگ ہے جو ہر
 کوفت پر شعلہ نیتوان آورد۔

حل۔ ہر مرض کے علاج کا ہر رشتہ ایک دوا کے ساتھ بندنا ہوا ہے اور ہر طبیعت
 کی اصلاح کی تدبیر کہیں کے ظہور سے متعلق ہے۔ یعنی مضر کا علاج اور ہے
 سوا کا اور۔ کچھ پہل کو خدانہ توڑ و شاخ سے جدا نہیں ہو سکتا اور جہنگ پتھر کو ٹانہ
 جائے اس سے آگ نہیں نکال سکتی مثلاً سنگ چٹاق۔

تا چشم بجزت نکشاد است کہے : گردن بلطاعت نہیں آج کے

میںے دان یقین کہ در مرض غائہ دہر بہ بمرگ رضا بہ تپ نہاد است
 حل۔ جب تک کہ سینے چشم عبرت نہیں کھولی۔ اطاعت کی گردن نہیں چھوڑی۔
 یعنی انسان غلاب و عذاب کے خوف سے اطاعت کرتا ہے۔ یقین کر کہ فیروز
 کے کوئی شخص تپ پر رضا مند نہیں ہوتا۔ یعنی تپ کو وہی شخص منظور کر دے گا جو
 موت کا طالب ہو گا۔

نکتنہ۔ غافل از معنی میگفت کہ سخن درین اثر ندارد۔ گفتندہ از اثر تا سے سخن بہت
 مدعا سخن بنیت کہ ازین معنی حیرت در س غافل نہاید ساخت و ازین سخن نیز نگ
 بمطالعہ بے تاقل نہاید پرداخت۔

حل۔ ایک شخص جو معنی سے غافل تھا کہتا تھا کہ سخن مجھ میں اثر نہیں رکھتا یعنی مجھ
 پر سخن کا کچھ اثر نہیں پڑتا۔ جواب میں کہ اگر کیا کہ اثر کا نہ ہوتا ہی کا اثر ہے
 مدعا سے یہ ہے کہ حیرت درس کے معنی سے جب کا نام اثر کا نہ ہوتا ہے غافل ہونا
 چاہیے کیونکہ حیرت بھی معنی رکھتی ہے اور اس سخن نیز نگ (سخن) سے بنی تاقل کے
 مفالہ میں مشغول نہوتا چاہیے۔ یعنی ہر سخن کوئی نہ کوئی معنی اور اثر رکھتا ہے۔ مراد
 عارفوں کا سخن ہے۔

نہ ہمیں صحت و صدا پر دہ ساز سخن است خامشی جز اثر پر دہ راز سخن بہت
 حل۔ صرف ہی صورت و صدا ساز سخن کا پردہ نہیں بلکہ خامشی پردہ راز سخن کے اثر
 کے علاوہ ہے۔ یہی خاموش ہو جاتا ہی سخن کا ایک دوسرا اثر ہے۔ جو شخص خاموش
 ہو جاتا ہے۔ یہ سخن ہی کا تو اثر ہے۔

چشم کو تا بتاقل نظر باز کن کہ حقیقت زاسیران بجا سخن بہت
 حل۔ آنکہ کہاں سے تاکہ تاقل سے دیکھ کہ حقیقت عباد سخن کے قیدیوں سے ہے

یعنی عباد میں حقیقت قید ہے۔
 کشا و چشم زندہ چشم نیز نگ این بستن
 حل۔ اس (بستن) معنی الہی کے سینہ نیز نگ کے واسطے مجھ آنکہ کا کہو لانا ہے
 چشم نیز نگ گاہ گلگلی لیکن اس سے مراد سرگاہ کو روشن کیا یعنی علم حاصل نہوا۔
 قید تو ان شہ پرست ہستی زجہم التسل چھوٹا قید ہے تو بوجہ ان کے کہ وہ ایم و حیرت میں

حل بہم تیری بزم کی شمع نہیں بن سکتے مگر اس صورت میں کہ اپنی مہتی کو
 آگ لگا دیں یعنی فنا ہو کر باریاب بزم ہو سکتے ہیں اگرچہ ہم چشم حیران رکھتے
 ہیں پھر بھی تیرا اندازہ نہیں بن سکتے۔ یعنی تیری قبولیت لائق کسی طرح نہیں
 ضرور گندہ دوس کا سر پہ در چشم شوق ہو گیا مجھ غبا خیال لہلہ کجا سنتے دریں میان
 حل عقل کیا شے ہے ہوس کی شکار کر نہ والی کند ہے در نہ چشم شوق بخون ہیں
 خیال پیلے کے غبار کے سوا اس جنگل میں ہر کہان ہیں ہے۔ بخون کو ہر
 اس پیلے عزیز ہے کہ وہ پیلے کا بچہ چشم ہے مگر اس جنگل میں اسکا ہی تباہی نہیں چلن
 عدم تان نر کشانی رنگ کشی داشت کن ہوا چو بال طاؤس ہو گویا زہر شدہ بادما
 حل عدم با وصف اسکا کہ رنگ کا کوئی نشان نہ تھا تاہم وہ ایسا گلشن اپنے قبضہ میں
 رکھتا تھا کہ اسکی ہوائی تاثیر سے جس شے کو سینے دیکھا بال طاؤس کی طرح بھینک
 دامن میں پھول رکھتا تھا۔ بال طاؤس کا نقش سیفے کی شکل ہوتا ہے اور اُمین خود
 بخود رنگ پیدا ہو جاتا ہے یعنی عدم خود بے نشان ہے مگر اسکا اثر یہ ہے کہ ہر شے
 کو با نشان کر دیتی ہے۔ یعنی وجود میں لاتی ہے۔ دنیا میں تمام موجودات عدم
 سے آتی ہیں۔
 خیال آتشنگی محل اگر شود صرف یک تامل دل و بیکر و صد چہین گنگا مور و صد چہرا
 حل۔ غیاں جو آتشنگی محل ہے یعنی آتشنگی (پیر نشانی) کا محل کرتا ہے اگر ایک تامل مز
 صرف ہو تو غبار کا دل سوچیں اور چہنوئی کی نگاہ سوچیں غبار سے۔ یعنی غبار میں
 چہن اور چہنوئی کی نگاہ میں جہاں نظر آئے۔
 بکشتہ بیکھا صلی کہ خاکش فناں بیکھا دوا ہوش مقدر کر د خرم ہم گندم اور لب نان
 حل۔ دنیا میں کشت بیکھا صلی پر جسکی خاک کو برباد کرنے کے سوا کچھ نہیں کر سکتے۔
 ہوس نے گندم سے کہ تہم کالب نان سے کہ مقدر خرم جن کیا ہے۔ یعنی ہوس کو کشت
 بیکھا صلی سے بجز اسکے کچھ نہیں ملا کہ خود گندم نے لب نان سے اسکی سچی چہرہ کیا
 کہ دیکھا! بچہ کچھ حاصل نہوا۔
 سہواں غلہ خستہ اوج عربت لافضہ لعل شوق گدگدہ قلم اور بر تری کجا بکشتہ سہاوان
 حل۔ نہ دانائی کا حصول ہے نہ عزت کی بلندی نیز بزرگی کی شہرت نہ دیوہ کا پیش کرنا۔

اسے مورین نے قبول کیا کہ تو پر نکال لیگی مگر سیلیاں کی کیفیت کہاں ہے یعنی تو پر
 لگانے سے سیلیاں نہیں بن سکتی۔ اس کے
 رگ خیل حوالہ کہ وہ ان کے فیشرون میں آتا ہے۔ چوہا بتا بلند فیشرون کو ان میں غائب نشا
 حل۔ سوال کہ کیا ایک رگ خیل ہے اور ایک نم کا پھر نا دامن کا سر مایہ ہے یعنی
 مانگنا محض ایک خیال ہے دامن کو توڑی سی طراوت کے سوا کچھ نہیں ملتا۔ اور
 کی طرح گھٹنگ بلند جانا۔ تو نہ امت کا عرق اور غبار ہوس کو بچا کیونکہ اس میں عرق
 نہ امت کے سوا کچھ نہیں وہ بلندی پر جاتا ہے اور ہوا یا بخار اس کے اپنے واسطے توڑی
 سی نمی ملتا ہے اس کے سوا کچھ نہیں۔ انسان کی ہوس کی بھی یہی کیفیت ہے۔ ان
 ہوا کے واسطے کہ اس کے لیے چنانچہ فیشرون میں آتا ہے۔ ہوس کا یہ باض گرون اور اس کے نزدیک
 اسے بیدل معشوق کے لیے لکھنا کا بوسہ لینے کی کسو خواہش ہو کہ باوصف ایسے قرب
 ہکناری کو باض گرون کے بوسہ کیلئے دور سے نوہ گریبان لب حسرت کاٹ رہا
 ہے۔ یعنی جب معشوق گریبان کو بھی باض گرون کا بوسہ نہیں مل سکتا باوصف
 اس کے کہ وہ اسے ہکنار ہے تو لب لبال کا بوسہ کس مل سکتا ہے۔
 نقش پایا کہ سر از شکوہ خرام او کہ لالہ خیزد بنید کشید ز تہتم لب نام او
 حل۔ معشوق کے نقش پایا کا سر اس کے شکوہ خرام سے ایسی بلندی پر پہنچ جاتا ہے کہ
 جسے معشوق کا لب نام بلال کی پستی پر ہوتا ہے تو بلال زمین پر خفا بڑھ کہینچتا ہو کہ جو بلندی
 اس کی نقش پایا کو حاصل ہے مجھ حاصل نہیں۔ کس قدر نازک کلام ہے ناظرین بہت
 غور سے سمجھیں گے نہ تو ٹیگا۔
 اگر از زمین خرام و گراز تک ہمارا رسم بدل میدہ کجا رسم کہ رسم بفہم مقام او
 حل۔ اگر زمین سے ہو ایک اور مایہ زمین سے آسمان تک پہنچو اپنے دل پر مہر
 کیا آہ کہاں تک پہنچو کہ معشوق کے مقام (مرتبہ) تک پہنچو۔ یعنی دامن تک
 میری رہائی کی طرح ممکن نہیں۔
 بد نیک ہے نہ از زخمی خرم و تپا یافتہ کہ بنوز تیغ تہتمے نکشید یہ رسم زنیام او
 حل۔ نیک اور بد آرزو کر رہے ہیں کو ساز غم آگاہ ہے کہ اس قدر تڑپ رہے ہیں اپنی
 تک تو معشوق کی تیغ تہتمے نے اپنے نیام سے سرسری نہیں نکالا۔ یعنی جب محض اندر

یہ حالت کر رہی ہے تو تبسم پر کیا تو بہت ہو گی۔
 زسراغ منبر لالہ شاعر شہر بنگالی کا اور کہ پر قدم سپہر افگندہ جو نفس در آئینہ گام
 حل۔ منبر لالہ شاعر کے سر راج سے دل کی تنگ و تاز کیا اثر لیا لگی کہ جیسی سانس
 آئینے میں چلنے سے عاجز ہو جاتی رہے اسی طرح قدم تنگ و تاز دل عاجز رہے جب
 آئینے پر ہر تنگ مارتے ہیں تو تھوڑی دیر کیلئے ایک غبار راہ چلتا ہوا نمایاں ہوتا ہے
 مگر ہر دم ہو جاتا ہے۔
 زشکوہ جلوہ اندازم سرور شہر بنگالی کا اور کہ پر قدم سپہر افگندہ جو نفس در آئینہ گام
 حل۔ چونکہ عشوق کا جلوہ پیر شکوہ تھا ہی اس لیے یہ مدد سامان پیش نہوا کہ آئینہ طلب کا
 پیش کردار حسین اسکا جلوہ پر تو دھن ہو جاچار ہیں نہ سوج گھر کی زبان (اشک) سے
 القاس کا دروازہ اس کے بام پر کھٹکھٹایا ہیں اس قدر دیا کہ سوج اشک اس کے بام پر
 پہنچی۔ سوج گوہر سے اشک براد لینا استعارہ بعید ہے مگر حضرت بیدل تو ایسے ہیں
 بجز ان کے خاک ہم بسیر فگندہ و گر کہ نہ ہم نرسیدہ دیدہ بجاہ و آئین جو زبان پر کلام تو
 حل۔ بجز اس کے کہ کوئی اسے سر پر خاک ڈالے (میں دم اور خواہو جا) اور اگر ایک سنا
 ہے جگر زبان و کت کر کے اس کے نام تک نہیں لکھائی اسی طرح انکسین اس کے جانچ
 تک نہیں چھپکتیں۔

نفس تیرے شکستہ و جوش فشر آئینہ
 فشر کہ ہم کن از نظر جو نگاہ وحشی را
 حل۔ تیری سانس تینے میں ٹوٹی ہوئی بہتر۔ تیرے لکھو کی جوش کا دروازہ بند بہتر۔
 ایسا ہو کہ عشوق کی نظر (فشار) سے عاشق اس طرح دم کرے (بہاگے) جس طرح
 عشوق کی نگاہ جو وحشی رام (وحشی کے مطیع کر سنے والی) ہے شوق کے باعث ہر
 وقت دم کرتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ عاشق کی سانس ہی عشوق کی یاد میں رہے
 اور نگاہ بھی لکھائی ماندہ کہ اس کی دیکھتی رہی دم کرنا تو عشوق کی نگاہ کا کام ہے جو وحشی
 کو بھی مطیع کرتی ہے نہ کہ عاشق کی نگاہ کا اسکا کام تو ہر وقت بخود لار رہنا ہے یہاں نظر
 کے معنی دیکھنے کے ہیں جب ناظر میں غور سے ہر پہلو پر نظر ڈالینگے تبھی ناظر اور ملاحظہ
 ہوتا ہے کہ سانس و فسون کی خیال آئے خون مگر زبیا زونا و خون مگر دعا و چاہے سلام اور
 حل۔ یہ دوست کو اپنے فسون کا سازندہ بنائیں یہ فریب نہ۔ یہ کہ ہر شے وہی وہاں ہو

ہے آئینہ کے خیال میں اپنا خوں نگر کہ ہر شے واجب الوجود کا آئینہ ہے جمیع شے کا
عکس نظر آتا ہے ناز زیاد کے جنوں میں مبتلا ہو۔ بھلا کیا ہماری دعا اور کیا ہمارا سلام۔ یعنی
اسکو نہ ناز کم نہ کی حاجت ہے نہ ہمارے نیازی پر واسچہ۔

یسواؤ آخر ادب مشرہ باز کردن بیدلم کہ نزد نفس چراغ کس سحر آفرینی شام ام
حل۔ میں کہن ادب کے سوا (۱۵) میں ہمہ تن بیدل کا شرہ باز کردن تباہوا
ہوں یعنی جھڑجھڑم اور لٹاٹ سے بیدل انجمن ادب میں بلکین کہو لٹا دیکھتا ہوں ہے
میں بھی اس طرح دیکھتا ہوں کیونکہ بیدل کی شام نے جو صبح کی پیدا کر کے والی ہے کسی
کے چراغ کو پہونک مار کر نہیں بچایا حالانکہ صبح کی وقت چراغ کو بے ضرورت اور فضول
سمجھ کر بجادیتے ہیں مگر بیدل ادب کے اقتضا سے لیسا نہیں کر سکتا کیونکہ آخر چراغ
انجمن ادب ہی کا تو ہے۔ یعنی میں ادب کر کے میں بیدل کا متبع ہوں۔

آئینہ۔ وردن سخن نزل ملائک است از عرش حقیقت دل بظہور کیا عالم تصرف و
تعبیر و کار فرمای اعیان ممکنات حکم کامل قدرت و تاثیر ہر جا از عشق دم زود آتش و دنیاؤ
تصور انداخت و بہر کجا از حسن اور نمود آئینہ خانہ قہر پر و اخوت۔ با فسون صیادی فطرت
عقاسے غیبی آتش نایان معنی رشتہ برپائے تحریک نفس و پایا کے جس آگہی
فطرت قافلہ اسرار نفس جاوہ پیا کے مطالب عشق و ہوس۔ نیم گمشدہ طبعش تا
بشورش پر سے افشاںہ اثر دتا ہے است مردم خوار و زلال چشمہ التفاتش تا پہلو سے
موج گر واند۔ طوفان آتشی است۔ ہے زینہار تلاش عہد ارات طعن از اثر درخشش
خشن کارگاہ و گیری تفتیش معنی خلق بظہور لاغش حریر کسوت آفاق تسخیری۔ با تیار
گو ہر آیدارش گوشہا گہر خانہ و دلعت اسرار و باحساس پر تو وعدہ آتش دیدہ تا آمادہ مطلع
در بدر۔ اگر انجمن است۔ ہے حضورش از آئینہ داران عالم تصویر و اگر خلوت است از خیال
از خواہاں ہے او نام تعبیر۔ ہر چند فقرش عبارت اوست از صفہ ہستی بیرون و آنچہ موسوم
عبارت۔ و ایک قلم عدم صفوں ہمایک کہ ملکوت گیر و دار مکان از سایہ پروردگان و رحمت بالی
اور دست و عز لی کہ رنگ بوی بہار اعیان از گلشن و شان کیہیت انتقال او۔ قوت
پرواز مقاصدش ارادہ حقیقت۔ بے نشان و شوقی بال مطلعش تحریک زبان
حضرۃ انسان۔

حلقہ صباغ بین سخن کا رو و فرشتوں کا نزل ہے۔ یہ حقیقت دل کے خوش سے
 ظہور آبا و عالم تصرف و تدبیر میں۔ یہی سخن بہتر لہ فرشتوں کے ہے جو دل کو
 عرش سے دنیا میں اترتے ہیں تاکہ دنیا کے تصرف و تدبیر میں مصروف ہوں اور
 یہ ظاہر ہے کہ دنیا کا انتظام بدون سخن (کلام و کلام) کے ممکن نہیں اور سخن کا
 درود و حکم کمال قدرت و تاثیر کے اعیان ممکنات کی کار فرما ہے۔ سخن نے جہاں
 کہیں عشق سے دم مارا تصور کی بنیاد میں گویا لگ ڈال دی اور جہاں کہیں سخن کی
 ادا و کہانی حیرت کا آئینہ خانہ آراستہ کیا یعنی سخن عشق خیالات میں لگا دیتا ہے
 (جوش پیدا کر دیتا ہے) اور جب سخن کی ادا کو مانتا ہے یعنی سخن کی داستان سنانا
 ہے تو حیرت میں ڈال دیتا ہے اسکی فطرت کی حسیاد کی کہ انہوں سے غیب آشنانا
 معنی (شعور و حکام) کا عین سانس کی حرکت کا رشتہ برپا ہے۔ یعنی سخن سانس
 کے ذریعہ سے ادا ہوتا ہے اور عین سانس کی حرکت ہے (قدیم کر لیتا ہے) اور اسکی
 فطرت کی جرس (آواز جرس) سے اسرار قدس کا قافلہ طالب عشق و ہوس
 کا جادہ پھاسے سخن کے گلشن لطف کی نسیم اگر ایک پر جہاڑے ایک مرد نوم نوار
 اثر دے گی تھکے کار اور اس کے چشمہ التفات کا بیٹھا پانی جب موج کے پہلو کو پہر او سے
 (گردش) دے تو ایک طوفان آتش ہے جس سے پناہ نہیں یعنی سیری نہیں جوقی
 اور تشنگی طلب بڑھتی ہی رہتی ہے۔ عبارات طعن (مکتبہ چینی) کی تلاش سخن کی
 سختی کے اثر سے دلگیری کے موٹے اور سخت کپڑے کی کار گاہ ہے یہ قاعدہ ہے۔
 کہ طعن سے انسان دلگیر ہوتا ہے۔ معنی خلق (نرمی) کی جستجو اسکی ملائمت ہے کہ ظہور
 سے آفاق تسخیری کے لباس کا حریر ہے یہی سخن ملائمت سے عالم مسخر ہوتا ہے۔ سخن
 کے گوہر آبدار کے نگہینے سے کان و دلایت کے گنج خانے ہیں اور اس کے وعدہ
 کا پتہ تو عین کمر ہے۔ آنکھیں مطلع دیدار بشیہ پر آمادہ ہیں اگر محض ہے یہ حضور
 سخن عالم تصور پر سنگ آئینہ داروں سے ہے یعنی سادگت اور اگر خلوت ہے بدون
 خیال سخن کے آئینہ نگاہوں میں سے ہے جنکی تعبیر محض ادنام ہیں۔ سخن کی عبارت
 کا جو کچھ منقوش ہے صفحہ ہستی سے باہر ہے اور جو کچھ اسکی عبارت کا مضمون ہے
 وہ کلام عدم مضمون ہے (سر و کلام نفسی ہے جو ذات باور تہالی کی صفت ہے)

اس افسانہ حضرت سے کچھ نہ پڑھ۔
 از طلسم خاک طوفان سخن جو حسن لبس
 حل - طلسم خاک (انسان) سے سخن کے طوفان کا اٹھنا ایک جا دو ہے اور میں -
 شعر جو ہر جگہ سہ سہ حاصل کرتا ہے، (خوش ہو جاتا ہے) - یہ انجاز ہے کہ سوا کچھ نہیں -
 خاک سے سخن کے طوفان کا اٹھنا انسان کا ناطقہ بند کر دیتا ہے۔
 فکرتہ - نفس رحمانی کہ باصلاح اہل تحقیق مشاء الہی کا پیش نامید، اند و مصدر حقا
 موجودات کلی و جزئی معین گردانیدہ فی الحقیقت حقیقت سخن است و غیبی ارجح
 و امثال و اشعار کہ عن حاضر ظہور کیفیات اوسست دائر - ولایزال در مرتبہ اعتبار
 خاص شوخیہ سے تعبیلش غنزلہ جزو ناریت بانوار سویت مطلق میوستہ کہ مدرکہ را
 دستغلام آن کیفیت غرض تو ہم کمر دن است و ارجح یعنی جزو ہواش معنی بسطہ را
 در نظر آوردن - در مثال حکم جزو ناری افسانہ اموال عبارت شدہ دن در اشعار مختلفہ
 جزو ناری لغزش کا مینش محسوس دیدن - بتلاش شخص ظہورش در مقامیکہ قدم شوق
 نیساید بقدر تو ہم مرتب خود را با سہی داسے ستادہ اجسام و چہ عناصر و اجرام -
 حل - نفس رحمانی (مطمئنہ) جسکو اہل تحقیق کی اصطلاح میں کلی مشاء الہی نام کرتے
 ہیں اور جسکو حقائق موجودات کلی و جزئی کا مصدر متعین کیا ہے وہ در حقیقت سخن
 ہے - (سخن سے یہاں مراد یا امیرہا النفس المطمئنہ است یعنی الوجود الایہ ہے)
 و در سخن عالم غیب اور روح اور امثال یعنی برزخ (سورقون) میں جنکی کیفیتوں کا
 ظہور عناصر برزخ دائر ہے اور ہمیشہ ہر مرتبہ میں ایک خاص اعتبار کے ساتھ اُسکے
 تعین کی شواہد بیان ساثر ہیں - عالم غیب اُسکے لئے آیا ہے جزو ناری ہے جو سویت
 مطلق کے انوار سے ملا ہوا ہے - یعنی سخن غیب سے نازل ہوتا ہے اور ہمیں
 آگ کا اثر ہے جو واجب و الوجود کی سویت مطلق کے انوار یعنی اس ذات کے
 انوار جو دروالموت سے جو صفات سے معر ہے ملا ہوا ہے کیونکہ قوت مدرکہ کو اُسکے
 کچھ میں جنس ایک کیفیت کا تو ہم کمر ناسے یعنی قوت مدرکہ کو جو ایک دہی کیفیت
 کے کچھ اور کہ نہیں ہوتا - اور ارجح جو سخن کے اجزائے ہوائیہ ہیں انکو ایک
 بسطہ معنی کا جہان سرکب و تجزیہ کو دخل نہیں لکھنا ہے کیونکہ ارجح بسطہ کیلئے

مصادیق سے یہی ثابت ہوتا ہے اور امثال میں چونکہ سخن کے اجزاء و مانیہ ہیں لہذا
 (نکمونہ عبادت کا اضافہ ہوتا ہے اور اشباح (عکس) کا اضافہ اور اجسام
 میں بسبب غلبہ جزوہائی کے کسی کسی حقیقت کے نقوش کا محسوس یکہ مناسبہ تک اصل
 حقیقت کا۔ اس کے شخص ظہور کی تلاش میں جو مقام میں قدم مشوق درڑتا ہے بقدر
 توہم مراتب کے ساتھ محسوس کیا جاتا ہے خواہ اجسام ہوں خواہ عناصر ہوں خواہ
 اجرام ہوں یعنی سب سخن ہی کی تلاش میں ہیں اور سخن ہی نے سب کا نام جدا
 جدا رکھ دیا ہے (ہم لکھ چکے ہیں کہ سخن سے مراد کلام نفسی ہے جو جناب باری
 کی صفات سے جو کما ظہور کن فیکون ہے اور یہی سخن انبیاء کیلئے وحی اور اولیاء
 کے لئے الہام ہے)

آن نورانیہ نشانی پیرہ راز من کا لہران زوا سے اوست نزع ہر داز
 در آئینہ جاد موج رنگ است بد در طبع نبات بو بچہ یون آواز
 حل - وہ پیرہ راز کا بے نشان نقشہ جبکی آواز سے انداز نزع کا آواز سے کمر بند آواز
 جمادات (نولی وجوہ) کے آئینے میں رنگ کی ایک موج سے اوز نباتات میں
 خوشبودار وجوہات میں آواز ہے۔

نکستہ - آتش و طبع جاد ہر ذرات حقیقت ہست چراغ افروز خلوت خانہ غیب - وہ ہوا
 درہ زارچ نہایت نفس زود آن امیر ابھی مر یا حسین ارواح - بے شبہ و ریب -
 صدا و لہجہ نہایت ان کو و مثالش در کھید و عرض مراتب و مدارج - و سخن در ذات
 انسان شہود و جہانیش کہ نہین آواز سے و سنگاہ مخارج - پس آفاق مفاہے سخن
 است امانا متوج - انسان و عبادت آن در کمال تصریح و وضوح - ہر گاہ اثر
 انسان کہ گویا ان اسرار و عبادت و انوار و نورانی خیال باطن و ظاہر تحقیق
 آن نفس تو گوار و نقاب تہیہ از تہیش از نقاش موج و نہود بر سید ارد - یعنی
 نفس انسانی در جہان نہایت گوار و ظہور و سماست و در فضا و اراوت و تکلیف و طہارت
 نقاش و در جہان بال کشتا تا نام و زبان میل تراوش بیغایہ کیفیت مثالش حاصل
 است و چون در صورت و خطوط و سطور و مری میگرد و عالم اجسامش منزل -
 حل - عبادت کی کثرت میں جو الگ ہے (پھر میں الگ ہوتی ہے) یہ اس حقیقت

الہی کی بجلی ہے جو فطرت کا غیب کی چراغ افروز ہے یعنی ہم اسکی حقیقت سے
 واقف نہیں اور یہ انبیاء کے منارج میں کیا ہے بے شک و شبہ سائنس
 مارنا (چنگنام) ان امیر یعنی ارواح کی ملیون کا ہے یعنی نباتات کیلئے بھی عالم
 ارواح ہے اور جو ان کی طبیعت میں مدد کیا شے ہے عرض مراتب و مدارج
 کی تہہ ہیں اُسکے عالم برزخ کی نمود ہے یعنی جب یہ ان لوگنا ہے تو عالم برزخ
 میں جو کچھ اُسکا مرتبہ اور درجہ ہے اُسکو ظاہر کرتا ہے اور انسان کی ذات میں بخیر
 کیا شے ہے اُسکا شہود و جہانی دستگاہ بخارج کے لباس کا راستہ کرنا ہے یعنی
 سخن سے انسان کے طرز آراستہ ہوتے ہیں۔ سخن کا ہی شہود و جہانی ہے پس
 تمام دنیا سخن کا مٹھ ہے لیکن غیر مفتوح۔ یعنی کئی پرگٹلا نہیں۔ اور انسان کا یہ
 اس شے کی عبارت ہے کمال تصریح اور وضاحت کے ساتھ لکھی ہوئی۔ جہت
 انسان کا ناقابل جو مولود و عصابہ کے امیر کا گریبان اور باطن و ظاہر کے خیال
 کا زانو ہے (امیر یا گریبان میں سردی یا زانو پر سر رکھنے (مراقبہ) کرنے سے
 شکستہ ہو سکتے ہیں) اس شے کی تحقیق میں نفس تو جہ کو مقرر کرتا ہے اُسکے
 تمام مراتب کا نقاب و پنی موبہ وہ نفس اشیا و کے چہرے سے اٹھاتا ہے یعنی
 سخن سے بہتر کوئی شے اُسکو نفس معلوم نہیں ہوتی۔ یعنی ذات انسانی جہان
 نیرنگی میں بظہور اس کا مادہ اور میدان ارادت تکلم میں نشا ارواح کی وسعت میں
 بازو کو ملنے والا ہے یعنی انسان اسما الہی کا ظہور اور عالم ارواح کی باتیں کرنے
 والا ہے جب نالو اور زبان سے تراوش سخن کی رفیت کرتا ہے عالم برزخ کی کیفیت
 اُسکو حاصل ہے اور جب خطوط اور مظهر کی صورت میں دیکھا جاتا ہے تو عالم برزخ
 اُسکی منزل ہوتی ہے مطلب یہ ہے کہ انسان جس شے سے عبارت ہے وہ
 صرف سخن ہے جو مختلف صورتوں میں ظاہر ہوتا ہے۔
 لیکن جو تکیہ کہ فرود و دمخو دراز تھا نام او
 حل۔ میں سنگدل اُسکے ذکر دوام کو محض و سے کیا اثر اخذ کروں یعنی باوصف اُسکے
 کہ میں ہر وقت اسکی یاد کرتا ہوں پر بھی میرے پتھر جیسے دل پر قساوت کے باعث
 کچھ اثر نہیں ہوتا یہ بات میسر نہ ہوئی کہ میں اُسکے نام کی خیالت سے نگین کی طرح

اسے بھی میر گڑھاؤں - تکیں تہر کا ہوتا ہے کسی نام کا اسپر کندہ ہونا گویا اپنے وجود میں دینس جانا ہے۔ پیچھے یہ بات بھی نصیب نہ ہوئی۔ خطہ ام اور سخن کی بے شکایت اور کشاکش کا بھی تہر ہر ہر شکر تیس کا تہر حضرت مروج کی نرسیدہ تاجا اور حل سخن پانی ہو گیا مگر معشوق کی رمز بے شک سے ایک عبارت بھی نہ چیری (نہ لگی) مروج سے کہ تک زنا کی حضرت خطہ ام تک نہ پہنچی۔ خطہ ام وہ ہے جہاں تک شراب بھری جاتی ہے یعنی یہ معلوم نہ ہو کہ معشوق سے کیوں محسوس کیا حضرت لگی۔ نہ ستر کہ بھیرہ بنا کہ نہ لہر کہ بڑگنا کند۔ بکرا کا مالہ دا کند عدم استمزدہ و ام و حل نہ سر پہ چہ جس سجود کر سے نہ لب سپہ کہ شاکا سامان کر سے ایک عدم (اسی) سودوم) چو ستر نہ ہے کس مایہ سے اسکا قرض (سجدہ اور شام) (دا کر سے سودوم) تو کج بھی نہیں کر سکتا۔

ستر خاک الہ ہوا رسد چو نظر کی تیار شد نرسیدہ ام تہر کہ بیاہ از درو با م اور حل - خاک کا ستر اگر ہوا پر پھینکا جب تو غور سے دیکھیں گے تو آخر کر پاؤں کے پیچھے پہنچیں گے ایسی عمارت پر نہیں پہنچا جسکے درو با م تک پہنچنے کا فخر کریں۔ شکستہ لچوی ہیرہ باقیم ہزار کوچہ ششاقتم دروازہ نفس کشا فتم کہ ہم بکدر خرام اور حل - یہ ہیرہ کف دو آراستہ کی ہزار کوچہ میں دروازہ سانس سے ایک دروازہ بھیرا

یعنی راہ پیدا کی کہ معشوق کے گرد خرام تک پہنچتا ہوا اس کے کشیدہ ام یہ تہر نرسیدہ ام زیر شکستہ تنیدہ ام بخیال حلقہ ام اور حل - نہ میں ہوا میں آنا نہ کسی شین تک پہنچا بخش خیال میں اپنے کوئے ہوو ہون سے اس کے دام کا حلقہ (مہند ام تر نا ہون کہ اس میں پھنس جاؤں یعنی میں اپنے پھنسنے کیلئے اپنے کوئے ہووے پر سے دام بنانا ہوں۔

نہ دیا خدیوہ کشور دی نہ سر فسانہ شاد دنی ہمہ در بود عنودی بکنا رحمت عام اور حل - نہ انگین کہوئے کا داغ ہے نہ دامتانی بختے کا خیال ہے (رقعہ سننے سے نیند آجاتی ہے) اسکی رحمت عام کی نفل میں نیند سب کو لگاتی ہے مرنے سے پڑے سوئے ہوں۔

نرسیدہ میری ادنیٰ لیس مروج فطر تہر لی تو علم ملکوت شو کہ نہ حریف کلام اور

حل۔ اسے کیونے تو حمد سے فطرت (طبیعت) تبدیل کے عروج تک نہیں پہنچ سکتا۔ اب معلم المکوت (شیطان) بجا کیونکہ تو تبدیل کے کلام کا مقابل نہیں نکلتے۔ درچار سوسو کی کیفیات ظہور کہ ہر فرد لازماً فرد انسانی با حقیقت خود سودا است پنہانی دعوامہ بیت و جدانی باہم زیاںکاری نقد انفس در جیب ہر معاملہ فقے ہست شکن و در طبع ہر سودا سود سے منتقم۔ ایجانالہ یہ تعمیر رواج نرسیدہ تا قیمت دل نقصان شکست نہ درگاہ ہے دوکان بخیر غیبہ تا قماش جس قیمت مرگان ہر ہم خرد۔ بگردش رسیدن ہر ساغر سے مقدمہ ظہور کی کیفیت ہست و با انقلاب غیبہ ہر وضع تمید و توقع خاصیت۔

حل۔ چار سوسو کی کیفیات ظہور (امکان) میں کہ ہر فرد کو افراد انسانی سے اپنی حقیقت کے ساتھ ایک پوشیدہ سودا اور ایک وجدانی معاملہ ہے باوصف تمام فقدان نقد انفس کے ہر معاملہ کی جیب میں ایک نفع برقرار اور ہر سودا کی طبیعت میں ایک فائدہ ملا ہوا ہے یعنی حرف انفس بے یاد الہی بیہودہ جا رہی ہیں۔ باقی نفع ہی نفع خیال کیا جاتا ہے بیان نالہ رواج کی تعمیر تک نہان پنچا لینی نالہ کو اس وقت تک رواج نہیں ہوتا جب تک دل کی قیمت شکست کا نقصان نہیں اٹھاتی یعنی نالہ بے اثر جاتا ہے اور دل ٹوٹتا ہے اور کسی نگاہ سے اس وقت تک تیری دوکان آراستہ نہیں کی جیتا مرگان کا اسباب تجارت بہیم نہیں۔ یعنی پلکین کہہ لیتے ہی حیرت طاری ہوتی ہے ہر ساغر کا گردش کرنا ایک کیفیت کے ظہور کا مقدمہ ہے اور ہر وضع کا انقلاب میں جوش مارنا ایک خاصیت و توقع کی تمہید ہے یعنی عالم امکان میں جو کچھ ہے شہود و وجود ہے اور یہ سب اُسکے خواہ ہیں۔

ہر دل از نالہ بہار را ٹھہری میخواند
حل۔ ہر دل نالہ سے بہار ٹھہری ایک بہار چاہتا ہے اور ہر تخم کی ریشہ پیرانی ایک پیر چاہتی ہے کہ اپنی اڑٹھا ہے۔

ہر گاہ تاہست گل بہر زن رنگ درید
حل۔ جس جگہ پھول کی خوشبو نے رنگ کا پیر میں پھار درنگ سے باہر نکلی ہے بات

پرسشید نہ ہیں کہ اسنے سفر کرنا چاہتی ہے۔
 اضطراب پر وبال ملنے پر وازی
 حل۔ پر وبال کا اضطراب ہونا پرواز کا آئینہ ہے یعنی اس سے آؤنا صاف معلوم
 ہوتا ہے۔ بلکہ کون کا کونسا ایک اشارہ چاہتا ہے یعنی بلکہ بلا وجہ نہیں آتے ہیں۔
 قطرہ ہر گاہ کشد سر ہوا کی بیسان شوق جمعیت وضع کر کے میخواید
 حل۔ قطرہ جب بیسان کی ہوا میں سر کالتا ہے تو اسکا شوق وضع گوہر کی جمعیت چاہتا
 ہے یعنی حالت انتشار سے گزر کر گوہر بن جاتا ہے۔

ہر کی چشم پر دہ شدہ دیداری ہست ہر کی دل تپش آرد خبر سے میخواید
 حل۔ جہاں آنکہ ہر گاہی ہے ایک دیدار کا شدہ ہوتا ہے اور جہاں دل تڑپا ہے وہ
 ایک خبر چاہتا ہے۔

ہر کی جلوہ تقاضائی ناز دگر ہست عرض خورشید غبار سحر سے میخواید
 حل۔ ہر جلوہ سے کی ہر کی ایک اور ہی نازی تقاضائی ہے آفتاب کا نکلنا سحر کا
 غبار چاہتا ہے۔ (شعلہ میں غبار کے ذرے اڑتے ہیں۔)

تکنتہ۔ توجہ خاطر بالفت فقر از علامات لطافت طبع ہست یعنی دماغ خلقت میں
 فنا و محسوس فطرانہ اکت تاب کہ ورت اسباب ہے آمد و تعلق تھاثر بہ محبت جاہ از دلائل
 آثار کثافت کہ بار کافت گیر و دار غیر از دوش خشونت بر سنے دارد۔ (قالبے تو ہم ثقات
 کثافت شخص حقیقت را در ہر صفت جز پاس ناموس ظہور تصور نیست از آثار حقیقت
 آرایش بساط عظمیتش در پیش است و از اوضاع رغبت ما حاصل سر منزل
 راحت خویش۔)

حل۔ فقر کے ساتھ دل کی توجہ لطافت طبیعت کی علامات سے ہے یعنی خلقت
 کا دماغ اس معاملہ میں نزاکت کی زیادتی کے موافق کہ ورت اسباب دنیوی کی تاب
 نہیں لانا یعنی جو لوگ لطیف طبع ہیں انکو دنیوی اسباب عیش کی تاب نہیں ہوتی
 اور دونوں کا تعلق جاہ دنیوی کی محبت کے ساتھ آثار کثافت کے دلائل سے ہے
 یعنی طالبان جاہ دنیا کثیف الطبع ہوتے ہیں کیونکہ گیر و دار کا بایک گشت مجرور دوش
 خشونت کے کوئی نہیں اٹھا سکتا لیکن بغیر وہم لطافت کثافت کے حقیقت والے

(عارف) کو ہر صفت میں بجز ناموس و ظہر و قدرت کے کسی کا پاس مقصور نہیں اُسکو
 اُٹار چاہا جسے بساط عظمت قدرت کی آرائش درپیش ہے اور طرح طرح کی
 رغبت سے اپنی سر منزل کی راحت کا حصول اُسکا مدعا ہے۔ یعنی عارف ہر حالت
 میں منزل مقصود پر پہنچنا چاہتا ہے۔ اُسکو لطافت و کشفیت سے کچھ کام نہیں۔
 حقیقت پر کجی اُس پرست آدمی کی صورت منظور ہے۔ بہر حال داغ جو شہ فرار کر دہ مسمر و روش
 حل۔ حقیقت جہاں آہ بگئی ہے اُسکو آزادی منظور ہے جہاں داغ جوش مارتا ہے۔
 ایک فراغت اُسکو خوش رکھتی ہے یعنی جب داغ ناکامی مل گیا اطمینان حاصل ہو گیا۔
 نظر پر روش کر دہست کر پیندہ پیدائش مجھیں جو فرورفتہ دست گریا بندہ مستور
 حل۔ اگر اُسکو بر ملا دیکھتے ہیں تو یہ سمجھنا چاہئے کہ وہ آپ اپنے کو دیکھتا ہے اور اگر
 اُسکو پردے میں پاتے ہیں تو یہ سمجھنا چاہئے کہ وہ اپنی جیب میں اُتر گیا ہے۔ یعنی
 ناظر و منظور اور شاہد و مشہود وہی ہے۔
 غور و غبر و غماز نے نیاز غیر پیدا شد۔ سیلحانی بخود دنیا زوار جمیعت، مور
 حل۔ یہاں غور و غبر کو غمیری پرواہ نہیں ہوتی اُسکی چیونٹوں کی جمع ہونے پر سیلحانی
 اپنے اوپر ناد کرتی ہے۔ یعنی عارف کے غور و غبر کا یہ مرتبہ ہے۔
 نگہ شوق جہاں پیش توافقی تسکینش ادب سینا تمکینش جنون پیکشورش
 حل۔ اسکی نگاہ اک جہاں میں شوق ہے یعنی چاہتی ہے کہ جہاں کو دیکھے اُسکا
 توافقی تسکین ہے یعنی اُسکو توافقی ہی سے تسکین ہوتی ہے۔ ادب اسکی تمکنت
 کا رشتہ اور جنون اُسکے پیمانہ کا شور ہے۔
 جبار کہ مجھ میں حضورش دارد ایما سے سر از رکہ می بینی سیاہی میکند نورش
 حل۔ جس پیلے کو تو جا بختا ہے وہ اُسکے حضور کا اشارہ کرتا ہے اور جس سراب کو
 تو دیکھتا ہے اُسکا نور اُسکو سیاہ کرتا ہے یعنی دہو کے کو اُسکا نور مٹا دیتا ہے۔
 نمکندہ۔ روح انسانی جو ہر لبت لبیدا و بحسب لطافت ہر جمیع اشیاء و حیث۔ ہر گاہ
 نفس تلقن اعتبار سے بند و بند کیب کیقیات غصری سے پیوند و مشاہدہ نقص
 دستگاہ اصلی توجہ اش مصروف این اندیشہ میدارد کہ ازہر جہ از مرتب اعتبار کوئی
 است با احتیاط و تصرف آرد ناچار خود را محتاج جمیع اشیاء می یابد و سب احتیاط

المطلب معلوم آن سے شائبہ خواہ آن اشیاء و امور ذہنی باشند مثل معلومات
حقائق و معانی و خواہ از اسباب خارجی مثل محسوسات و سنگاہ امکانی۔ دوست
داشتن ہر چیزش دلیل احتیاج است۔ محتاج ہر چیز بدست آرد مفت می شمارد
از دفع احتیاج جسش در هیچ حالتی ممکن نیست کہ تا ترکیب جزئی باقی است از اقسام
بساطت کلی نمیتوان بدست و تا گذشت جماعتی منقسم است بہ لطافت روحانی نمیتوان
پیوست اینجا معلوم شد کہ این جوہر مقدس جمعیت از دست دادہ خود را در صورت
فراہم آوردن اسباب جوہر و تا بس منزل تنفرہ پیوستن همان بر جاہ مضطرب
سے پوید۔

حل۔ انسانی روح ایک جوہر غیر منقسم ہے اور لطافت کے باعث جمیع اشیاء
پر محیط۔ جب اسکا نفس اعتبار کا تعلق باندھتا ہے اور کیفیات عنصری کی
ترکیب سے ملتا ہے اور مشاہدہ نقصان و سنگاہ اصلی کا اسکی توجہ کی سہی کو اس
اندیشہ میں مصروف رکھتا ہے (یعنی دنیا سے جب اسکا تعلق ہوتا ہے تو وہ
اسمیں اپنے اصلی سنگاہ معرفت الہی کا نقصان دیکھتا ہے کہ جو کچھ مراتب
اعتبار کوئی سے ہے احتیاط کے ساتھ اپنے تصرف میں لاوے ناچار باقی
کو تمام اشیاء کا محتاج پاتا ہے اور بے اختیار اسکے حصول کی طلب میں دوتا
ہوے خواہ وہ امور اشیاء ذہنیہ سے ہوں مثل معلومات حقائق و معانی کے اور
خواہ اسباب خارجی ستہ ہوں مثل محسوسات و سنگاہ انسانی کے۔ اسکا
ہر شے کو دوست رکھنا احتیاج کی دلیل ہے محتاج کے ناقد میں جو کچھ آتا ہے
وہ اسکو مفت تصور کرتا ہے لیکن اسکی رفع حاجت کسی حالت میں ممکن نہیں
جب تک جزئی ترکیب باقی ہے وہ بساطت کلی کا احرام نہیں باندھ سکتا یعنی
دنیا میں اگر نفس انسانی بسیط نہیں رہ سکتا اور جب تک کثافت جماعتی منقسم
ہے روحانی لطافت سے نہیں مل سکتا۔ یہاں معلوم ہوا کہ یہ مقدس جوہر جمعیت
جمعیت کو کہو دیا ہے اپنے کو اسباب کے فراہم لاسنے کی صورت میں ورنہ نہ ہوتا
ہے اور تنفرہ ذات کی سر منزل پر پہنچنے تک مضطرب رہتا ہے ۵
ہر کسے کو در ماند اصل خویش ۛ باز جوید روزگار و صل خویش

چہ نقشہ کشد جلوہ گر زبردہ شوق چہ رنگہا کہ ندر و طلسم غنیہ ذوق
 حل ہو گئے نقش پردہ شوق سے جلوہ گر نہیں ہوئے غنیہ ذوق کا طلسم اپنے
 اندر کیا کیا رنگ نہیں رکھتا یعنی عارف ہر شے میں جناسات الہی کا جلوہ دیکھتا ہے
 بغیر کسی غبار تعلیق و ہیبت ہزار چرخ و خم آوردہ شد بگردن شوق
 حل یہی سانس کہ دہری تعلق ممکنات کا غبار ہے اس کے طرق بناسنہ میں ہزار چرخ
 و خم ڈالے گئے ہیں۔ یعنی سانس اگرچہ بے حقیقت ہے مگر اس کے تعلقات کا طوق بہت
 مضبوط ہے جس پر نائی نہیں ہو سکتی۔

سواد چو تنی نہا چیدہ خان با چہ ز زمین فوار ز بزم آرزو چہ تخت چہ فوق
 حل کیا آسمان اور کیا زمین سب پوش تمنا کا سواد ہے کیا تخت اور کیا فوق سب
 آرزو کے زبرد ہم کی آواز ہے۔ یعنی ہر شے انسان کے دعا کیلئے بنائی گئی ہے۔
 شدہ ہم ناکہ نشاندہ ہم یہ کہیں اشنکہ چکیدہ ولکے ز نالہ اثر کر رہے ز رشتہ بریدہ
 ترکیب۔ مصرعہ اولی کے نشاندہ کا مفعول مصرعہ ثانیہ ہے۔

حل۔ مدین ہوئیں اشک چکیدہ کی گہارت میں بیٹھ اپنے دل کو جس کا نالہ با اثر
 ہے بھٹا کر کہا ہے یعنی جب نالہ میں اثر نہیں اور رشتہ کی گہ نہیں کہانی اور اسلئے
 مجبور ہو کر اسکو رشتہ سے کاٹ ڈالا ہے تو بخیر ایسے کہ ایسی حالت میں ردوں
 اور کیا کر سکتا ہوں۔

بجاست ایستہ ستر کہ نام طاقش النفس چو جہاں پیکش از ہوس عرق بہوش خمیدہ
 حل۔ مجھ میں وہ دسترس کہاں ہے کہ طاقت دل سے ایک سانس ہی لے سکوں
 یا طاقت دل کا دم بھرون۔ میں تو حجاب کی طرح محض ہوس سے اپنے دروش خمیدہ
 پر عرق کھینچا ہوں یعنی بے طاقتی کے باعث نادیم ہوں۔

من برق میر جنون قدم یکدم مر حل اوقم کہ چو شمع شد عرق کف پای آبلہ دیدہ
 حل۔ میں کہ برق سمیر اور جنون قدم ہوں کوئی منزل پر گردن کیونکہ تمام اعضاء
 شل شمع آبلہ دیدہ کف پا بنے ہوئے ہیں شمع کی تپتی سفید اور تیل میں پھولی ہوئی
 آبلہ کی مانند ہوتی ہے یعنی جب ہر عرق و آبلہ دار کف پا بنا ہوا ہے تو میں کیونکہ
 چل سکتا ہوں۔

زخما فطرت تیار سادہ و جام شعلہ نمونہ برآ
 زہر شور مستقیم این صلا ز داغ نشہ رسیده
 حل - فطرت نارسا کہ خمار سے دو جام پینے کے ساتھ جو شعلہ نمونہ ہے باہر آ - یعنی
 معرفت الہی کی شراب پی اور اپنی نارسا فطرت سے نکل - شور مستی - نے
 داغ سے جو نشہ رسیده - یہی آوازہ مارا ہے - یعنی جہ طرح میں شراب عرفان سے
 مست ہوں تو بھی اس طرح مست ہوں -
 حذر از فضولی غرض شان مباد و درم امتحان
 ہوست ز نقش این غم بپشت دست کمریدہ
 حل - غرض شان کی فضولی سے احتراز کر لیا ہوا کہ امتحان کی وقت تیری ہوست نقش و
 نگین سے ویسا ہی غم کہاٹے جیسے ناصحہ کی پشت کاٹا ہوا غم کہاٹا ہے یعنی آفرین
 انوس کرنا پڑے نگین کے نقش سے شہرت ہوتی ہے مگر اسکو بالاخر انوس
 سے پشت دست کاٹنا پڑتا ہے - نگین کا نقش خود کٹا ہوا ہوتا ہے امتحان یعنی
 مرنے کے بعد صرف نگین باقی رہتا تھا - ہے مگر فضول کیونکہ ہر اُس وقت تک
 کام کی ہے جب تک انسان زندہ ہے -
 این خیال گوشہ عافیت غیا ہرزہ فسر وہم
 بجائے است و خستہ کہ رسم بلام حیدر
 حل - میں گوشہ عافیت کے خیال میں غیا کہ طرح فضول افسردہ ہوں و خست
 کی ایسی بہت کہاں ہے کہ اڑ کر کسیکے چٹ دار دہن تک جا پہنچے تاکہ ہی گوشہ
 عافیت بنائے -
 زو داغ فرصت بر فشان کم آ نالہ ہم زیا
 مگر این جریہ تھم زخم خیل غبار میدہ
 حل - فرصت پہنچے فشان کی ہوئی فرصت ہو گئی - اب میں کونسا نالہ زبان سے نکالوں -
 یعنی نالہ کرنے کی بھی فرصت نہیں مگر اب اپنا دفتر خط غبار میدہ سے لکھوں (غبار)
 بھی رسیده ہوا کیونکہ لکھنا ممکن ہے ()
 بضنا شود مگر آشکارا اثر بخود و دوا مین
 ز حیا بجہ یہ ہفتہ ام خطا جز زمین نکشید
 حل - میرے دائمی سجدہ کا اثر شاید فنا ہو سکے ہر ظاہر ہو - سجدے سے جو بیخ
 زمین پر نہیں کھینچا سکو دنیا سے اپنی پیشانی میں چھپائے ہوئے ہوں - یعنی میں
 اپنے سجدے کو کسی بر ظاہر کرنا نہیں چاہتا - کیونکہ یہ ریا ہے اور حدیث شریف
 میں وارد ہوا ہے کہ ریا شکر ہے -

اندیشہ قبل از وقوع بیان در طبیعت انفس اعیان مشاہد نمودند۔ چون توحید
اکثر خلاف مہر و فاشغال ظاہری بہت نسبت حقیقت دل را از برہنہ دلی چارہ
نیست و اگر نہ چنانکہ نگاہ محرم اشارہ نگاہ بہت و دوست از ساس و دوست نگاہ
و ہائیکہ آئینہ راہ ہر ہم تواند بود و از تامل ہم نقاب اسرار یکدیگر تو اندر کشود۔
حل۔ روز بخیم و حاضر کا ظاہر ہر نادل کی شریک پر موقوف ہے یعنی اگر دل کسی شی
کا انکشاف ہوا ہے تو وہ غائب ہوا در چاہے تو حاضر ہے۔ کیونکہ جو شی پر وہ دل ہے
نہیں چہری گئی (ظاہر نہیں ہوئی) نامعلوم اور باطل ہے۔ دل کی وہی بے نشان
حکمت زبانوں پر بیان ہے اور آنکہ ہر بین ہوں۔ (اور وہی چہی ہوئی قدرت پاؤ
میں رفتار اور نافذ ہے چہی ہوں گرفت ہے اور وہی قدرت بقدر غنیش انفس کے
حرکات نفس اسکان کو شامل ہے۔ اور باندہ تامل نظر کے اعیان ثابتہ کی حقیقت
کی خواص ہے یعنی انکی حقیقت کی نہ تک پہنچی ہے ازل کا آغاز اور ابد کا انجام تک
فوسی قدرت کے اندیشہ بدایت و نہایت کے پہچے بے سیر (چلنے والا) ہے اور دریا
کی موجوں اور آسمان کے چکر آسکے اھاٹے اور اثر کے مستحقین۔ دل کی قدرت کا سلسلہ
آئینہ کی جوہر کی طرح افعال اور آثار پر لپٹا ہوا ہے اور آسکے تصرف کارشہ سانس
کی طرح حکمت و نور کی طبیعت میں دوڑا ہے۔ کیا غفلت اور کیا آگاہی اور کیا کوتاہی
اور کیا الہیات ہر جگہ ایک طبیعت کو عارفوں نے تمثال حقائق کا آئینہ پایا ہے
یعنی ہر شے کی طبیعت میں ایک حقیقت موجود ہے دل و جان اپنی حقیقت کے
اسطلاح میں مشغول ہے اور جہان کہیں و لگا تحقیق سے بے پروائی کے
حکم سے اسنے نظر اپنی حقیقت پر نہیں ڈالی۔ یعنی جو دل حقائق آشیاد میں اپنی
حقیقت نہیں دیکھتا وہ خود اپنے سے بے خبر ہے جس جماعت (عوام) نے امور انکا
کا انکشاف تحقیق دیکھ کر پردے سے کھولا ہے انہوں نے ہر اندیشہ کی شوق کو وقوع
بیاری کے قبل انفس اعیان کی طبیعت میں مشاہد کیا ہے۔ یعنی قبل از بیان
ہی آنکہ معلوم ہے کہ ہر شے اپنی طبیعت میں کیا اور محض نہ کہتی ہے۔ چونکہ اکثر
غلائی کی تو جہاں اشغال ظاہری میں مصروف ہے اسلئے حقیقت دیکھنے کو یہ دنگدگی
سے چارہ نہیں یعنی دلی حقیقت منتشر ہو جاتی ہے معلوم نہیں ہو سکتی۔ ورنہ

جس طرح نگاہ اشارہ نگاہ کی محرم ہے اور مانتھ اپنے چھونے سے آگاہ
 پہنہ دل بھی ایک دوسرے سے ارادہ کا آئینہ جو کس کتاب ہے اور تامل ہے
 بھی ایک دوسرے کے اسرار کا نقاب کھول سکتے ہیں۔ یعنی جب انسان
 ایک دوسرے کے ارادے کو قسریں سے معلوم کر لیتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ
 دل ہمیں اس قدر قدرت ہے کسی حقیقت کو معلوم نہ کر سکے۔
 افسوس کہ ما دامن بند اگر فقیہ خورشید عجیان بود شب گم فقیہ
 حل۔ افسوس ہے کہ پہنہ بندار (مہم) کا دامن پکڑا۔ خورشید عجیان تھا
 مگر پہنہ شب تار اختیار کی۔
 از غفلت دل بھی تو پردہ نہاں ما صد جلوه و آئینہ ز لگا گر فقیہ
 حل۔ دل کی غفلت سے وہ معنی جو بالکل سب سے پردہ تھے چھپے رہے پہنہ جلوه کا
 رنگارنگ آئینہ میں ظاہر ہونا چاہا۔

در گلشن تحقیق نشستم بتقلید اینہا ہمہ رنگ بہت کہ دیوار گر فقیہ
 حل۔ ہم گلشن تحقیق میں تقلید کیا توہ شیعہ یعنی تحقیق ہی کی تو اور دن کی تقلید سے
 یہ پہنہ رنگ کو کیا رہے یا دیوار کو۔ یعنی سہارا تو دیوار سے ہے نہ دیوار کے رنگ سے
 جان بود کہ ما جسم خودیم تصور گل بود کہ ما کج نظر ان خار گر فقیہ
 حل۔ جسکو پہنہ جسکو تصور کیا وہ جان تھی اور جسکو پہنہ خار سمجھا کر یا وہ بہر تامل
 عالم ہمہ یک نسخہ اتنا کہ شہود دست غفلت چہ فسون تواند کہ اسرار فقیہ
 حل۔ عالم اتنا کہ شہود کا ایک نسخہ ہے یعنی اس میں حقیقت وجود عجیان ہے غفلت
 سے کیا فسون پڑتا کہ پہنہ اسرار کو پکڑا۔ درہیان تو قدرت بیدل بظاہر مذہب
 وحدت الوجود کی تھی اور مذہب وحدت شہود کا اثبات کرتے ہیں (ما فقیہ)۔
 آوارہ و نام خودیم یقین را یعنی زنا تامل رہ رفتار گر فقیہ
 حل۔ پہنہ یقین کو آوارہ و ہم کر دیا یعنی وہم سے یقین کو کھو دیا۔ یعنی فخر تامل ہے
 چلنے کی راہ بند کر دی۔

سو دای ہم بہت شکیل۔ چہ توان از تنگی دل خانہ بازار گر فقیہ
 حل۔ تنگی دل کا سودا خریدنے والا یا وہم کا دیوانہ ہے پہنہ تنگی دل کی تنگی۔

ہزار برس گزر گیا۔ یعنی وہی جہنم کہ تنگ تھا اس میں پہاڑی سمائی ہوئی کھڑا ہوا اور
 یوں جارہا۔

نکاتہ۔ دروغہ آریا و کسمیت نامہ۔ بعض سنگ محسوس نہ حکم طبیعت افسردگی
 مزاج۔ و بعض آئینہ مجسمتھا سے طریقت لافقت امتزاج۔ آئینہ گل کرد
 دیار کج نتیجہ دفع حجاب است یعنی کسب دوارع او نام کدورت۔ و سنگ
 نقش بہ نقش جمعی آرایش نقاب۔ یعنی نقاب و اسم گاہ صورت در طبع آئینہ
 فطران اس غبار پاک نیست۔ و در مزاج خارا نشینان خاک بر روی
 آب نشسته اچھ آغاس جہت شمار نقش بچندش آردہ باشد اثرش بر صف مشہور
 مقوش است۔ و آریا اگر کدورت در سہ سال است۔ بوج صفا مقوش۔

حاصل۔ کسمیت نامہ در دنیام کہ غصہ آباد میں بعض انسان محسوس ہوتے ہیں
 اس سنگ سے کہ انکی طبیعت میں افسردگی سے رواج پایا ہے اور بعض آئینہ
 آئینہ میں اس اقتضا سے کہ انکی سرشت میں لطافت ملی ہوئی ہے (گردہ
 اول دنیا داروں کا ہے اور گردہ ثانی عارفوں اور اہل اللہ کا آئینہ گل کرنا
 طیارہ کا یعنی آئینہ کی طرح انکا صاف و شفاف ظاہر ہونا چاہیے آئینہ
 جائز کا نتیجہ ہے یعنی انکو ہر شے میں واجب الوجود ہی نظر آتا ہے مراد یہ ہے کہ
 اور نام کدورت کا فرصت کرنا اور پھر یہ نقش یا نور حاصل عرفان کا جسکی
 آرایش صرف نقاب در پیچ پانام ہے انہوں نے اخذ کیا ہے (سیکھا ہے)
 یعنی دہ گاہ صورت (عالم امکان) کا تعلق جو آئینہ نظرون (صاف دلون)
 کی طبیعت میں گویا پانی سے خاک کا غبار توڑ ڈالا ہے (پانی چھڑکنے سے
 غبار اٹھ جاتا ہے) اور خاک کے خارا نشینوں (دنیا داران سنگین) کے مزاج
 میں گویا پانی پر خاک پھی ہوئی ہے یعنی انکی طیارہ کدورت۔ بالضرورت ان
 اہل اللہ کے معاملہ میں جس قدر نقش کا قلم (قلم قدرت) بچش میں آیا ہو
 اسکا اثر بھی شہود پر مقوش ہے اور اہل اللہ کو نظر آتا ہے اور یہاں یعنی دنیا
 داروں کے معاملہ میں اگرچہ ہر شے خیر اور بہال کے مانند نیز اور صاف شفا
 پہ نظر آتی ہے۔

تغیبات و تحقیق مدارا اعتباراً از اینست
چیزی از اینست که در چار اینست
محل - عمومی غفلت و تحقیق کیلی اعتباراً از اینست
مطلوب اعتباراً از اینست
نصیر و کما جانا

فرنگیہ مالہ مقابل بہتر بہار پانچویں نمبر
 مری - اگر نگاہ سے تو سامنے مجھ پہاڑ جلوہ
 کمر سے تو آئینہ بھی غبار ہے۔

در جواب این مامور یا مأمور طلب بر سر است
حل - چهارم و ده مامور (غسلات) این طلب کی نامیدی و در هر دو سه روز یکبار است
و بعد بین اشغالهای آئینیه است -

خوب و خوش اعتبار خلق را که از نیست
خوب و خوش اعتبار را که چنگ از نیست
خوب و خوش اعتبار را که چنگ از نیست
خوب و خوش اعتبار را که چنگ از نیست

سورہ ناز اس میں سورہ ناز میں ہے۔
 فاشیہ - اور اگر اوہ حق چیز ہے بلکہ ظہور کے لیے پیوند و مگر خلق را حیرت و آفات و از شیرین
 ذاتی مشائے سرایانگیر و الا انکساف قدرت علامت - با آنکہ او را در خلق حق
 و مراد مقصد و اتفاق -

وہم و مصیبتہ ہفتا۔
 حل۔ خدا سے کہا اے میرے ارادہ سے کوئی شے مخلوق کیلئے بجز ابات حیرت ظاہر نہ ہو
 ہوئی اور ذات الہی کی شانوں سے کوئی مثال غیر علامات صفات نظر نہیں آتی۔
 میں نے کہا اے خدا! جبکہ مصیبت ہفتا ظاہر ہے۔ جبکہ ارادہ کرتا ہے اس سے

یہی فرستادہ ہے جسکی صفت تقابلاً پدید ہے۔ جو کہ ارادہ کرتا ہے اس سے
 غبارِ حق کو جبرست ہوتی ہے کہ ایسا ارادہ کیوں کیا اور نصف اس کے خدا سے تھا
 کا ارادہ جو کائنات کی نسبت ہے وہ حق ہے اور انسانی مراد مقید مطابق ہے یعنی
 اس کے حکم میں قدر ہے جسکو کوئی نہیں جانتا۔

ایستاد علم بن محمد سید حسن که می پنداشت -
چندین آستانه در آن قریح بود و در هم نشی
بجایه سابق و فاضل و ی که در قریح نشی
حل - دل کی نظری بود و در آن باری می پنداشت که
در هم نشی جان کی لایف آستانه بودی اگر دل حاضر سید کوه سب -

ساتھ اس غرض سے پہلائی تاکہ کہ ورون کو برائی نہ لگے۔
 بہ تعلیم وقت الہامی فکر کے ذریعہ گمان جو کشف و کبریاں نامہ بری و کبریاں کشتی
 حل۔ میں گمان جو کبریاں کشتی فکر ان لوگوں کے یقین تک پہنچا گی جو معرفت
 الہی سے آگاہ ہیں یعنی سچے یقین کا وہی مرتبہ حاصل ہو جائیگا جو انکو حاصل
 ان تو کچھ سے کہ طرح روزی کی تلاش میں جا لیگا اور اپنا سہ پہل میں چھپا لیگا۔

مطلب۔ یہ کہ ہر ایک مستوف کو معرفت حاصل نہیں ہوتی۔
 بہر حال جو کچھ معرفت حاصل ہوگی اس سے بہت کمالات حاصل ہوں گی۔
 حل۔ تیری باتیں ہیں انہی معرفت کے جوہر سے دل ایک نسخہ لکھنے والا اور حق ہے میں
 اسی سے کام لے رہا ہوں تو ایک سانس بھی بگاڑے تو تم کیونکر کام نامہ سہیاہ
 ہو جائیگا کیونکہ پہلے ایک مارنے سے آئینہ سہیاہ (مکرم) ہو جاتا ہے۔ یعنی معرفت
 اور یاد الہی کا کام ہر وقت دل سے لے۔

گزارش تیرے دیر اندیشی کے بارے میں کہ چہ نہال صبر کی آنکھوں کے پانچتہ علم کشتی
 حل۔ یہ اندیشہ دہشت گزیر۔ تو بال و پیر کا منصب حاصل نہ کیا ہو دے کی طرح
 تھا صبر کر کہ بارے خفہ تمام کھینچے۔ پودے کے پاون خفہ ہوتے ہیں وہ چل نہیں
 سکتا مگر صبر کی بدولت اپنا جہنم کی طرف بلند کرتا ہے۔

نہ دمیہ ہر ازین کہ نہ بہر صورت کھینچے۔
 حل۔ چمن و باغین کو فی صبح ایسی طلوع ہوتی کہ شب بزم پیدا نہ کرتی ہو۔ پس ایسے
 تر دے خوف کر کہ تو اپنی سانس نکال دے۔ اور مال کار ایک غم پیدا کرے۔

صبح کے وقت شبنم پیدا ہوتی ہے۔
 منہ پر پیدل کو آواز دے کہ چو بوی گل دم بخور از روی نفس کشتی
 حل۔ میں عاجز اور ناواں ہوں تیرے دل پر تقدیر بیماری نہیں کہ تو امتحان
 کے وقت مجھ کو ہر گل کی طرح سانس کی ترازو میں تو لے۔ یعنی میں ناتوانی
 کے باعث ہوں۔ گل سے بھی زیادہ سبک ہوں۔

نکتہ۔ آئینہ قیامی تیرے ہمت کہ ہر چہ از عالم غیب لہذاوت خواہر رسید و آنکہ از رضا
 بلکہ خواہ از غیب یہ نہایت۔ ایہ ہمہ جملہ اسرار اسرار و صلاحت و علامت و آثار

از مثل پریدن چشم پیش از گری کردن تقدیر خیر و شر و هدایت دل بلی نهاده است
 فایده و خبر چون عقل جزئی بحسب اقتضای علوم امکانی معلوم است از اعتبار امر
 شکستنی و غیر شکستنی و اعتبار از نام شایسته و نامفهوم و در حکم تحقیق تاگزینش شایسته
 شمارند و در انکشاف و دریافتن به اعتبار تغییر نگاری اگر مایه نگاه و تامل باشد
 حاصل تغییر نمی گردد و اگر عقده و شبهات می کشد و سر رشته تقدیر یعنی تنبیه و حقاقت
 به دو اصل عقل و توفیق مکتشف است و توفیق امتیاز و شغل تجارب آفرینی مصروف
 نام و شایسته و تحقیق همین معلومات عقل جزئی است که از هر یک که گسب نموده عقل
 کلی بر کفایت آن اصل و شایسته نشود.

حاصل تحقیق کا نتیجہ یہ ہے کہ جو شے عالم غیب سے عالم ظہور میں پہنچی
اور جو کچھ پوشیدگی سے ظاہر میں آئیگا اسکی حقیقت خدا یا خدا کے اسرار کا پھل اور اسکی
تقدیر کی علامت و آثار کا نتیجہ ہوگی مثلاً آنکھ کا پھر کناخبرہ و شر کے وقوع سے پہلے
اور دل کا تڑپنا اسباب نفع و ضرر کے ظہور سے پہلے۔ جبکہ عقل جزئی دنیا نام مروج
سیکینہ عامہ اور انسانی کے مراتب شک و یقین کے امتیاز سے بھری ہوئی ہے اور
عیارات اور نام شہرہ اور تلقین سے محاشی ہے تو تحقیق کے حکم میں یہ سب شہادت
کا شمار کرنا اور انکشاف و رمز یقین میں بے اختیار ایک قسم کی نفی نگاری (تفسیر)
کا لکھنا نام ہے اگر عقل جزئی کوئی راہ اسرار کی غلوت میں چیرتی تو وہ تفسیرات
کا حلقہ بنتی۔ کہ ابھی کچھ ہے اور ابھی کچھ اور اگر عقدہ شہادت حقیقت
عالم شہو کی گرہ کھول سکتی تو محض تفسیر کا سر رشته نہ بنتی اپنی عقل تفسیر کے سوا
کچھ نہیں۔ تمام حقیقتیں بے واسطہ عقل شہرہ کی رہی ہوں اور تو اہل امتیاز
مجاہد آواز کی کہ عقل بصر صرف ہے یعنی جسقدر عقل غیر بصری ہے
وہ سبق مراد کے تقابل پر پردہ پڑتا ہے۔ شہو و تحقیق کی مانع یہی عقل جزئی معلوم
میں ہو کر دوسرے کے بارے سے تو بے سبکی ہیں۔ عقل کلی نے اسکی کینیت
یا اصل آنکھ نہیں کھولی۔ سب خبر بیان عقل جزئی کی ہیں۔

خوشدین بجا که تیره سوداگر و دیم

کیا جو یہ خفاک میں ملا ہوا ہے یعنی تاریک ہے۔
 کثرت پیش از تغییر ماو حدت بود آئینہ شدیم عکس پیدا کر دیں
 حل۔ کثرت ہماری نیز سے پہلے وحدت تھی۔ ہم خود آئینہ ہوئے اور عکس
 پیدا کیا۔ آپ ہی ناظر آپ ہی منظر بنے۔
 نکتہ۔ باہم بے تعینی غیر عبارت تعین باہست یعنی حصول توہم پیدا ہوا
 اصطلاح بے صفی یعنی تغافل او ضاع خود غائی۔ صفت ذات معدوم است تا کہ
 باید ضرورت ذات صفت موبہوم۔ چیز سے غایتوان نمود۔ ہر جامہ موبہوم صفات
 ہستیم ذاتیم واگر ہم ذات باہم آمدہ ایم صفتیم۔
 حل۔ غیر کی تمام بے تعینی کیسا سرا ہمارا تعین ہے۔ یعنی غیر موجود نہیں ہیں
 ہر جو وہیں اور غیر کی صرف ظہور کے حصول کا توہم اور بے صفی کی عین اصطلاح۔ یعنی خود
 غائی کے او ضاع سے تغافل۔ یعنی ہمارا واجب الوجود کے ظہور کا توہم ہے کہ وہ موجود
 یا نہیں حالانکہ وہ موجود ہے اور یہ توہم بے صفی کی اصطلاح ہے۔ یعنی اسکی ذات
 بغیر صفت کے جلوہ گر ہے۔ ورنہ ذات اور صفت میں دوئی ہوگی ذات بغیر صفت کے
 معدوم ہے غور کرنا چاہئے اور صفت بغیر ذات کے موبہوم۔ اگر صفت نہیں تو کچھ معلوم
 نہ ہوگا۔ طلب یہ ہے کہ ذات عین صفات اور صفات عین ذات ہیں جہاں ہیں ہم
 صفات موبہوم ہیں اور اگر ہم ذات ہی ذات موبہوم ہیں تو صفات ہیں۔ یہی کچھ
 کا اسم سے موبہوم ہونا بھی صفت ہے۔
 گہر و محیط تو تھی سہر گزین نہ اقامتی قدم صورت خیالی نہ شکستگی نہ سلامتی
 حل۔ تو تو ہم کا گہر اور دریا ہے نہ ساغر ہے نہ مقیم ہے۔ تو قدم وحدت کا
 خیال ہے نہ شکستہ ہے نہ سالم ہے۔
 چند حقیقت بخیران و طفت طریک جاودان المیہ و نہیری گما کہ تو عبرتی نہ ندامتی
 حل۔ تیرا ہم ایک بخیران حقیقت تیرا وطن ہمیشہ کی طرف گاہ ہے تو اپنے کو کسی تکلیف
 کے پہونچے گا گمان نہ کر کیونکہ تو نہ عبرت نہ ندامت ہے۔ تکلیف کے پہونچنے سے عبرت
 ہوتی ہے اور ساتھ ہی ندامت۔ اسلئے کہ تکلیف کسی بُرے کام کا نتیجہ ہوتی ہے۔
 بفلسفہ ضرورت تو در نظر نہ رہی اگر تو جلوہ گر پچھن سجاوٹ گل سحر مجاہد ظہور کرامتی

حاصل آسمان میں تیری روشنی سامنے ہے زمین پر تیری ہر بار جلوہ گر ہے تو ہمیں
 کیلئے ابر سے اور پہول کے لئے صبح ہے الغرض تو سب جگہ کرامت کا لہر ہے۔
 چوڑا و بڑا و نڈھال و گہری گہلی روی خود و دگر کی نفی تو مگر حقیقت ہے کہ کوئی نہ کوئی علامتی
 حل۔ تو اگر آیت اپنے میں نظر کرے تو خودی سے گزر کر اپنے کو دوسرا بنائے
 کی طرح ایسا ہنر کرنا کہ میں کہوں کہ تو کیا علامت ہے یعنی کس شے کی علامت ہے۔
 یہ بیان کمال شریفی کا شکوہ طریقتی خیال حقیقتی تو قیامت تو قیامت
 حل۔ تو یہاں میں شریعت کا کمال ہے تو عمل میں طریقت کا شکوہ ہے تو
 بھلائی خیال کے اعتبار سے حقیقت ہے تو قیامت ہے تو قیامت۔

تنتنہ۔ معنی کرم در جمیع احوال اسیر در طایف کو شمعیدن است و در ہر اوقات
 بے غناء و لہجہ و شیدن۔ بے فوایان را بدیدم و دینار نو آختن۔ و ہماراں را بعبادت
 و دعا و آخر رسد ساختن۔ امدادنا بینایان بے سنگیری عصا و دعا عانت گم گشتگان
 بتحرک را ہما۔ آبلہ پایان را تکلیف رفتار نمودن و بید ماغان را بجمہت دعوت
 نفوذ و نیش نانو نان ترک اظہار تو نانائی و در چشم معلمان تغافل و اذعان خود
 از رائی۔ بے قہر و تکبر گفتن و قانع خواندن۔ و در زمین ہائے خشک آب پاشیدن
 و نہال نشانیدن۔ غائبان را بے نیکی یاد سے۔ و حاضران را بداد ادا سے۔ القہر
 بقدر طاقت زبان جز بقصر فی فوائد نیار استن و لبوسع امکان از تپس کس غیر از غرہ
 نحو استن ازین عالم باہر چہ پر از نند از شیوہ یا۔ بے جوہ و سنجاست و ازین دشت
 آغیز از دست بزرگ از شیوہ یا۔ بے سروت و وفا

حاصل۔ کرم کے معنی ہر حالت میں بلبلیتوں کا خوش کرنا ہیں اور ہر وقت و ہر حال
 کے راستی کرنے میں جوش مارنا۔ محتاجوں کو درم و دینار سے نوازنا و بیماروں کو
 بیمار پرہیزی اور حال پر سے خوش کرنا۔ لافچی سے اندھوں کی دستگیری کرنا۔ اور گم
 گشتوں کو راہ پر لاسنے کی مدد دینا۔ آبلہ پایوں کو چلنے کی تکلیف ندینا اور بے
 دماغوں یعنی ناخوشیوں کو صحت میں نہ بلانا۔ نانوائوں کے آگے تو نانائی کا اظہار نہ
 کرنا۔ مفسدوں کی آنکھ میں خود آرائی کی اذعان سے تغافل کرنا۔ قہروں کو ہرگز

کنہلہ - قاطعہ پر مہنا - تشنگ زینوں میں پانی چڑھنا - پودے لگانا مغبون کو
 نیکی سے یاد کرنا - حاضر و نہاد سے مدد لینا - انصاف بقدر طاقت قربان کو
 فائدہ پہنچانے کی غرض کے سوا آراستہ نہ کرنا اور حتی الوسع کسی سے سوا سے غدر
 کے بچنا ہٹا - یعنی سب سے غرض خواہی کرنا - اس عالم سے جس شے کے ساتھ مشغول
 ہوں جو دو خواہ کے شیعوں سے ہے اور اس جنگل سے جو کچھ ہاتھ سے برائے
 مردت و دقا کے شیعوں سے ہے۔

بیدل دارد بطبع اہل بہمت + آئندہ خا جلوہ بخندین صورت
 پیچیزان بند بر خشا جان سیم + ہر فردان لطف با نزر گار فرست
 حل - بیدل اہل بہمت طیاروں کی گئی ہی صورت سے جلوہ کے آثار دکھاتا ہے
 پیچیزان کو نصیحت بخشنا جو کو چاندی - چہوٹوں پر مہربانی - بزرگوں کی خدمت -
 گفت - مثال ظہور در آئین خیال دیدن - کیفیت صورت در چوٹہ مشاہدہ نمودن بہت
 و نقاب آشنی در طبیعت سنگ کشودن - چون ہر کہ را باین جنس وقایع اکثر
 معاملہ امتحان بہت و در عالم بیداری تعبیرات سے ٹھیل سو در زبان - بحکم تقابل و نقاب
 کہ یکے در بہایت مرتبہ ضعیف بہت و دیگر سے در کمال درجہ قوت نتیجہ متعدد کے
 بحصول سے پیوند و بحسب اتفاق کیفیت نقش سے بندہ - گاہ مطابق ارادہ مقرب
 و گاہ مخالف - و از تنہاست کہ اختلاف احکام تعبیر در خواب انبیا و انبیا یافتہ
 نہایت انکہ این را نقد را در عین مثال رموز ظہور و تصور کہ ختم تجلیات کہابی بہت مشہور
 بہت و در جلوہ گاہ کیفیات تصور و چوینان اسرار مثال کہ قرب لطافت حقیقت بہت
 آئینہ دار نمود - پس تصور مثالی کیفیت بہت کہ بہ تعقیب چشم کشودنی رنگ اثر سے
 ازان در غیبتوں یافت و جز بہمان بسنگی منزگان نقاب تماشا باش غیبتوں
 شگافت بہت صورت و قورج بعضے ازان احوال از خواب وقایع جمید بہت
 و ظہور آثار آن حالی از نوادر اتفاقات اندیشیدن۔

حل - ظہور احوال کی صورت کا خیال کے آئینہ میں دیکھنا جنہ کے ہیں صورتوں
 کی کیفیئتوں کا مشاہدہ کرنا ہے (یعنی خیال میں تمام صورتیں جلوہ گر ہو سکتی ہیں
 جس طرح موم سے جو تصور چاہیں بنا سکتے ہیں) اور انک کا پردہ تہر کہ طبیعت

کہوں نا ہے (پتھر میں آگ ہر وقت موجود ہے جب چاہیں نکال سکتے ہیں) چونکہ قوت مدد کو اس قسم کے وقائع سے اکثر امتحان کا معاملہ ہوتا ہے اور عالم بیداری میں سو و ذریان کے تخیل کی تعبیر میں معلوم ہوتی رہتی ہیں۔ بحکم تقابل دو نشاؤں کے جن میں سے ایک نشا و نہایت ضعیف ہے اور دوسرا کمال قوی۔ ایک مستند نتیجہ حاصل ہوتا ہے اور بحسب اتفاق ایک کیفیت نقش باندھتی ہے۔ کبھی مطابق ارادے کے معتبر اور کبھی مخالف۔ یہی وجہ ہے کہ خواب میں تعبیر کے احکام کا اختلاف انبیاء نے بھی پایا ہے۔ باوصف اسکے کہ اس گروہ کو عین عالم مثال (برزخ) میں صورتوں کے ظہور کی جو تجلیات حقیقی کی خم کرنے والی یا پھر میں مشاہد کی گئی ہیں اور صورتوں کی کیفیت کے جلوہ گاہ میں اسی طرح عالم مثال کے بہید جو لطافت حقیقی کا قریب ہے آئینہ کی طرح نمودار ہیں مثالی صورتیں ایک کیفیت ہیں کہ آنکھ کو ملنے کی کیفیت سے کسی رنگ کا اثر اس سے نہیں پاسکتے اور سو اسی بند کرنے نقاب تماشا کی پلکوں کے اُسکا دروازہ نہیں کھول سکتے۔ یعنی حواس ظاہری کو معطل کر کے مراقب ہو اور حواس باطنی کو کام میں لاؤ۔ تب معرفت کا جلوہ نظر آئے اُسکے بعض احوال کا سمجھنا اور وقائع کا سمجھنا اور اُسکے معنی آثار کا ظہور نادر اتفاقات قدرت کا سو چنا ہے۔

مشاہد قدرت اخفا و نمود او کی ہست در جہا غیب دیگر در شہادت دیگر ہست حل۔ شاہد قدرت جسکی پوشیدگی اور ظہور دونوں ایک ہیں وہ جہا غیب میں اور اور جہا ظاہر میں اور ہے۔

از ورق گردانی تقدیر نیلگی میسر لطف یک معنی لغز بن ہر عبارت دیگر ہست حل۔ تقدیر نیلگی کی ورق گردانی کی کیفیت کچھ نہرچہ ایک ہی معنی کا لطف ہر عبارت کے پیش کرنے میں اور ہے۔ یعنی ہر عبارت کے ایک ہی معنی میں یا لطف ہے۔

بے نیاز ہست انحصار جلوہ ہست شاہ و انجمن دیگر مخلوقات دیگر ہست حل۔ بیان تو بے نیاز ہیں کسی شے پر جلوہ منحصر نہیں۔ ہمارا بادشاہ انجمن

بین اور - خلوت میں اور ہے۔
 جلوہ دار و مقام اعتبارات وجود رنگ مادر لعل گوید صورت دیگر ہے
 حل - اعتبارات وجود کا مقام بہت سے جلو سے کہ تباہ ہے ہمارا رنگ اگرچہ
 کسی نے آئینہ میں دیکھا مگر صورت اور ہے (ممکن بین واجب وجود ہے) یہ
 جو ہم نے نگاہ سے نہیں دیکھا کثرت نیستیم (یہ قدر دانم کہ ہر جان شخص و درخت و جانور
 حل - ہم شوخیوں کی کثرت کے نیرنگ سے ناواقف ہیں۔ مان میں اس قدر جا
 ہوں کہ شخص و جدت ہر جگہ اور ہے۔
 عجب او شمع حقیقی دل از دوسو سہتی ہمیں آئینہ بودی چہ امید شکستی
 حل - اسے دشمن حقیقی تو نے اپنا دل دوسو سے عجب زخمی کیا تو خودی آئینہ
 میں تعکس امید پر تو نے آئینہ کو توڑا یعنی دوسو (بدگانی) نے تیر کو کہہ دیا تو خود
 اس آئینہ میں موجود تھا یعنی تیری صورت میں واجب الوجود تھا۔
 چہ خیال آہستہ آہستہ آزاد نشستن اہل آشفقت ما غش تو شدی کہ رستی
 حل - بقدر جسم آزاد (نارک دنیا) ہو کر بیٹھنے کا کیا خیال ہے امید کا دماغ پریشان
 ہو گیا تو منور ہے کہ میں چھوٹ گیا۔ یعنی گوشہ نشین ہو جانے سے خدا نہیں آتا
 اور نہ تو آزاد ہو سکتا ہے۔
 مکمل موج و گہر آئینہ دار است اینجا گرہ دام تو گردید کنڈیک گستی
 حل - یہاں موج اور گہری شل سامنے ہے۔ یعنی ایک دوسرے سے جدا نہیں
 جس کندہ کو تو کر تو نے قید سے نکلنا چاہا ہے وہی تیرے دام کی گرہ بگنی ہے۔
 یعنی آزادی ہی قید ہو گئی۔
 تماشا کہ فرصت نشوی محو قدر و ن نفس آئینہ غیاہست دین کو چہ کہ ہستی
 حل - تماشا کہ فرصت میں افسردگی میں محو ہو۔ جس کو چہ میں تو موجود ہے وہاں
 سانس غبار کا آئینہ ہے یعنی ہر وقت اڑتا ہے (فنا ہوتا ہے) پس تو فرصت کو
 غنیمت جان اور قدرت کا تماشا (نظارہ) کر۔
 ننگے صرف تامل نمودی چہ کند کس قح ناز تو لبر زو دل عہست تو مستی
 حل - تو نے ایک نگاہ ہی تامل میں صرف نہیں کی۔ تیرے ناز (غور) کا نام

دو احوال ہوئے کو لہر زہ ہے اور تو مست یعنی غافل ہے۔ پس کوئی کیا
سردیہ مار سکے۔

چو نفس مفتنم انگار پریشانی حشت کہ گہر دو جہاں آب دمی گرتو نشستی

حل۔ سانس کی طرح وحشت میں چریشیاں رہنے کو عنایت جان سانس ہر وقت

چلتی اور کودتی رہتی ہے کیونکہ اگر تو بیٹھ جائیگا تو دو جہاں کی گرد چربانی چڑکے گی

نگہ لبینہ تحقیق نشاید مشرہ لبستی ہزار اخیر کی چشم نور شید پرستی

حل۔ تحقیق کا املینہ دیکھ۔ آئینہ بند کرنا مناسب نہیں۔ آفتاب پرستی سے

آئینہ بون کے خیر ہو جائیگا خوف کر۔

من اگر باہر کہ کوشتش کنار کی نریدم تو ہم اوج درین بحر پختی چہ شکستی

حل۔ میں اگر باوصف تمام کوشتش کے کنارے پر نہ پہنچا۔ اسے موج تو نے

بھی اس دریا میں کیا باندھا اور کیا توڑا۔

نفسے چند عنایت تھر از دل گزشتن چہ قدر مر حلقہ طے شد کہ تو این آبلہ بستی

حل۔ چند سانس دل سے نکلنے کے عنایت جان۔ کس قدر منزل طے ہوئی

ہے کہ تو نے یہ آبلہ پہنچا۔ یعنی انسان اگر اپنے دل سے (نفس سے)

نہیں گزرتا اور مصروفیت کی راہ نہیں چلتا تو اس کا دل گویا آبلہ ہے جو چلنے

سے مانع ہے۔

مشرہ پیہودہ درین کشتادہم بہنیل بعدم راند چو نم عرق خجالت ہستی

حل۔ اسے بیال یعنی اس محفل میں پیہودہ (مفعول) آتا ہے کہولی بشتیم

کی طرح عدم میں ہستی کی خجالت کا عرق چلا یا۔ یعنی میری ہستی بالکل بے تاب تھی۔

نکتہ۔ جمیع خلائی حکم مصاحبت طبعی محتاج ہم اندہ و کار والی ہمہ حقیقت گرمی از

آئینہ ہر فرد سے لفظ ہو پیوستہ۔ و بدوق اشتعال شوق در کین امداد دیگر سے

نشعستہ۔ زبان مطلب محتاج ہوا سے وصول جمیعت خود سال۔ وسیع احسا

منعم بہرین ہر فرد کا خاصیت خود مائل۔ سنگ و گل محتاج آفتاب در کرب

کالات آب درنگ و آفتاب در عرض جو ہر تربیت مشتاق گل و سنگ۔ بالغ

نقدہ راز اجناس سود سے شمار و مشتہری جلس را عنایت نقد۔ بے انگار نقد

معروف جنس شماری بہت و جنسہا موصوع نقد انگاری یعنی تابکار دیگرے نیائی
چشم ہر حصول طلب چرن کشائی۔ پس کریم در خود ناچار بہت و محتاج در
طلب بے اختیار۔

حل۔ تمام مخلوق طبعی معلومت کے حکم سے ایک دوسرے کی محتاج ہے اور
تمام حقیقہ مومن کی گرمی کی کامروائی ہر شے کے آئینے سے ظاہر ہوتی ہے اور
بصر پاک آئینے کے شوق میں ایک دوسرے کی مدد کی کفایت میں پہنچی ہوئی ہے
محتاج کی زبان مطلب اپنی دلچسپی حاصل کرنے کی سائل ہے اور شمع کے احسان
کی سعی اپنی خاصیت کرم کے موقع پر مائل ہے یعنی جس طرح محتاج منع کو ڈھونڈتا
ہے اسی طرح منع محتاج کی تلاش میں ہے۔ پتھر (لعل و جواہر) اور پھول
کامل آب و رنگ حاصل کرنے میں آفتاب کے محتاج ہیں اور آفتاب انکی
پرورش کا جو ہر پیش کرنے میں لعل اور جواہر اور پھولوں کا مشتاق ہے بیچنے
والا نقد کو فائدے کی جنس سے گنتا ہے اور خریدار جنس کو نقد کی لوٹ بھرتا ہے
تمام نقد جنس شماری میں معروف ہیں اور تمام جنسین نقد کے پہچاننے
کو وضع کی گئی ہیں یعنی توجہ تک دوسرے کے کام میں نہ آئیگا حصول مراد
پر کمزور نگر آنکہ کہہ لیا گیا۔ پس صاحب کرم اپنے فعل میں ناچار ہے اور محتاج اپنے
مدعا کی طلب میں بے اختیار۔

آواز کریم را صلا میجو اند
یک نغمہ شوق بہت چہ فقر و پرخشا

سائل در میزند و عا میجو اند
کز ہر وہ ہر ساز جدا میجو اند

حل۔ کریم کی آواز دعوت کو صلا کہتے ہیں اور سائل جو دروازہ کھٹکھٹاتا ہے تو
اسکو دعا کہتے ہیں فقر ہوا تو نگری۔ دونوں میں ایک ہی نغمہ ہے جیسے ہر ساز
کے پیر سے سے جبرائیل آگائے ہیں۔

نگتہ۔ تاثیر در طبائع ارباب کرم چون موج بر آب پیچیدہ و از طینت اہل خست
چون ملائمت از سنگ رمیدہ۔ طبع کریم از قسط نزاکت زبان سائل را نشتر
میداندر تعافض نہ شہر تاب رحم آوردن بہت و مزاج لطیف انجوش خستونت پروائے
سراس نادر و توجہ مانع رنگ اثر سے ہر دن۔

حلی۔ اہل کرم کی طبیعتوں میں کرم کی تاثیر صوح کی طرح دریا پر لپٹی ہوئی ہے اور اہل خست کی طبیعت سے کرم اس طرح بہا گا ہوا ہے جیسے پہر سے نری۔ کوہیم کی طبیعت نرا کرم کے باعث سائل کی زبان کو شتر جانتی ہے یعنی وہ سوال کرنے کو برا سمجھتا ہے۔ اور خود دیتا ہے۔ تفاعل رحم کی تاب لانے کی شتر نہیں۔ یعنی رحم میں تفاعل بچا ہے۔ اور تخیل کا مزاج سختی کے جوش سے مس کرنے کی پروا نہیں رکھتا۔ یعنی نہیں ہے۔ توجہ خود کسی رنگ کے قبول کرنے کی مانع ہے۔

سرایہ ہر خار و مسمیٰ کرم است سرایہ ہر بلند و پستی کرم است
گویند کہ گر (کلاب) ہستی است اینست دلیل آنکہ ہستی کرم است

حلی۔ ہر خار مسمیٰ کا سرمایہ کرم ہے ہر بلند و پستی کا لباس کرم ہے کہتے ہیں کہ موت ہستی کا افلاک ہے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہستی کرم ہے۔ نمکتہ۔ اعیان محفل امکان راتا شمع وار سرتال ہیا منتہی نمیکہ در نشوونیش ہرزہ نگاہی باقی است و تاسر اندیشہ بزانو سے ساغ سے رسانندہ گداز کلفت ساقی۔ اگر بوسے از ہزار معنی سے ہر دہ عبارت اینہم رنگ سے بخت و اگر باصل کار را ہے سے شگافتہ شاخ و برگ انیقا رغبار نے انگیخت۔ ساحل گزنیان پر سہ موج و کسے شمارند و فرو رفتگان محیط از خود ہم خبر ندانند نامیری گریبان بحد واس است القبا سے ہر و نا آشنا خر خوشین ہزار ہکا۔ در خیال سے بر آرد۔

حلی۔ جو لوگ محفل امکان کے اعیان ہیں جب تک شمع کی مانند انکا سرتال پاؤں تک منتہی نہیں ہوتا یہ وہ نگاہ و ڈراسنے کی نشوونیش باقی ہے اور جب تک فکر کا سر ساغ سے زانو تک نہیں پہنچا تے ساقی کی کلفت میں گلنا ہوگا۔ یعنی ساقی کی ناراضی کا خم رہے گا۔ اگر یہ لوگ مسمیٰ کی بہار سے ایک خوشبو لیجا تے تو انکی عبادت یہ تمام رنگ نہ پہنچتی اور اگر اصل مدعا کی راہ پیدا کر تے شاخیں اور پتے اسقدر غبار پیدا کر تے۔ جو لوگ کنار سے پر بیٹھے ہیں ہدیشہ دریا کے جہاں صوح گنیے رہتے ہیں اور جو لوگ محیط معنی میں مستغرق ہیں وہ اپنی خبر نہیں رکھتے مگر یہاں کی نامحری سودا سن کے ساتھ التجا کا ہاتھ لیجاتی ہے اور اپنی حقیقت سے نا آشنا

خدائے تعالیٰ - ہے۔
 خودی الگ نہ دار کہ محرومی است
 حل - تو اگر اپنے کو نہ کیجھ تو تمام عالم بحر جلوہ دیدار کے کچھ نہیں خودی الیہا شین
 رہا کرتی ہے۔ کافا ہر نماحروی ہے - یعنی خودی کو ترک کر - خودی ہے تو
 خدا نہیں مل سکتا۔
 چہ لازم مانا کہ ہر گز دیدن تو خود این نہ تبا یادیت فہمیدہ مقدار
 حل - زمانہ کی پستی اور بلندی پر بالکل ہونا لازم نہیں تو خود و بیان نہیں پہنچے اسکی
 مقدار (مستی ناپا دارم) کا بچنا کیا ضرور ہے - نہ بہت اور نہ بہت
 گمانی ہر ذرہ کو یا نہ نقد اعتبار خود کہ ہم ہر جہت سے کچھ دیکھ رہے ہیں دیدار
 حل - پہلے اپنے نقد اعتبار کا گویا گان ہے حالانکہ تیرے پاس نقد نہیں ہے تو جنس
 پر لپٹا اور اسکا خریدار ہوتا ہے یعنی خود تیری آستی ہے اعتبار ہے تو دوسری چیزوں کی
 ہستی کیوں - بل اعتبار نہ ہوگی۔
 خودی اختیار رکھنا خودی جمع امکان کہ فتادی پچھین جبہ و فکر خرو بار
 حل - تہ جمع امکان کا اس قدر مالک کہ ان کا اپنی کو شمشون کے ساتھ
 اُسکے گھر اور بچہ کی فکر میں پڑا - یعنی دنیا کی کس کس شے کا مالک بنیگا تیری
 ہستی تو مختصر ہے۔
 بحق تسلیم شوتاواری از ابروین پیدل بدیا قطرہ چون گشت داند و کارش
 حل - اسے پیدل اپنے کو حق کے سپرد کرو - جب قطرہ دریا میں گم ہو گیا تو دریا
 جانے اور اسکا کام۔
 نکستہ - نوہا سے طرز اعتبارات تہ تا بعرض آید انگلی دمیدہ ہست و نا نگیناے درش
 تا بکار اریس رسید افسردگی سرکشیدہ او - عبارات ہر اسرارین دیوان کیب
 متعلق ہست معرفت پیدا فافان و اقیہ خاموشی و از کم فرصتی ہا سے زمانہ ناسخ
 اجزا و این نقطہ یک نقطہ سہ ہست غنیمت تغافل اوایان مکتب فراموشی - اینجا
 معنی در زمین ضرورت نہ ہست کہ تباہ فہمیش وارستہ ورق برنگہ دانند و لفظہ و رواج
 مرقوم نگہ دید کہ تا مشرہ برہم زندہ صفحہ علی نہ مانند -

حل۔ اعتبارات کے طرز کی نوعی جینٹک ظہور میں اوسے کمنگنی اسیرار کی
 ہوتی ہے اور مادمین (غیر ذوالعقول و ذوالعقول) کی تازگیوں کا درس تعلیم
 جینٹک یاس کے تکرار (دہرائے) پر پہنچے افسردگی اُس سے سرنگالے ہو کر
 ہے۔ اس دیوان کی تمام عبارتیں سیدنا خان طریقہ خاموشی کے لئے سعادت ایک
 مقصود ہے یعنی وہ کچھ نہیں بول سکتے اور تامل کے زمانے کی کم فرستیدوں سے
 اس نسخہ کے تمام ابزادہوں کا ایک نقطہ ہیں جو کاتب فراموشی کے تغافل و ایلو
 کیلئے لوت ہے۔ یعنی دنیا میں غفلت اور سہو کو سوا کچھ نہیں۔ یہاں ذہن میں
 ایسے کوئی معنی پیدا نہیں ہو سکتا کہ جینٹک اُسے سمجھ لیں ورق لوٹائیں یعنی
 ایک ہی لفظ کے معنی پہنچنے میں رہ جاتے ہیں ورق لوٹنے کی نوبت ہی نہیں
 فنی۔ اور خارج میں کوئی ایسا لفظ لکھا ہوا نہیں کہ جب تک پلک چمکائیں
 صفحہ کو حل نہ کر سکیں۔

ہر چہ وار و جہان بے بنیاد
 حل۔ جہان بے بنیاد ہو کر اپنے قبضہ میں کرہتا ہے وہ ہوائی ولایت میں خاک کی
 ایک ٹپائی ہوئی خاک کو ہوا اڑا دیتی ہے۔
 بے بنیادی یا مستحان و قار
 حل۔ بے ثباتی و قار کے امتحان میں غبار کے دوش پر اپنا نعل کھینچتی ہے و قار

کے امتحان میں غبار پورا نہیں اترتا وہ تو اوڑھنا ہی رہتا ہے۔

روح مشن اس کے حقیقت میں ہم
 حل۔ فکر و جو دو عدم کی شمع حقیقت ہم کی روشن کی ہوئی ہے یعنی اگر انسان نہ
 کہ لگا تو وجود عدم کو یہ حقیقت سمجھ گیا۔

بسکہ رنگ شہادت پر دازست
 حل۔ بسکہ رنگ شہادت کے دو فو خالی ہیں پہاڑا لے کے ساتھ امتحان دوریہ و لایہ
 یعنی جیسا مالہ بے شہادت و بسا ہی پہاڑا۔ پہاڑا شہادت۔

ہم سیدیم و مدعا مجھوں
 حل۔ ہم ستر پا کو شش میں مگر مدعا مجھوں۔ ہم اٹھارہ تین ہوش ہیں مگر

خبر داری معطل ہے۔
 جہد ماحرکت طبیعی ماست مدعا غبار مایہ است
 حل۔ ہماری کوشش ایک طبعی حرکت ہے۔ ہمارے غبار کا مدعا ظاہر ہے کہ کثیر اور
 اور فنا ہونے کے خاک بھی نہیں۔
 ہر چیز از خلق عرض زشت نکوا عکس آئینہ حقیقت اور ماست
 حل۔ مخلوق سے جو کچھ بُر ہے اور اچھے کا پیش ہونا ہے وہ حقیقت ہے
 آئینہ کا عکس ہے۔
 خلق مہووم راجہ علم وچہ فن شخص مہووم راجہ مایہ مہووم
 حل۔ خلق مہووم کیلئے کیا علم اور کیا فن۔ جو مہووم کیلئے کیا مایہ اور کیا مہووم
 مخلوق میں یا تو علم و فن ہے یا غیر ذوی العقول اور ذوی العقول ہیں مگر یہ
 سب فانی ہیں۔
 مگر فکندی نظر بہ معنی خویش باز فطرت مہر دی از ہم پیش
 حل۔ اگر تو اپنی حقیقت پر نظر ڈالنا تو سب زیادہ فطرت کا ناز ہے ایسا تائی نیری
 فطرت کا نور جاتا رہتا
 شخص جائیکہ گل کند مہووم عکس معلوم حکم آن معلوم
 حل۔ وجود جہان مہووم کا ظہور کرے اُس کا عکس اور اس کا حکم پہلے ہی
 معلوم ہے۔
 ہستی کز دل عدم گل کرد ہم عدم بایدش تخیل کرد
 حل۔ جس ہستی نے عدم کے دل سے ظہور کیا ہے اُس کو بھی عدم خیال
 کرنا چاہئے۔
 در عدم ناز ہستی است اینجا و در دل تاک ہستی است اینجا
 حل۔ یہاں ہستی کا ناز عدم میں ہے یعنی ہستی اپنے مہووم ہونے پر ناز کرتی ہے
 بیان رنگور کے دل میں ہستی ہے جو اس وقت مہووم ہے۔
 پیچہ از تہ و مگر راجہ سب لہم نظر سے ایک چہستان جمال آئینہ دار نمبر
 حل۔ اپنے سے پیچہ نہ گزر۔ دل کی جانب بھی نظر کر۔ اسے چہستان جمال کے

مشتوق تو صبر کا آئینہ دار ہے (چون میں غمخوار گل صبر کو کھاتے ہیں)۔
 نیست درین شب چرخِ فلک است آئینہ دہن گلبن نیز نکستہ و قیامتِ فلک ہے
 حل۔ اسے غمخوار دہن اس ہفت چمن بھی ہفت زمین تیر سے قد سے
 مانس کوئی بھول نہیں جس کا گلبن نہ رنگ ہو اور کوئی سحر و ایما نہیں جس کا

نقدیامت ہو۔
 برسوں نشو و نما پیش پایِ اہست بقا ورنہ در اقلیمِ غربی یاس و ناز و ہنر
 حل۔ نشو و نما کی ہوس میں بقا کا خیال فضول ہے ورنہ اقلیمِ غربی میں یاس کی کوئی
 ہنر نہیں رکھتی۔

باز تو شمعِ محبت کی سوختہ یاس و طرب داغ و آہ ہے ہر دمِ زمین کی گلابی پاد
 حل۔ میں نیز تیرے یاس و طرب کی جلی ہوئی شمع ہوں اگر تو مجھ سے سر اور پاؤں غلب
 کرے تو صرف ایک داغ اور ایک آہ موجود ہے۔

قابلِ آگاہی او نیست خیال من تو حسنِ خدائی نشود آئینہ دار و درگاہ
 حل۔ میرا تیرا خیال اُس کے آگاہ ہونے کے قابل نہیں خدا کے حسنِ بزرگ
 کے کوئی اور آئینہ دار نہیں۔

جوشِ حیا انجمنِ شوکتِ دریا نشود ماہِ صقیل زدہ ایم آئینہ بڑا جگر ہے
 حل۔ وہ جوش جسکی انجمنِ حجاب ہے دریا کا شکوہ نہیں بن سکتی ہم سب ایک جگہ
 پر فصولِ صقیل گر رہے ہیں۔

نیست در ہم فرقِ نما انجمنِ خلوتِ آئینہ دار تہہ ہا خانہ پیرِ دل درے
 حل۔ ہماری جلالت اور خلوت میں کچھ فرق نہیں ایک ہی گھراپہ دروازے سے
 باہر سب جگہ کا آئینہ کہتا ہے یعنی دل میں سب کچھ نظر آتا ہے۔

دریہم زیرِ دمنے خفتہ فسونِ عذرِ درجہ سزا مست رمی باہم رنگستارِ پیر
 حل۔ ہر فردِ دہم (باجون کے نام) کی بلی میں عدم کا مستِ دم کیا جو اسے قائم باجون
 میں دم اور تمام رنگوں کے ساتھ پر ہے (باجے بھی اپنی آواز سے اڑتے ہیں اور رنگ
 بھی اڑتے ہیں) یعنی زائل ہوتے ہیں۔

پیرِ دہم رنگستارِ پیرِ پناہ پیری کا گشتِ پیشہ گرو
 خفتہ تہہ پال پیری کا گشتِ پیشہ گرو

حل۔ تو سہرنگ کا پردہ ہار لگا تہ چمن میں راہ لگیا میگا پری کی بازو میں شیشہ گر
کا ناخانا پہنایا ہوا ہے۔ پری کو حال لوگ شیشہ میں قید کر لیتے ہیں گویا پری۔ کہ پانچ
اسپیشہ قید ہو جائیے گا۔ سانان موجود ہے۔

نیت اقامت کے لئے ڈی لائن چکر و امن چکر است آبرو بایان سفر سے
حل۔ چوس کے دوزخ کا جنگل کی ایک اقامت گاہ نہیں چکر کا دامن رسا ہے اسے
آبلہ پاؤں سفر کرو۔ یعنی دنیا سے گزر کر منزل مقصود پر پہنچ جاؤ۔

نیت اقامت پروری لازم مثال چنان بڑی تری تھن بارندی ٹکڑے ہو کر سفر سے
حل۔ بعض امیدوں کا پالنا مثال چنان (انسانوں) کو لازم نہیں بغیر فزکی تری
کے سر کے بال نہیں بڑھ سکتے۔

شیشہ پری پہنچو میکس دم خون بیکر آئینہ بندم بعدم کز نفس آرم شہر
حل۔ یہی کاشہ صبح کی طرح میرا جگر خون کر رہا ہے میں آئینہ باز صبح کی دم میں
جاننا تاکہ سانس سے خبر لاؤں۔ یہ قاعدہ ہے کہ آئینے پر سانس دم لگیا لگی تو اس پر
غبار سا معلوم ہوگا۔ لیکن سانس تو دم ہو جاتی ہے لہذا عدم میں آئینے پر اس کا پتا
کب لگیا یہ ایک نری ہوس ہوگی۔ صبح کی سانس بھی معدوم ہو جاتی ہے۔ اسکی روشنی
کو آئینہ قرار دیا ہے لگرس آئینے میں دم صبح کا جو گر گیا کوئی اثر نہیں آتا۔ بہت تاکہ شہر
ہے، غور سے سمجھنا چاہئے۔

لذت این مغل فون نہ مانو اند فون داغ شوا او تاکہ فون نفس زو شکر
حل۔ اس شخص (دنیا) کی لذت نے ہماری نے پرافسون بڑھ دیا۔ اسے نالہ داغ ہو گیا کہ
سانس کی راہ نے لے مادی۔ نے میں شکر ہوتی ہے اور نے سانس سے بچ ہے مگر جب شکر
(وہ لذت بہن ہو گئی ہے تو نے کیونکر سانس لگی اونی لگی۔

نکتہ۔ گفتگو سے ارواح و امثال بیرون اعتبارات جسمانی بہل بہت و گرو دار عالم اجسام
ہے امثال و ارواح محفل جسم را قبل آثار پیدا و حقیقت روح مخفی نہیں است چون
کیفیت کو ذہن و رگ۔ و روح را بعد از نشاء و ظهور در اجزاء جسم منفردی دیدن چون صورت
نیال در دل۔ تا حضور تصور بعض جلوہ نیاید معنی یہو لے را در جہان صور باطن شکل بدن
است و صورت مرتبہ نیلے معا سے همان کیفیت کثوون۔ اگر ہیو لے بے صورتی نصف

سب سے بڑا اور کچھ سے چوڑا و اگر صورت از لباس قدرت عاری است ہیو لے را کہ
سے پوشند۔

حل۔ عالم ارواح اور عالم مثال (برخ) کی گفتگو بغیر اعتبارات جسمانی کے ہلچل ہے
اور عالم اجسام کی گیر و دار بغیر امثال و ارواح کے بیکار ہے۔ یعنی روحوں کا تعین ہونا
سے ہے اور جسموں کا خلق روحوں سے ہے۔ یہ غلط ہے کہ ارواح اور امثال بذاتہ ہر
عالم میں موجود ہیں جیسا کہ بعض لوگ غلط فہم کا خیال ہے۔ پیدا ہونے کے آثار سے
قبل جسم کو ایک نفی ہوئی روح سمجھنا ہے جیسے کوزے اور مٹی کی کیفیت۔ اور روح کو
بدن اثر طور کے جسم کے اجزاء میں پوشیدہ دیکھنا ہے۔ جیسے خیال کی صورت دل میں
جب تک صورتوں کی حضوری پیشگاہ جلوہ بین نہ آوے یعنی ظاہر نہ ہو ہیو لے کے معنی
کو باطن کی صورتوں کے چہان میں محض شکل رہنا ہے اور مرتبہ ہیو لے کی صورت کیا
ہے گویا اسی کیفیت کے مجھے کا کہولنا ہے یعنی ہیو لے کے مطابق میں صورت ضرور
موجود ہے جیسے پھر جو نے مٹی وغیرہ میں عالی شان ایوان۔ اگر ہیو لے صورتی تو
متصف ہے تو صورتیں کہاں سے جوش مار رہی ہیں اور اگر صورت لباس قدرت
سے عاری ہے تو ہیو لے پر کیا شے عارض ہو سکتی ہے۔

ہر چہ خاکیاں ہیو لائی گل سے گل و میدہ ساز ہیو لائی خاک شد
حل۔ ہر چیز مٹی پر کا ہیو لے خاکسار (بظاہر خاک) ہے مگر جو پھول اتنا نہیں گاؤہ
خاک کے ہیو لے کا ساں ہے۔

رہنہ صفا سے آئینہ باو اشکا فہیم اکم کہ ورت است کہ از اشک پاشند
حل۔ آئینہ کی صفائی کی رہنہ ہمیں معلوم کر لی وہ ایک کہ ورت کا نام ہے جو آئینہ کے
دہے نے پاک ہوئی ہے۔ آئینہ سے مراد آئینہ کی آیت جو بقیل کے بعد آئینے کو
روشن اور بچلے کرتی ہے۔

چون باز و قس نویت ز نگارہ ار سید آئینہ را بسنگ چہان اشتہر اک شد
حل۔ ہمیں پھر زنگارہ کے عارض ہونے کی نویت پہنچی تو آئینہ اپنی تاریکی میں پھر تاریک
ہو گیا یعنی جب زنگارہ لگا تو آئینہ اور پھر درون برابر ہو گئے۔ غلبہ یہ ہے کہ ریاضت ہی
سب انسان کا دل روشن کرتا ہے ورنہ وہ پھر ہے۔

خوشید اگرچہ شب مکمل بہتر نہ روزانہ دیدہ کہ باوج سماک شد
لغت۔ نکتہ دو چوبلی جوقت السرائین ہے اور جبکی پشت پر گادزین ہے اور سنا
ستارہ جو سب ستاروں سے بلند تر ہے۔

حل۔ آفتاب اگرچہ شب کو زمین کے نیچے غائب ہو جاتا ہے مگر دن کو تو سب ہمیشہ
دیکھا ہے کہ ریاضت سے سماک نکتہ پہنچ جاتا ہے۔

یک رشتہ بودا و سراج اعتبار خلق خلقیہ پرچ و تاب تو ہم ہلاک شد
حل۔ خلق کے سرو پا کا اعتبار ایک ہی رشتہ تھا خلوقی تو ہم سیکوچ و تاب ہیں ہلاک
ہو گئی (وحیات الوجود)

نکتہ۔ تالیف اندیشہ ازہستی رقم تو ہی دارد باہرہ سوادان مکتب اعتبار ہم سبق بودن
نا چارایت و ناقامہ ماومن از نفس سطر حیات سے نگارو ہم مشقی اطفال این دبستان
فردوں بے اختیار بی درآب افتادہ راہو اسے دست از نکتہ شستن فطرت است و
در آتش نشستن را عواصی دامن از دود کشیدن دلغ فحلت۔

حل۔ جب تک ہستی سے فکر کی کتاب تو ہم کی رقم رکھتی ہے مکتب اعتبار کہ مہرودہ
سوادوں سے ہم سبق رہنا ضرور ہے اور جب تک ماومن کا قلم ساکس سے زندگی
کی سطر لکھتا ہے اس مکتب کے اطفال کی ہم مشقی سے فرسودہ ہونا بے اختیار ہے
اور بانی میں گر سے ہوئے کو خلقی کو ماکہ دہونے کی خواہش میں فطرت ہے اور آگ میں
پیشے ہوئے کو تو ہمیں سے پچھا شرمندگی کا داغ ہے۔

استی جز جان کنی و خون نور دن نیست بد از عالم مرگ عیش جان برون نیست
در خلق برون از خلقی برون غلط است بد صحبت با زندگی است با مردن نیست
حل۔ بہنیز جز جان کنی اور خون کہا نیکی کہ نہیں۔ مرگ عیش کے عالم سے جان کا عالم
لیجانا عیش نہیں یعنی جس شے کو تم عیش دینا چھو سکتے ہو وہ در وقت موت روح کی
موت ہے کہ چونکہ عیش دنیا میں بہک رہتے سے روح مردہ ہو جاتی ہے۔ فطرت میں
خلق سے باہر رہنا غلط ہے صحبت زندگی کے ساتھ ہے مرنے کے ساتھ نہیں۔

نکتہ۔ عالم ایجاد سیر گاہ جلوہ اضداد است و قاشا خانہ یو قلوبن ہائے مراد مستعد
تا عبارت پریشان کو شئی وصول جمیعہ معنی وہ جو ہم است و تا بامل غیرہ شئی نامہ حاصل

گرمیوں خود کا اندازہ مگر باوجود یہ باید تاخیر نہ کرنا بہت یا سہلے در و اس کے کشیدن تو ان
 میر و با جگہ سے صحبت باید داشتن تا کہ تنہائی تو ان نصیب ہے بجز بڑے سود و زیان وہ
 کیفیت اختیاری کیے برویکہ سے عرض مراتب جہل است و سبب استخوان انعم و ضرر
 دو اثر بالترام دا حد سے اقبال نمودن دلیل فطرت سہلی بہر کہ بصحبت یا نہ تنہا نہ
 جتنی منہ و نہ اولیٰ بصحبت تنہائی ہر دویش نمائند و نہ ہر کار خوار و نہ نہ نشاندہ از
 زحمت یا سے برووش تر ماندہ اگر چه صحبت ہزار رنگ فوائد آستین بہت اما خلاصہ
 چہ وہ قدر اندر او انسان۔

حاصل عالم ایجاد کیا ہے۔ خداوند کے جلوہ کی میر گاہ ہے یعنی دنیا میں ہر انسان
 کے کچھ نہیں۔ نور و ظلمت سفیدی و سیاہی۔ خیر و شر و غیرہ۔ اور عالم ایجاد طرح طرح کے
 مراتب استخوان کا تماشا خانہ ہے یعنی ہر شے میں ایک خاص استخوان ہے جہاں تک
 تو پریشان عبارت کے سمجھ میں کو شمشیر نگر لگا معنی کی بصیرت و اصول ہونا و ہوش
 اور جب تک غیر خدا کے داخل میں جوش ناریکا اپنے گرمیوں میں مراقبہ کے حاصل کا فائدہ
 نہ سمجھ لگا۔ تو انسانی ہوش و ذہن ہر شے تاکہ دامن میں راحت کے ساتھ پاؤں پھیلانا
 طعن ہر ایک عالم کے ساتھ صحبت کرنا چاہئے تاکہ تنہائی قدر جان سکے۔ بغیر تجربہ فائدہ
 اور نقصان کے وہ اختیاری کیفیت تو ان میں ہے۔ ایک کا دوسرے پر عرض ہر شے جہاں تک
 اور غیر استخوان تو ضرر کے دوا شروع ہوا ہے۔ تاکہ ایک کے لازم پکڑنے کو قبول کرنا سہل فطرتی
 (کم فطرتی) کی دلیل ہے یعنی رفع بغیر نقصان کے اور نقصان بغیر رفع کے معلوم نہیں
 ہو سکتا۔ جس شخص کو مخالف صحبتوں کیلئے متنبہ نہیں کیا گیا تنہائی کی صحبت کے
 دروازہ سے اُس پر نہیں ہو سکتے۔ یعنی صحبت کا تجربہ ہو تو خلوت کے فوائد حاصل ہونگے
 اور جس شخص کی راہ میں کاشتہ ہو سکے وہ ہوش (سفر میں چلنے اور بوجہ نقصان کی)
 تکلیف سے نہیں چھوڑا اگر چه صحبت ہزار رنگ کے فوائد کی حامل ہے مگر سب کا خلاصہ
 خلوت کا قدر جاننا ہے۔ یعنی جب تک صحبت (جلوت) کا تجربہ ہو خلوت کی
 قدر معلوم نہیں ہو سکتی۔

بہر کس شخص کو شرف طالع بہت حدت نشد رنگ عزیز ملا و عیار آفت مست
 حل۔ کوئی شخص بجز مشور کثرت کے وحدت کا طالب نہیں ہوا سلامت کی تیز لگانگ۔

آفت سے کہ نہ دیر پہ پہ یعنی بیشک محبت نہ پہنچا سلاحتی کی بے پروگی -
 انسان کی روح ان کے جسم راحت شکر طبیعت پر کسی قدر والی محبت سے
 دل - جسم کے ساتھ ہی ایک راحت سے واقف ہو گا یا راکہ طبیعت خود محبت

کی طرف ان جوتی ہے نہ
 قطرہ از شوش موج آخر ہمارے
 گوشہ گیر ہا خلق از افعال محبت است
 حل - قطرہ موج کی پائینی سے چکر آخر پہی میں پہنچ گیا اس سے ثابت ہو گیا کہ خلق
 کا گوشہ نشین ہونا محبت کے افعال سے ہے -

پہلوں تک ہر باریک و باریک و باریک
 حل - فکری طرح مدت تک اب چہ بڑے کو دیکھنا چاہتے تاکہ روشن ہو جائے کہ
 جسمیت محبت کی وضع میں ہے -

عالم چشم از قاشای جهان پوشیدہ است
 حل - ایک عالم بنے جہان کے قاش سے آئینہ بند کی اور عدم کو چلایا اس معلوم ہوا کہ
 جسمی غیر متناہ ہے -

نکتہ - روح انسانی شاد سے است لایر کہ جمال استعدادش از بے نقابانی جو غفلت
 پیدا است و آفتاب کاش جان از میدان صبح اور اک لامع و ہویا عقل چہ پست ترا
 ایوان معنی حیا و حیا از حقیقت ایمان چہ رکشا - اگر عقل و عرصہ ہم رومیست نہ ثابت
 ہنس مس سہرہ و بیت نے انداخت -

تخل - روح انسانی ایک عینی معشوق ہے جبکی استعداد کا جمال غفلت کے چہرے سے
 ظاہر ہے یعنی اگر چہ وہ جسم سے غافل ہے مگر اسکی استعداد ظاہر ہے اور روح کے کمال کا
 آئینہ ہے جو اسکی ہوا سے ہے تابان اور ہویا ہے - یعنی انسان جب اور اک
 سے عالم آواز آواز کر فہمیت خود ظاہر ہو جائیگی - عقل ایک سرچشمہ ہے جس سے
 معنی ہے ازا ایوان و دانش نہتا ہے اور جہا ایک آئینہ ہے جو ایمان کی حقیقت سے ہے
 کشا ہے - اگر عقل رومیست کے فہم کے میدان میں نہ ورتی تو کوئی شخص ایمان الہی
 کے لئے تسلیم نہ کرتا یعنی روح جو جسم سے غافل ہے اور اس پر اپنے کمال سے ہے
 کا اثر نہیں دیکھتا تو اسکی وجہ یہ ہے اور ایوان و ایمان حدیث شریف ہے اور نظر

اور عقل بھی حیاتی چاہتی ہے۔ اگر حقیقت الہی کو سمجھتی تو کوئی شخص خدا کو قتل کرنے کی عبادت نہ کرتا۔

ہر کس نے حقیقت نہ باشد خبرش پیو وہ بعیرست نرسانہ نظرش
حل۔ جس شخص کو حقیقت سے خبر نہ ہوگی نظر اسکو پیو وہ (وہ پیو ہی) عبرت تک نہ
پہنچا سکی یعنی عبرت اسی کو ہوگی جو چشم حقیقت میں رکھتا ہو گا۔
از ہستی ذات باز معدومی خویش چیز سے فہمیدہ کہ خون شد جگرش
حل۔ ذات کی ہستی اور پھر اپنی معدومی سے دل نے کچھ تو سمجھا کہ اوس کا جگر
خون ہو گیا۔

نکتہ۔ از بزرگے پرمیدند حکم ان م المصلیہ لہر اکشا دہر عقد سے بنا فرض تدبیر سے باز
بستہ است و حل ہر مشکل در کین چارہ نشستہ۔ سہولت جاندارن از جد تدبیر سے
بہولت پیوند دود شواردہر گ یکدام چارہ صورت آسانی بندہ فرد و کسب فشار۔
باید دانست کہ زندگی قوت انانیتہ است مصروف تعلق اسباب چون ہمیش موج مویہ
دائرہ گرد اسب۔ ہر گاہ اندیشہ اندوہ علائق برآمد و اصل بے تعینی عالم اطلاق
گردیدہ چون موج ازدحام بیچ قناب گسیختہ نقد تو ہم ہمہ بیچ ہوا ری محیطہ
حل۔ ایک بزرگ سے کہی نے پوچھا کہ خدا متینعا۔ لے کے اس حکم کے موج جب
اکر مشکل کے ساتھ آسانی ہے کہنا ہر گز کہ تدبیر کے ناغہ سے بندھا ہوا ہے اور
ہر مشکل کا حل ہونا علاج کے گہات میں بیٹھا ہوا ہے۔ آسانی سے جان دینا
کس تدبیر سے آسان ہے اور موت کی دشواری کس علاج سے آسانی کی صورت
باندھے "فرمایا کہ بزرگی کے حاصل کرنے سے۔ یعنی انسان اگر خدا کے
خود ایک برگزیدہ ہو جائے تو تمام مشکلیں آسان ہو جائیں۔ جیسے موج کا پھٹنا
گرد آہٹے وائر سے کا پید کرنے والا ہے جب فکر دیوی تعلقات سے لگایا
عالم اطلاق کی بے تعینی میں ملگیا۔ یعنی قی اطلاق سے بھی آزاد ہو کر خدا میں جا ملا۔
اور جب موج نے بیچ قناب کے دام سے قطع تعلق کر لیا تو نقد تو ہم کا دریائی مویہ
کی جیب میں ڈال دیا یعنی موج اور دریا دونو ایک ہو گئے گرداب کے دائرے سے
علیحدہ رہنا موج کا نیرا وہم تھا اب وہ وہم جاتا رہا۔

وہ کہ کوئی رنگ و صورت و گہرست
فلائی مشغور ناز بہت و گہرست
میں۔ عالم مکان میں قدرت کا رنگ۔ اور ہے خداقت ناز میں مشغور ہے بہت
دوسری چیز ہے۔

نہیں نہایت تو کچھ کہ نواز شہنشاہ
گہرست فشانہ حقیقت و گہرست
میں۔ اس جہنم کو کچھ کہ جسکو عجز کہتے ہیں اگر ناز جہان میں تو معلوم ہے حقیقت
دوسری چیز ہے۔

نہایت کیفیت سخاوت بڑا کہتے سرشتہ نہ کہ تاکہ ہم سائل را ممنون نہ ہو رہا یہ جو ہر
مرد و ستارگ انہی بہت و تائبہ اذن خود را معذور احسان گاہ برد معنی حیا رنگ باخیز
از بیخاست کہ ابریز خار و گل یکساں سے بار و تازہ غلبہ سے بار و زنجبخت امداد نہ ہر دار
و آفتاب ہر رنگ و گل یکدست سے تابد تا بر لعل و یاقوت بہت ہر زینت نگار و
چل۔ سخاوت کی کیفیت ایسی نزاکت سے گوئی کہ کئی ہے کہ جب تک سائل کو کویم
اپنا ممنون نہال کر سے ہر دست کا جو ہر گل ہوا ہے۔ اور جب تک حکم کے ساتھ اپنے
کو احسان کا چاہئے ہر گاہ کہ سے حیا شرمندگی سے رنگ باخیز ہے یعنی کویم
کو احسان کہ جتنا سے شرم کرنی چاہئے اسی وجہ سے ابر کا سے اور پہل
پر یکساں ہر ستا ہے تاکہ بار و درختوں سے مدد کر کے کی شرم نہ اٹھائے اور آفتاب
ہر درمی پر یکساں ہے تاکہ لعل و یاقوت ہر زینت کا احسان نہ کہے یعنی ابر سے
تو چھو کوں کو بار و دریا مگر کانٹوں کو کیا فائدہ پہنچایا اور آفتاب نے لعل و یاقوت کو تو
زینت دی مگر پتھر اور مٹی کو کیا دیا۔ یہ اسید وجہ سے ہے کہ ابر اور آفتاب کو احسان
کر نہ کیا موقع نہ ملے۔ رباعی

شخص کرم از بسکہ وفا کش تراست * زان بیشہ افعال درویش ترست
درویشی اختیار کس تووان دید * آنرا کہ حیا بیش بخا بیشتر است
علی۔ کرم کا وجود چونکہ وفا کش زیادہ ہے لہذا شرمندگی کے اندیشہ سے وہ بچے
زیادہ درویش ہے کیسی اختیار کی و سوالی نہیں دیکھ سکتا جس شخص کو حیا زیادہ
ہے سخاوت زیادہ ہے مطلب یہ ہے کہ سچا معنی وہ ہے جو سخاوت کر کے اور
شرماوے نہ یہ کہ غرور کر کے اور احسان دہر سے۔

من و تیرے کہ سیر ماہی آمدی تو بہا عالم دگر کی زکھا با بن چن آمدی
حل - تیری قدرت کا دامن کینے کیسے چکا کہ تو دنیا میں ماومن کی سیر کیلئے آیا تو وہ سرور
عالم کی ہمارے اس چمن میں کہاں سے آیا -

ہو خلق چو تیرے چہ رخ فضا ضرورت بر سیدی آنکہ از صمد ز ملک سے بہرین آمدی
حل - چچہ تعلق دنیا کی ضرورت کیوں پڑی کہ خدا سے بھاگا اور ضرورت سے بہرین
کی ضرورت میں آیا

تو غم جدا نہ فراق و دگر نکشادہ مگر آنکہ پیش خیال تو بخیاں آمدی
حل - تو غم سے جدا نہیں ہوانہ تو نے دوسرا قدم کو لا یعنی تیری ہستی جطر ج پیلہ دم
مٹی اسب بھی معروم ہے شاید یہ بات ہے کہ تو محض خیال کے آگے آنیکے خیال میں آیا
یعنی تیرا محض خیالی اور ہی ہے -

سحر حقہ آگہی ستم سب جیب جنون مرد چو ہوا پر وہ آتش کہ بر دین پیرین آمدی
حل - تو آگہی عرفان الہی کے باغ کی صبح ہے (صبح کے وقت بھول کہتے ہیں) غم ہے
کہ جنون تیری جیب بھلا سے تیری آگے پردے میں کیا ہوا بھری شہی کہ پیرین سے باہر
آگیا - یعنی غم سے آتش حرص و ہوا نے چچے باہر نکال کر دنیا میں پہنچایا -

نہ سفر ہوا طر از شد نہ قدم جنون انگنا شد بخودت ہمین شہر باز شد کہ غریب از وطن آمدی
حل - نہ سفر تیرے آئین کا بہانہ ہوانہ قدم جنون کے تنگ و ناز کا باعث ہوا خواہے تیری

پاکین تیرا کہیں کہ وطن (عالم ارواح) سے سفر میں آیا -
نہ کہت بہر مزہ چنگ ز نہ نفس جہر دل تنگ ز غم آگینہ کہ بگشت کہ تو قاب جن آمدی
حل - نہ تیرے کہنے نے مزہ پر چنگ مارا نہ سانس نے دل تنگ کا دروازہ کھلایا نہ تم
پہر پرستہ پیش مارا کہ تو بات کر نیکیے قابل آیا - یعنی تیرا تکلم کیا ہے پھر پرستہ کے
گرنے کی آواز ہے جو گرتے ہی ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے -

چہ قدر تیر و محضیت بہر و تھن لفظ ز کہ چو تار جبریک تار انہ افسہ صبر آمدی
حل - محضیت کے بقدر نے لفظ کی بناوت کے دروازے سے جاتا کیا کہ تو تسبیح کے تار
کی طرح ایک زبان سے سو سو لفظ کے شواف پر آیا تسبیح کا تار تو ایک ہوتا ہے مگر
دانش پر سو سو لفظ چڑھا جاتا ہے یعنی تو وحدت سے کثرت میں آگیا -

حل = قلم سے موج کے غنبد سے گویا کہ آئینہ دار ہیں (میر تقی میر) (سوقی برج سنگتار)

تا کہ روشن ہو جائے کہ جس پہننے کی کوشش یہود نہیں

کتابخانه کبیریه و کتابخانه کتبی

الحمد لله الذي جعل في كل شيء حكمة وحكمة في كل شيء

بہارِ راجستھان - جگہ کے نام اور خصوصیات

حاصل متجسس بفضل ویران که خاموشی که تمام حاصل کرده که کو فواید و سوره هزار با تین هجرت نگر

1. *Chrysomelidae* (Coleoptera) (100%)

[illegible]

عزیز! ہرگز نہ کہہ دوں گا کہ تم نے اس کی طرف سے کوئی چیز کی ہے۔

[illegible]

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين أجمعين

کے لئے یہ دعا کہ وہ جو اس کے لئے ہے وہ اس کے لئے ہے۔

۶. [Handwritten text in Urdu script]

[illegible]
$$w_{\text{eff}} = \left(\frac{\gamma}{\gamma + 1} \right)^{\frac{\gamma + 1}{\gamma - 1}} \left(\frac{\rho_0}{\rho} \right)^{\frac{\gamma}{\gamma - 1}}$$

که اینها را بفرستد و اینها را بفرستد

مجلس: فقط انبرہ کی محفل، یہ ادا، دیتی ہے کہ شہنشاہ یا قوت، کی طرح، نہ ن، جو جا اور شور مکر

یہی خاموشی ہے۔

[Handwritten notes at the bottom of the page:]

و در این کتاب که از کتب معتبره است و در آنجا که نوشته شده است
که در این کتاب که از کتب معتبره است و در آنجا که نوشته شده است

فمنس بهر دو غول است پس سر فرو

حرفی نگار گویند که این افسانه مراد بود که سالها پس کاچو و غول دستگیر بود و در روشن هوا

Small Text: This document contains neither recommendations nor conclusions of the FBI. It is the property of the FBI and is loaned to your agency; it and its contents are not to be distributed outside your agency.

یعنی بیہودہ گفتگو سے غافل اور چپ رہنا بہتر ہے۔
 کنون لبسا از لب نگو این فرست نگو کہ در عیالین و صرف خاموشی بہت خوشتر
 حل۔ اب سخن ساز او بہت اس آواز میں نگو ہے کہ بیان بیدل کا مدعا خاموشی کی
 تعریف کرتا ہے پس خاموش رہ۔

غرض ہر جا سخن بہت ہے معنی افادہ مباد و ہر جا خاموشی بہت انفعال گفتگو مہینا
 حل۔ الغرض جہان کہیں بھی سخن ہے خدا کرے اسکا افادہ نہوا در جہان کہیں
 خاموشی کا موقع ہے خدا کرے تکلم کا افعال نہ دیکھے۔

رباعیات

آنکس کہ منزہ است آب گل ما ۛ بے او عدم است خلوت محفل ما

نامش از پر وہ بر زبان سے آید ۛ واللہ کہ غیبت سے جا اور جز دل ما

حل۔ وہ ذات کہ ہمارے آب گل سے پاک ہے یعنی جسم اور جہانی نہیں غیر اس کے
 ہماری خلوت اور جلوت معدوم ہے۔ یعنی خلوت اور جلوت دونوں میں وہی ہے
 اسکا نام پر دے سے زبان پر آتا ہے واللہ کہ اسکی جگہ ہر ہمارے دلی کے کہیں
 نہیں۔ پس اسکی آواز دل ہی سے آتی ہے۔

آکون تو اصل فرع جان تن ما ۛ نور تو دلیل معنی روشن ما

مارا تو نمودی آنچه حق را شاید ۛ این حق ساقط نگردد از گردن ما

حل۔ اے تیرا دین ہماری جان اور تن کی اصل اور فرع ہے تیرا نور ہمارا معنی
 روشن کی دلیل ہے ہکو تو نے وہی دکھایا جو امر حق کے شایان ہے یہ حق ہماری
 گردن سے ساقط نہوگا۔ یہ رباعی آنحضرت صلی علیہ وسلم کی نسبت میں ہے۔

آنحضرت شہادت تو کیسے پیدا ۛ پوشیدگی عیان تر از ہر پیدا

حیرت زدہ ایم آنچه پیدائی کا ۛ در پنهان پیدائی و نہان در پیدا

حل۔ اے غیب اور حق تو تیرا سب ظاہر ہے تیری پوشیدگی ہر ظاہر سے بھی ظاہر
 ہے ہم حیرت میں ہیں کہ یہ کیا کیا پیدا کیا ہیں پوشیدگی میں ظاہر اور غیب میں
 پوشیدہ ہے۔

اسکے دانہ ازین نذرع اللہ ہے برآ ۛ یعنی ز ظلم الغت لہ ہے برآ

از نورخ مرشد بر فواید بسیار است. اشتراک تعلیم خان صاحب صدق برین

آن مجده شہ گت مجبر حق غالی ذکا
شہ گت اعزاز میرٹھ آسے رامپور
گرہ سے کسمان نشی پشیر اد بہر ہنق
خاکہ نکشش باوج شمشاد سدرہ میو
شعبہ پندر از مسداقت کرد تخیر جوان
حل میل کرد خاک بان یاسے اد

هر که بگوید که من در این عالم هستم
 فلان زمینم و فلان عالمم و فلان دهرم

التقريب

ترشح المقال من دأماننا الفضل والكمال فظهر الجلال والجمال عضدي وساعدي
وعززي البر الفينان ناصر الاسلام مولانا محمد رشيد المتخلص بالناصر الرامفوري
ايده الله بجزوه وبإله الله بنوته

بسم الله ابداني وبور القديس انتهي والتوفيق لا اقام منه مسئول على الله فكلت
اليه انيب - والعاقبة بالخير منه مامول الاستغنى من آلاء الله فينا - فلهبه الكريم
كان الحق كيفينا - ومن كل ادب باذنه يشفينا - ومن كل عافية بمنه يشفينا - ويبرئنا
بفضله بركه وبقينا - فهو الاول بلا ابتداء - والاخر بلا انتهاء - والغاير بالصفات
والهاطن بالذات - وروحنا ونعم الوكيل نعم المولى ونعم النصير - ليس كشأ شئ
هو السميع البصير موصوف باوصاف الكمال - منحوت من نفحات الجلال - متصف
بصفات الجلال الوجوبية الذاتية والعقلية النبوية في الماضي والحال والمستقبل
منفردة عن سمات النقص والادوال - فجميع صفاته قدسية صمدية ازلية ابدية حقيقية مخلوقة
من الزوال والصلوات العامية - والنجيات النامية - على افضل برسل ونبي
نبينا من جميع الاموال والآفات في الدنيا ودنيا طمان وموجب شفينا - ما وانا وسحب
سكتنا - لو من لور الله وسكتنا - سعيد سادتنا والينا رشا فعا وش فينا - فاشتنا - و
نا ديننا - الرؤف بنا من آتينا وابينا - جيب الله الامل في الاجلينا - وعلينا الله
الامل في الالينا - محبة الله علينا وعلى من خلقنا وما بعدنا بين ايدينا - وعلى آل وصحبه الطيبين
فورا بعدنا واوليائه المتصوفين المتصرفين في العالم باذنه تكمينا - وعلينا بهم ولهم جينا -
ورحم الله من قال منا - انا الحق يقول العهد الفقير الراعي الى رحمة رب العالمين الهادي السميع
عفا عنه وعن والديه بلطفه الخفي الواسع البر الفينان محمد شفيع المتخلص بالناصر فاه
من شرا حاسدا اذا حد - وبجاه الله من نار الحق اذا النار استوقد -

لا طاعة الا لله والرسالة الرقيقة السديدة الحميدة - والجمالة النافذة الغريبة - الطائفة
لاعناق اهل الزين والجمال - والعلالة - والماحبة الطرق الفسق والكذب البطالة -

بالاسان نظره فحق كذا - رايها قائما بعد تمام من اوله و اوسطه و الخاتم فوهمه فحقا
 حقيقا بالثبوت - مذهبهم قواعده علوم الشريعه والدرقه والاعمال - كما فيها في الحكمة
 الخلق والحق والبرهان والبرهان والبرهان في وقوع في وظيفه البدار والبرهان - حاشيا
 برقع الكانه والفساد المقتري الجهول قلته وقرع منقذها العجا - كيقبه الا قد انقضا و
 حاشيا الشيخ الفاضل - والعلامة الكامل ركن المتكلمين في المذهبين هجوه تحقيقين
 المذاهبين - صدر الملت والدين الكاسر صفاء في العدا اهل السنة الزاخرين - انجاس
 بين المذاهب والمنتقول حادوي الغرور والاعمال في المذهبين والتمام الفضا - زبدة الاشكال
 والافران محمود الزمان الذي يوتي الايمان بمنزله الدين في الانسان شمس التحقيق بدر
 انوار التحقيق صفاء سمارك العوارف - عالج موارج المعارف - اوسمة انظار - وانوار
 القدام المرجع الخواص والعوام باهر العوام السهوية والمنظرية بمرور الاسنة المشقية -
 مولانا السامح حفظه المولي البواريس - احسن المتخلص في كنه جواهر الشريعة
 وعن المسلمين في الاجزاء في الدار الاول والاخر - ونقطة الشدة بعدومه ما دام الشمس طاعة
 والشمس ساطعة فمن الشدة المستول التي شتت بها العباد في كل البلاد جنة النسي وآله الاقارب
 وما ذكره في كل محل في نزهة الياقوت في كل من يدين به والامر فله - حل
 يشتمل السوء من وجوه المستودعين المعاندين - حل في شريعة معاد - نزل عيون الزاخرين
 الحاسدين - ما نكتب اليها الحاسد انه سيف مستول على علق الحسا والنجاسة - وهم
 مسوم في الكباد الاعدا الكيفية شدة قلوبهم اكرت وعلى البصارهم غشاوة لا يفتقون حديثا
 ويجسدون على ما اتوا به فضلا عظيميا - اقربهم الشدة من غشبه والهدم من فضله
 تذكر يوم تاتي المدفوسا وقد نصبت موازين القضاة
 ومنه ان يفتح وامرغ رشقا في النجور - قول من يجمع الناس اليوم لاريب فيه يوم النشور
 يعلم ان في السموات والارض ويعلم بالسموات وما تملكون والحمد لعلم ذات الصدور وتوحي
 الناس سكرسة - وما هم بسكرسة ولكن عذاب الله شديد - ويقوم عليهم وعيد
 هذا من طلب طريق الحق والعدل والبيان - فقد كشف له الغشاوة وبان - وما
 من موده بكلام الجدل والبيحت - والمكادق الطغاة نور الله فليعلم ان الله يتم فوره ولو كرهه
 الكافرون فخره قال رسول الله مسلم قد جاركم الله من ثلاث خلال ان لا يعو عليكم

فقد انما جميعها وان لا يلزم من الباطل على اهل الحق - وان لم يجز ان يكون له في الوجود والعدم
والعدم والوجود في الكبرية فحينئذ لم يزل - فوجدته وحده معزولا عن جميع الوجودات - و
تلك هي اولى الاشياء - وشكك في ما ذكره كاشك في المجهول في الوجود والعدم في الوجود
الفلسفي منسوبة الزوال - ما من بدعي لا يورث فيه وامن بدعي الا اذ وقع فيه - بل هو
بجواز ان اياته ظهرت الى ايات راجعة الى دعوى الدعوة النبوة والموت - في المجهول يقال انه المجهول
الركاء ياتي عليه اورث ما اورث - واثول ما يثبت في اياته
الغاي -

تلك الاوائل والاولى وبنيان - وانما لم يجد افسر بالظلال
الاجمال لاحتج بسرا سرنا - فكانها خط واصل في خفاها

طلع الاجمال عن مطلع اياته - فكان مطلع اقواله عين مطلع اجماله - او مطلع بالبيان نفس
مقطوع افاضيله - فمن مبدء استغنائه الى الاستغناء - ومنه الى المبدء وحده - والكل
فيما به يشع عن شمس مشعوره - يحكي عن مبدء غوره لانه لغرض اولادنا شمس مشعوره في
كافته الانام لمولنا الشوك الذي هو حسان الهند - واقترع بجملة مقفاه على كل ما سوا
من الفنون الشرعية في الهند والسند - فيا لها على الحاسد انه قد خاض في التهلكة فحينئذ
ولا اسفا على الحاسد انه قد نكس على عقبيه فاني سبي حرقه حتى سقط من العلو الى الخفض
الكل الا اضطر اليه - وانما لم يقرصه حتى الشغل من المخرج من الشوك في تطوير الامر اس
وطريق الاجتناب كانه لا يقيم قدما حتى يورث ولم يقل قولا حتى رجع رجوعه كالقمار الملع في
البصر فكان عليه لانه ان يحسب عن هذا الاجتناب وان لا يغيره عن هذا الامر
وان يقول بهذا الطريق والخو لا يصون عن ذلك - الا ان افسد - وهو وبانته الان امر سهل
عند من هو اهل دانا فحينئذ من هذا التحريم والشدة في مدح الشوك التحريم -

مطلع المدح

فلكوا عن حمل كلامه جولان	ولا فلك في قلوب افسد دوران
ومن بين الفضلاء فانه فاضل	ومن بين الشرار فانه سلطان
لو ان عظمته بالحق اعاز منته	وكبرة الارض عن امواله سكران

<p>وكل الجبال في لطفه في شقوقه ولم يلد له من خلقه شئ مثله وبين الشجر بالتحديد ذو فضل على اعداء في الهند لا يخفى فضيلة والفضي عن نور البرهان وجهه جليل وجوه عداة قدسية في شربها بسمه والنظر صا حسان الهند خطا فمن الشجر بختة في لفه رتبة فمن الشجر كروضة في لطفه فمن الشجر كبر في توجبه بتيان العبد في كمال التواضع كلام الشكرت في ملك على مفارقة</p>	<p>ليفرق اعدائه في البرهان فلا يشابهه الشئ ولا جاذب وكل الجبال في لطفه في شقوقه فيعرف به الامم صبا في شربها وتحرق الاعداء باوهم ويران صن النار الحرق في كونه وفي ذكره قبل الكلاله حيا وكلام الشكرت في نفاكته وراي وكلام الشكرت في نفاكته وراي بجد اول التحديد جريان وسيلان الى الحضرة الشكرت الذي حيا من علمه الجيد والفضل تبيان</p>
<p>ما يقول من فضل الله ومن كلامه الناصر المصطفى في مدحه حيا</p>	
<p>ايضا القصيدة الفريدة الموحدة الغراء</p>	
<p>محامد القدير على الكمال الله الخلق منعام قديم هو الحى الدبر كل انبر وختم الانبياء بلا ارتياب امام الانبياء بلا اختلاف تقبل ربنا منا سلام وبره فقد راينا منه وشمس هت انوار ما شكونت لند انزال كلام زينة مستقيما</p>	<p>هو الله المسلول في الجلال ومستكنى على عرش الكمال هو الحق المقدر والمعالى نبى باشتى ذو جمال رئيس الاتقياء بلا اختلاف على المختار مع محبوب وال وكنا نبهت في نور الملال كرفع حجاب عذر الجلال وتحتاد وغاوى زوال</p>

لسان المتكبرين كخصن محفل
 لقد اورككت من استعار شوكت
 فالهم ربنا بعين عيون
 فخذ الحل من تائيد ربي
 عطاء الله علما فوق علم
 له عقل وفهم دون فهم
 له وهدى والهام من الله
 له سؤء ورجاء على علم
 له شأن فقيم في الفضائل
 له نظر دقيق في المضامين
 على الاعيان والاحبار فضل
 له فضل وترجع جسمي
 له حسن وافضل وضوء
 فافضل يا اخي بالله شوكت
 لعمري فضله عندي عظيم
 بليغ يبلغ من كل وجه
 وشعر مشعر بشائر فضل
 هو المفضل بالافضل تمام
 لقد ران البلاد والهند والسند
 ونظر رجزه ما في الفصيصه
 فخذ ذيل الكمال العتيق والفيض
 ولم يفيض عليه قط دهر
 ومم يكره مكره بن مراد
 وما عذر الذي عقل بجبريل
 ربيت المتكبرين له سفاه

تزي المقطوع من سيف المقطر
 يدع الشكل كالسحر الحلال
 طرفي الحل من حسن الحلال
 على الحساد برهان الكمال
 وعز الله اعزاز العوالي
 له ذهن وفكر ذو السلال
 فاحرز عزمه عن سود الخيال
 على النخا قاني ذو الفضل عالي
 له روح كريم لا تبال
 له فكر عميق ذهن عالي
 له في كل حين في استحال
 على الفيض في حسن الخلال
 على الشعراء من غير احتمال
 على جمع لصف القيل قال
 بانواع الدلائل كالنضال
 فصيح افصح في كل قال
 وبيت بيت احرام النوال
 هو المقبول في حسن المقال
 بحسن القول والكلمات عالي
 له تبال شعبي ذو جنال
 فاحذر منه عن كسر الجهد الي
 مدد حارس في الاقتضال
 سوى المكشك في الاكشاف
 بفضل الشوكت العالي الخلال
 ربيت الحاسدين له سفال

<p>اقول اقول ما ايمان ستمين ولمحتاد و الاعداء شوكت تکلیف مطيع خلد فرج داد و عو کم لعل حیات شوکت</p>	<p>بالکاف لفقہ الامثال عذاب النار من سوء الفحال لنحیم ضال شوک الجبال بذکر الخیر فی حال انہما مال</p>
<p>فصل تاریخی ناصر من الشیخ خیر التقدير ارباب الکمال</p>	
<p>ابو العرفان مولوی محمد غوث الاسلام صاحب چشتی صابری سلمہ اللہ</p>	
<p>ابن چہ ہادیون حلیست کہ در بر کلمہ ہن صیغیات موسوی بہناست ، و در غرض ہر لفظش لمحات جلال شاہد حقوی عیان - از جملہ ہائے روشنی شش بجلی اسرار اقیان پیدا است - و از حسن بیان دل افروزش جلوہ معرفت و حقیقت جوید - از طبع لطیف لکات زراحی اصناف سخن استادی مخدومی فنی عظیم مجدد السنہ مشرقیہ ابو اوریس مولانا حافظ احمد حسن شوکت مدظلہ العالی کہ اعجاز کلمہ کمالش در قالب مردہ سخن حیات تازہ بخشیدہ و روح رُوح بخش میدہ - اگر او را یوسف مصر سخن گویم رواست و کشف و دقائق علم و فن خواہم بجا - طبع پر برج سخن نغمہ جان پروری سراید و نو جوان علم و فن را از خود می برباید - الہی ناقص پاک عرفا انجینہ لکات و اسرار معرفت لکال و کشف ابن لکات تا یوم المیاد مجید و الوقت شوکت یاد</p>	
<p>اخبار ششم ہند و طوطی ہند - البشای الشارب دازی کار فایر - سوشل اور پو لکل معاملات کا دیا - پیچ بلکہ فصیح لڑائی کا استاد - چوستہ مہدیون اور میون کا سرکوب - اسنے بڑے بڑے فرعون کو سپید ہاکر دیا - بھید کے چہڑے کا ڈوبے - انصاف کا بول بالا کر دیا - دیسی اور انگریزی اخباروں پر ہفتہ وار ریویو کرتا ہے جس نے</p>	

میرا اخبار نہیں دیکھا وہ اخباروں کے عیب و صواب بالکل ناواقف ہے۔ قیمت عام سالانہ پیشگی ۱۰ روٹیاں اور گاندے سے ۵ روٹیاں اور دلیان ۱۱ روٹیاں۔
سراج الدین اچھی خادم تو نسوی کا اخبار بخیر بند ہے

چروانہ

بہار آئی چین آئیں گل کھلو باگت اول ہے ۱۰ کیا پروانہ سوز دل ہے پیا شمع خفل ہے
مجدداتہ رنگت کا ایک رسالہ ششم ہند پر پس میرٹھ سے ماہوار نکلتا ہے جس میں مشاعرہ
کی خبروں کے علاوہ سوشل اور پولیٹیکل مضمین نظم و نثر شائع ہوتے ہیں بابر جمیل
قصائد فارسی، نظم و نثر خاقانی جو کالچون اور یونیورسٹیوں کے کورس میں داخل ہیں
بطور کتاب جدا گانہ منسلک ہوتا ہے۔ سٹوڈنٹوں کی جان ماسٹرون اور پروفیسروں
کی روح اور شعراء کا مجروحہ طلبہ اور اہل مدارس وغیرہ سے قیمت عام ۵ سالانہ پیشگی
ہے جس نے یہ رسالہ نہیں دیکھا وہ ایشیائی شاعری کے سمائٹس بالکل ناواقف ہے
اس میں شعراء عرب حماسہ و مثنوی و شعراء فارس کے کلام اور کلیات اردو حضرت موسیٰ حرم
کا حل شائع ہوتا ہے۔ نمونہ کا پرچہ ۵ روٹیاں ملتا ہے قیمت ۵ سالانہ پیشگی

حل کلیات اردو مرزا خاں حرم

دہلوی

گہر کاوش مرگان گایا ہو ہر سگر کہ جو کام ہوا ہم سے کسی نہ ہوا تھا
مرزا غالب دہلوی کے اردو کلیات کا سنگ میل ہونا اسی سے ظاہر رہا ہے کہ تمام شعراء ہند
کی الماریوں میں رکھا ہے مگر مینس کے آگے میں۔ کیونکہ اس کے حل کرنا حوصلہ نہوا ہم
نے حل کیا قیمت ۵ روٹیاں سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کیسی جگہ کاوی کی گئی ہے۔

حل قصائد خاقانی

کلام خاقانی باعتبار نازک اور مضبوط اور ادق ہونے کے تمام شعراء فارس کے کلام
سے بڑا ہوا ہے۔ قصائد میں کوئی شاعر خاقانی کا ہم لکھ نہیں سیکو آج تک ان
قصائد کے حل کرنے کا حوصلہ نہیں ہوا۔ سر رشتہ تقسیم انگریزی نے تمام قصائد خاقانی

کوئی۔ اسے اور ایم۔ اسے کورس میں داخل کیا۔ مگر طالب علم صرف طوطے کی طرح الفاظ رشتے میں خود پرو فیسہ نہیں سمجھ سکتے تو طالب علم کیونکر سمجھیں ہیں خاقانی کے تمام مکتبہ الازار قصائد حل کر دیے۔ لغت مذہبی و علمی تحقیقات سے جو امور متعلق ہیں اور جن کے سمجھنے کی ضرورت ہے سب حل جن صاف ہو گئے ہیں الغرض وہیکہنے سے تعلق ہے قیمت ۵۔

سہمائی حجاج

گہر سے چکر والیں آنے تک سفر حجاز میں جو مشکلات پیش آتی ہیں سب کی آسان تہیر بنائی گئی ہیں درحقیقت اسم بامسمیٰ ہے قیمت ۸۔

تفسیر و تنبیہ

تجدید کارنامہ جس نے شہزاد ہند کو ہر طرح عاجز کر دیا قیمت ۶۔

موج کوثر

(درنقہ سید البشر)

بحر زنج مشن مضامین گویا ایک موجزن دریا ہے کوٹلہ و الیہ نظم نہیں لکھتا ۳۔

حمید الکلام

(فارسی زبان میں)

ایک مثنوی مولانا روم کی مثنوی کے طرز پر ہے اخلاقی مضامین ہیں۔ ۵۔

عزیز الاخلاق

(اردو میں)

ایک مکالمہ لکچر کے طور پر ہے اصلاحی اور اخلاقی باتیں ہیں طبعیہ اردو مفید ہے قیمت ۶۔

مولوی حافظ محمد محمود صاحب کرامی مدرس اور نیک و لبردار
صدر پیشہ شاگردی و وقت کی

کیا نہ در طبع پایا کیا نوب بانی جودت
تشریح موشگافی نیزگی رنگ جودت
سچے کار نامہ سچو مقبول حب عزت
حل نکات پیدل ایجاد پاکت نکات

کس شان سے دکھایا قید کا کرشمہ
تحقیق لفظ یعنی تہذیب تکلمت نکات
اعجاز ہے کہ حاد و فرق اسد کی سیر نو
بات نے اس کو کرامی تاریخ کی یہ الفا



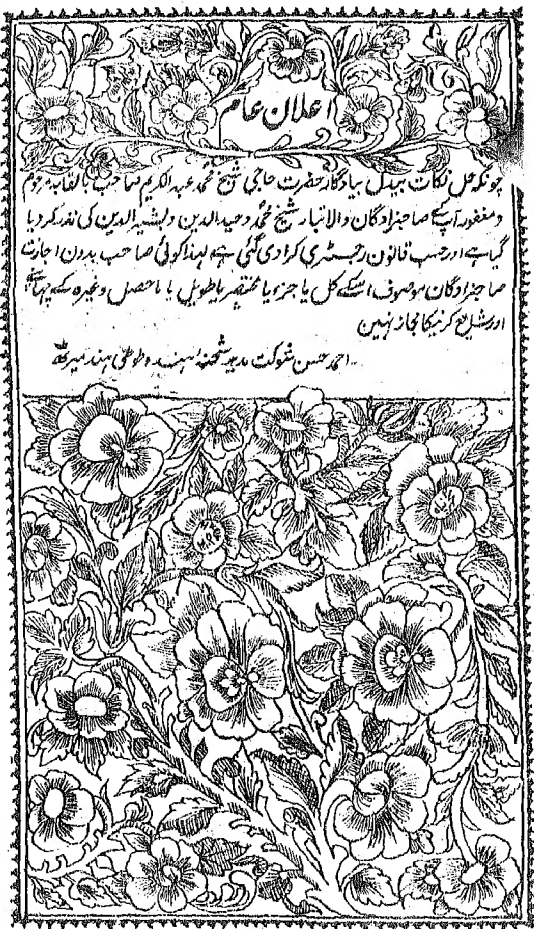
ولہ فارسی



وہ چہ بگفت است این باغ سخن
لذت کوثر ہدا دین جام سخن
اسے کرامی شرح استوارست پل
ملک بگفت قہد پر شرح عقل و عمل

وہ چہ بگفت است این باغ سخن
پون مجدد مادی سخن کشید
چون نکات پیدل ابر بحر عمیق
از پے تاریخ طبعش طبع گہد





اعلان عام

چونکہ صفت نکات پیدل بیاگوار حضرت حاجی شیخ محمد عبد الکریم صاحب باب الغائبہ جویم
و مغفور آپ کے صاحبزادگان والا تبار شیخ محمد وحید الدین و حبیب الدین کی نذر کردیا
گی ہے اور حسب قانون رجسٹری کرادی گئی ہے لہذا کوئی صاحب بدرون اجازت
صاحبزادگان موصوف اسکے کل یا جزو یا مختصر یا طویل یا حاصل وغیرہ کہہ پڑھا
اور شائع کر نیکا نماز نہیں

احمد حسن شوکت مدیر شمعہ ہنسندہ و طبعی ہند میرٹھ



